NOV-DEC-1995

ماہنامہ طلسماتی دنیا دیوبند

دیوبند کی کالی بلا

خوفناک حویلی میں خون کی بارش

دولتمند بننے کا فن

لکیریں بولتی ہیں

Rs 40/-

UPLOADBYSALIMSALKHAN
salimsalkhan

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد نمبر ۲ ——— شمارہ ۱۱

نومبر دسمبر ——— ۱۹۹۶ء

فی شمارہ ——— [redacted]

سالانہ ——— ایک سو چالیس روپے (سادہ ڈاک سے)

دو سو چالیس روپے ——— (رجسٹرڈ ڈاک سے)

پاکستان سے سالانہ ——— پانچ سو روپے

غیر ممالک سے ——— ۲۵ ڈالر (امریکن)

وقف مبری ——— تین ہزار روپے

معاونین سے سالانہ ——— ایک ہزار روپے

محسنین سے سالانہ ——— پانچ ہزار روپے

طلسماتی دنیا

معاون ایڈیٹر

مریم صدیقی

خصوصی مشاورت ——— نسیم فاطمہ شیخ صدیقی

ابو سفیان عثمانی

سلیم عرشی

رابعہ بانو شیریں

مصوری / مشیران

ایڈیٹر ——— حسن الہاشمی

سرپرست: حضرت الحاج مولانا سید خلیل حسین میاں صاحب مدظلہ

معاون ——— زینب ناہید عثمانی

نگران ——— عمر فاروق عاصم عثمانی

سرکولیشن منیجر و مینیجر ——— دانش عامری

فون نمبر ایڈیٹر: ۲۲۶۸۲

دیوبند فون کرنے کیلئے اسٹیڈ ی کوڈ نمبر ۰۱۳۳۶

Tilismati Dunya

اطلاع عام

اس رسالہ میں جو کچھ بھی شائع ہوتا ہے وہ روحانی مرکز کی ملک ہے۔ اس کے کسی مکمل یا جزوی مضمون کو شائع کرنے سے پہلے روحانی مرکز سے رابطہ قائم کرنا ضروری ہے۔ (منیجر)

اس ◎ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی مدت خریداری اس پرچے کے ساتھ ختم ہو جائیگی۔ لہٰذا اب آپ فوراً فیصلہ فرمالیں کہ آئندہ آپ طلسماتی دنیا کا مطالعہ جاری رکھیں گے یا نہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اس مدت میں آپ نے طلسماتی دنیا کو اپنے لئے اپنے گھر والوں اور دوستوں کیلئے بیحد مفید پایا ہوگا۔ لہٰذا سرخ نشان دیکھتے ہی آپ سالانہ زر تعاون داخل کریں اور رسالہ بند کرنے کی اطلاع دیں۔ خاموش رہنے کی صورت میں رسالہ وی پی سے نہیں بھیجا جائیگا بلکہ رسالے کی ترسیل روک دی جائے گی (منیجر)

انتباہ

طلسماتی دنیا سے متعلق متنازعہ امور میں مقدمہ کی سماعت کا حق صرف دیوبند ہی کی عدالت کو حاصل ہوگا۔ (منیجر)

’طلسماتی دنیا‘ روحانی مرکز کے ذریعہ لاچاروں، غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرتا ہے۔ جو صاحب آخرت کے اجر و ثواب کے لئے کوئی پیشکش کرنا چاہیں وہ ایڈیٹر سے رابطہ قائم کریں۔ یا ’روحانی مرکز‘ کے نام اپنی رقم بھیجوا کر عند اللہ ماجور ہوں۔ معاونین مالی امداد والی رقومات کیلئے پوری پوری وضاحت کر دینا ضروری ہے ——— تاکہ رقومات صحیح مصرف میں خرچ کی جاسکیں۔

(منیجر)

روحانی مرکز محلہ ابو المعالی دیوبند ۲۴۷۵۵۴

ROOHANI MARKAZ

ABULMALI DEOBAND-247554

پرنٹر پبلشر حسن احمد صدیقی نے جے کے آفسیٹ دہلی سے چھپوا کر روحانی مرکز محلہ ابو المعالی دیوبند سے شائع کیا

UP LOAD BY SALIMSALKHAN

کیا اور کہاں

نورِ ہدایت ۵
مختلف باغوں کے پھول ۶
کڑوا سچ ۹
غزلیں ۱۰
صنم خانۂ عملیات ۱۱
روحانی ڈاک ۱۹
درسِ عملیات ۲۷
علم الاعداد ۲۹
اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ علاج ۳۱
نبیوں کی شریکِ حیات ۳۵
رنگ اور روشنی سے علاج ۴۱
حضرتِ انسان کا تعارف ۴۵
نادیدہ حصار ۵۱
حیدرآباد کا سفر ۵۷
نزلہ اور زکام ۶۷
روشن ضمیری ۶۹
پتھر اور انسانی زندگی ۷۲
پنجہ بولتا ہے ۷۷
حسنِ انتخاب ۸۲
کعبے سے بتخانے تک ۸۳
خوفناک حویلی ۸۹

نورِ ہدایت

اے ایمان والو! ___ ڈرتے رہو اللہ سے اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ اور جہاد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اور جن لوگوں نے کفر اور نافرمانی کی راہ اختیار کی۔ ان کے پاس جو کچھ بھی زمین میں ہے وہ سارا کا سارا اور اتنا ہی اور بھی اگر وہ مہیا کر کے عذاب سے بچنے کیلئے پیش کریں گے تو ان کی یہ پیشکش عذابِ قیامت کو رد کرنے کیلئے قبول نہ کی جائے گی۔ اور ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا۔ چاہیں گے کہ نکل جائیں اس عذاب سے لیکن وہ اس سے نکل نہ پائیں گے ___ اور ان کا عذاب دائمی ہوگا۔ یعنی دوزخ کا یہ عذاب کبھی ختم نہ ہوگا ___ اور کبھی انہیں نارِ جہنم سے نجات عطا نہ ہوگی۔

(القرآن۔ سورۂ مائدہ)

UP LOAD BY SALIMSALKHA

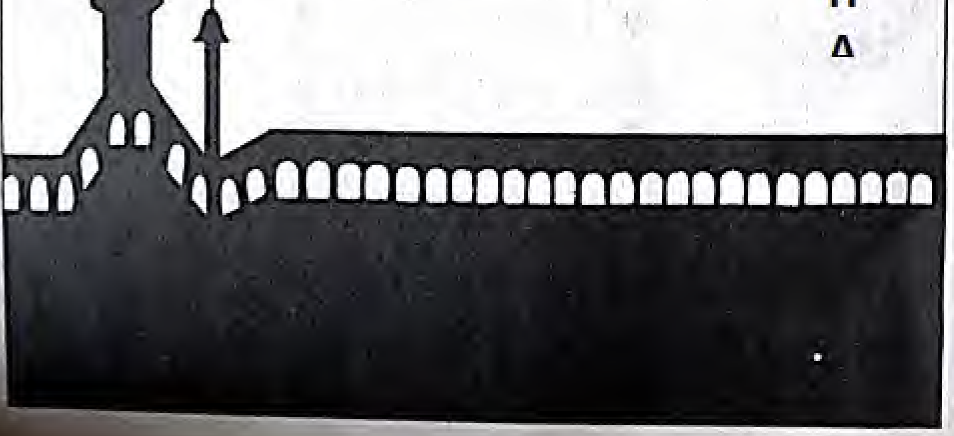

مختلف باغوں

پانچ چیزیں

- پانچ چیزوں سے پرہیز کریں۔
چغلی، شرک، جھوٹ، غیبت، بداخلاقی۔
- پانچ چیزوں پر عمل کریں۔
اللہ کے فرمان پر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر، قرآن پاک پر، احادیث پر، بڑوں کی نصیحت پر۔
- پانچ فرض چیزیں۔
جہاد، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج۔
- پانچ چیزوں کی حسرت۔
دولت، عزت، شہرت، شہادت، دوست۔
- پانچ چیزوں کا خیال۔
ماں باپ کا، بہن بھائیوں کا، اولاد کا، دوستوں کا، رشتہ داروں کا۔

عذاب قبر سے محفوظ رہیگا

- طاعون کی بیماری میں مرنے والا۔
- ماہ رمضان میں مرنے والا۔
- جام شہادت پینے والا۔
- مرض الموت میں سورۂ اخلاص پڑھنے والا۔
- والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا۔
- ہمیشہ باوضو رہنے والا۔
- امر بالمعروف پر چلنے والا۔
- اللہ کے خوف سے رونے والا۔
- صلہ رحمی کرنے والا۔
- علم سیکھنے والا۔
- عادل بادشاہ۔
- بیواؤں، یتیموں پر رحم کرنے والا۔

نماز

- جنہوں نے نماز کو ضائع کیا وہ عنقریب جہنم کے ایک خاص طبقے میں ڈالدیے جائیں گے۔ (القرآن کریم)
- جس شخص نے جان بوجھ کر نماز ترک کی، گویا اس شخص نے کفر کیا۔ (حدیث پاک)
- جو شخص نماز نہیں پڑھتا۔ اس کی عمر میں برکت نہیں ہوتی۔ (حدیث پاک)
- بے نمازی کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (حدیث شریف)
- بے نمازی جب مریگا ذلیل ہوکے مریگا۔ (حدیث پاک)
- اسلام میں اس شخص کا کوئی حصہ نہیں جو نماز نہیں پڑھتا۔ (حضرت عمر فاروقؓ)
- جو شخص نماز نہیں پڑھتا۔ اسے قید میں ڈالاجائے تاکہ وہ یہ جرم پھر نہ کرے۔ (امام اعظمؒ)
- بے نمازی واجب القتل ہے۔ (امام شافعیؒ)
- اگر حکومت اسلامی ہو تو اس حکومت کا سلطان بے نمازی کو قتل کرنے کا حکم دے۔ (امام مالکؒ)
- بے نمازی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کرو۔ (غوث الاعظمؒ)
- نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ (نبی کریمؐ)

یہ بھی حقیقت ہے

- کعبہ دنیا کی سب سے پہلی مسجد ہے۔
- آذان سب سے پہلے حضرت بلالؓ نے دی۔
- جوتے سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ نے پہنے
- صابن حضرت سلیمانؑ نے ایجاد کیا۔
- کاغذ حضرت یوسفؑ نے ایجاد کیا۔
- بیت المال سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے قائم کیا۔
- سوئی حضرت ادریسؑ نے ایجاد کی۔
- زرہ حضرت داؤدؑ نے بنائی۔
- حمام حضرت سلیمانؑ نے ایجاد کیا۔

چار عدد

- مقرب فرشتے چار ہیں۔
حضرت جبرئیلؑ، حضرت میکائیلؑ، حضرت اسرافیلؑ، حضرت عزرائیلؑ۔
- کتب ربانی چار ہیں۔
توریت، زبور، انجیل، قرآن مجید۔
- صاحبان کتب چار ہیں۔
حضرت موسیٰؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔
- خلفائے راشدین چار ہیں۔
حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ۔
- مشہور ائمہ کرام چار ہیں۔
امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ۔

مسکراہٹ

- مسکراہٹ محبت کی زبان ہے۔

کے پھول

گل چیں
مرتبہ صدیقی

- مسکراہٹ پتھر دل کو بھی موم کردیتی ہے۔
- مسکراہٹ روح کو شگفتہ اور پائیدار رکھتی ہے۔
- مسکراہٹ ایک ایسا پردہ ہے۔ جس کے پیچھے ہر قسم کا راز پنہاں ہو سکتا ہے۔
- مسکراہٹ یہ یقین دلاتی ہے کہ مسکرانے والے کا دل ہر قسم کی کدورت سے پاک ہے۔
- مسکراہٹ شدت غم کو چھپالیتی ہے۔
- مسکراہٹ محبت کا اتحول خزانہ ہے۔
- مسکراہٹ ایک ایسا پھول ہے جس پر خزاں کے موسم میں بھی بہار رہتی ہے۔
- مسکراہٹ دلوں کو جیتنے کا واحد ذریعہ ہے۔
- مسکراہٹ کے بادلوں میں امید کی کرن ہے۔

کام کی باتیں

- آج کے انسان کو موت سے زیادہ غریبی کا ڈر ہے۔ دنیا کی محبت نے انسان کو اندھا کر دیا ہے۔ انسان مال کی محبت میں گرفتار اپنی ذات کی گہرائیوں سے غافل ہے۔ دنیا کی خود غرضیوں اور تمناؤں کے مسلسل فریب کے بعد اس کی آنکھ اس وقت کھلتی ہے۔ جب آنکھ کے بند ہونے کا وقت بہت قریب آجاتا ہے۔
- ہم پر جب غربت نازل ہوتی ہے تو ہم اپنی زندگی سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ اور جب ہم پر مالداری برستی ہے۔ تو ہم دوسروں کو زندگی سے مایوس کرنے کی ٹھان لیتے ہیں۔
- ہم بے وفائی کو بُرا سمجھتے ہیں، جھوٹ سے ہمیں نفرت ہے۔ اگر کوئی شخص ہماری قربانی کی قدر نہیں کرتا تو ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔

لیکن وفا کے میدان میں ہم خود بے وفائی کا مظاہرہ کرنے سے نہیں چوکتے۔ جھوٹ سے اظہار بیزاری کرنے کے باوجود ہم جھوٹ بولنے سے کبھی باز نہیں آتے۔ اپنی قربانیوں کا صلہ چاہنے کی بھرپور خواہش کے باوجود ہم دوسروں کی قربانیوں کو اپنے پیروں سے روندڈالتے رہے۔

- کل میں بہو تھی تو میں ساس کے مظالم سے پریشان تھی ــــ آج میں ساس ہوں تو میرے مظالم سے میری بہو پریشان ہے۔
- میں نے اپنی ساس کو کبھی دل سے اپنی ماں نہیں مانا۔ ہاں میری آرزو ہمیشہ یہ رہی کہ وہ مجھے دل سے اپنی بیٹی سمجھے۔

اندیشہ

- بیوی ــــ اگر میں مرگئی تو کیا تم دوسری شادی کروگے۔؟
شوہر ــــ میں تمہارے اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔!
بیوی ــــ آخر کیوں؟!
شوہر ــــ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں نے صحیح جواب دے دیا۔ تو تم مرنے کا پروگرام ملتوی کر دوگی۔

پرسکون زندگی

وہ شادی کے بعد پرسکون زندگی گزار رہا ہے۔
تو کیا اس کی بیوی اندھی اور بہری ہے۔؟

انجام

ہم دونوں نے فیصلہ کیا تھا کہ ہم اپنی اصلاح ایک دوسرے کی کمزوریاں ایک دوسرے پر واضح کرینگے۔ خوب، لیکن پھر اس کا انجام
چار سال سے ہم دونوں کی بول چال بند ہے۔

اظہار تعلق

شادی کے موقعہ پر آپ ایک لفافہ ملا جس میں یہ عبارت تحریر تھی۔
پیارے میرکا، ہو صلاحت پار، شادیاں تو ہوتی ہی رہتی ہیں۔ اور ہم شادی شدہ لوگ سب ایک دوسرے کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

بیچ چوراہے

شہر کے بدنام ترین بدمعاش نے اپنے ایک ساتھی کو بتایا۔ جب میں چھ سات سال کا تھا تو میرے ماں باپ گھر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔

شادی شدہ لوگ

خدا کی پیدا کردہ ایسی مخلوق جو پلنگ کی پٹی پر بھی سو سکتی ہیں۔

شادی

ایک ایسا ناول ہے جس کے ہیرو ہیروئن پہلا باب شروع ہونے سے پہلے ہی مرجاتے ہیں۔

UP LOAD BY SALIMSALKHAN

مجھے یاد ہے ذرا ذرا

تیرے گھر کے سامنے سیٹی بجانا یاد ہے۔
دیکھ کر ابا کو تیرے بھاگ جانا یاد ہے۔
وہ تیرے بھائی سے پٹنا اور چلانا میرا۔
ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے۔
چھین لینا وہ میرے ہاتھوں سے پرچہ رقعہ۔
پھر تمہارے بھائی کا تھپڑ لگانا یاد ہے۔
عاشقی کے جرم میں تھانے وہ لے جانا میرا
اور سنتریوں سے وہ پٹنا پٹانا یاد ہے۔
ماں لینا وہ تیرے والد کا شادی کیلئے۔
اور میرا وہ ڈر کا قاضی کو لانا یاد ہے۔
الغرض بیگم تمہارا عقد میں آنا میرے۔
اور یوں قسمت کا اپنی پھوٹ جانا یاد ہے۔

منتخب اشعار

درج ذیل اشعار کا انتخاب آپ کو کیسا لگا؟
اپنی رائے سے ایڈیٹر طلسماتی دنیا کو مطلع کر دیں۔
ممنون ہوں گا۔ عرفان روقی ماہم

غرور عجز بھی ہے بندگی کا ایک مقام
مگر خدا کرے وہ مقام آ جائے۔ — ماہر شمائی

●

ایک ہی جرم پہ انسان سزا کب سہتی
دل سلامت ہے تو امکان خطا اور بھی ہے — ماہر شمائی

●

اب اُن کا احترام کیا جن کے سامنے
اشفق جنتی شاہ ما بھی کل کی بات ہے — عرفان روقی ماہم

●

کل تک میں خلف ہوس معارتھا مگر آج
گلناب کرکے ہوئی دیوار سا ہے — شکیل ماہم

●

نشاط عمر و غم ہے جو خوشی اسکے وصل
یہ گھر خراب ترے وفی رنگ بو سے ہوا — خفا ابن فیضی

●

بیٹھے جو تیرے در پر منہ موڑ کے دنیا سے
وہ اٹھ کے ترے در سے جائے تو کہاں جائے — جاوید رشید

●

شفق، سحر، کرن، کنول، دھنک، کلی، چمن، صبا
انہی سے تیری رہگذر سجائے جا رہا ہوں میں — جاوید رشید

●

اندھی گلی کے موڑ پہ بیٹھا ہے گھات میں
دشمن عظیم ہے تو اجالے میں کیوں نہیں — اطہر نفیس

●

ٹوٹے رشتوں کو بھی رکھو لیں گھیروں کی طرح
جانے کب آ کے کوئی اپنی امانت مانگے — ماہر القادری

●

میرے چہرے پہ نہ تھیں اتنی خراشیں یارو
تم نے ٹوٹا ہوا آئینہ دکھایا ہے مجھے — نسیم شمائی

●

اُن پڑھ آدمی گھس پڑتی ہے تو ملے ہوا ملے گی
آشنا ہے تماشہ سکر کرنے ہے حاصل کیا — ہمدرد شاہی

●

صرف درسی کتاب پڑھنے سے۔
آدمی دیدہ ور نہیں ہوتا — وکیل اختر

●

پھر نے شہر نہیں قربان کا موسم جب آیا ہے
مرے بچے کبھی بھول میں پکاری نہیں جاتے — منور رانا

●

میں شب کی پلکوں پہ آنسو کا ایک قطرہ ہوں
لے ہوا کا بہانہ تو ٹوٹ جاؤں میں — فاروق شفق

●

میں قافلے سے چھوٹ گیا اتنی دیر میں
بچھا رہا ہوں پاؤں سے کانٹے نکال کر — تاجدار تاج

●

ہاتھوں کے زخم دیکھنے والا کوئی نہیں
شیشہ تراشنے کا ہنر دیکھتے ہیں لوگ — تاجدار تاج

●

بچھڑے ہیں تو ہم نے ہیں کمی پائی ہے ابھی
جو کام بھی کرتے ہیں ادھورا سا لگے ہے — منظور ہاشمی

●

اپنی ہستی پہ نہ اترائے کوئی کو جو مغرور
وقت نے پھینک دیئے ایسے ہزار کتنے — حفیظ میرٹھی

●

جو دشمن ہوں مری خودداریوں کے
خدا اُن دوستوں سے دور کر دے — شمیم جے پوری

●

دنیا نے تجربات و حوادث کی شکل میں
جو کچھ مجھے دیا تھا وہ لوٹا رہا ہوں میں — ساحر لدھیانوی

انتخاب — عرفان روقی ماہم

نوشتۂ غم

فلک کمین ہوا۔
جب ستارہ زمیں کا چاند۔
زمیں کی رک گئی گردش بھی اپنے محور پہ۔
عیاں ہو گیا عالم پہ ایک سناٹا۔
نظر کے سامنے جیسے پہاڑ کا جل کا۔
کہ جیسے جنبش زندگی۔
اور رگوں میں خون جما!!
مبارزت پہ ہوا آمادہ خلق، ذہن پہ دل۔
کہ نطق وصورت بھی بہوت۔
گم سماعت بھی۔
نہیں ہو تم یہ یقیں بھی نہیں ہے دل کو مگر
لو آج اپنا بھی وقتِ حیات ختم ہوا!!

انسان اور جن

افسانہ بھی ہے اور حقیقت بھی۔ صرف تین جملوں میں۔
دو مسافر ٹرین میں سفر کر رہے تھے آپس میں جن اور انسان پر گفتگو ہو رہی تھی۔ اچانک دونوں میں سے ایک غائب ہو گیا۔

یوسف غوری۔ ایم اے
حیدرآباد

◉

کڑوا سچ

اداریہ — بقلم خاص

"طلسماتی دنیا" کا اجرا کرنے کے بعد صحیح طور پر اس بات کا اندازہ ہوا ہے کہ روحانی عملیات کے ذریعہ کاروبار کرنے والے لوگوں کی تعداد حد سے زیادہ ہے۔ ہر ہر گاؤں اور ہر شہر میں تعویذ گنڈے کرنے والے لوگ اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ اور بعض علاقوں میں عورتیں بھی اس میدان میں اپنا ڈنکا بجا رہی ہیں۔ عامل بننے کا شوق ناجائز شوق نہیں ہے۔ اور عامل بننے کے بعد ضرورت کی حد تک ہدایا وصول کرنا بھی حرام نہیں ہے۔ حرام اور ناجائز تو یہ ہے کہ وہ لوگ جو الف کے نام بے نہیں جانتے وہ اس میدان کے شہسوار بنے ہوئے ہیں۔ اور دن دہاڑے لوٹ مار مچا رہے ہیں۔ اور خدا کی سیدھی سادی مخلوق کو الو بنا کر اپنا الو سیدھا کر رہے ہیں۔

دوسروں کو الو بنانا مذہبی نقطۂ نظر سے غلط در غلط ہے ——— الو بنانے کا مطلب ہے کسی کو فریب دے کر اپنا مقصد پورا کرنا اور فریب دہی خواہ مقصد پورا کرنے کی غرض سے ہو یا کسی اور غرض سے بہرحال حرام ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ جس نے فریب دیا۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یعنی اس کا مذہب اسلام سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

فریب دینا جرم سہی۔ لیکن فریب کھانا اور کھاتے رہنا بھی کوئی نیکی نہیں ہے۔ فریب کھانا بھی ایک ایسی نادانی ہے۔ جو مذہبی نقطۂ نظر سے قابل گرفت ہے۔ جو لوگ اپنا گھر بھرنے کے لئے خدا کی مخلوق کو الو بنا رہے ہیں۔ وہ تو ہیں ہی مجرم اور خاطی لیکن جو لوگ اپنا گھر لٹانے کے لئے خود الو بن رہے ہیں وہ بھی کچھ کم مجرم اور کچھ کم خطا کار نہیں ہیں۔ بازاری عاملوں کی دکانیں اُن لوگوں کے دم سے چل رہی ہیں۔ جنہیں خود ہی الو بننے کا ذوق ہے۔ اور جو لٹ کر بھی خوش اور مگن نظر آتے ہیں ——— اور جب کسی کو خود جیب کٹوانے کا ذوق ہو تو پھر جارحیت جیب کے بعد جیب کتروں پر تبرا کرنا کہاں کی دانش مندی ہے۔؟ ——— ذوق پورا ہونے پر تو شکر ادا کرنا چاہئے۔ "طلسماتی دنیا" اُن تمام حضرات پر تنقید کرنے کے ساتھ ساتھ جو عوام الناس کو ورغلانے اور چمتکار دکھا کر بے وقوف بنانے میں مصروف ہیں ——— ان حضرات کو قابل گردن زدنی سمجھتا ہے کہ جو پیشہ ور عاملوں کی چاندی بنا کر اپنے گھر پر چاند ماری کر رہے ہیں۔

لوٹ مار کرنا اور فریب دہی کا مظاہرہ کرنا کتنا ہی برا سہی۔ لیکن جب کچھ لوگ خود ہی لٹنے اور فریب کھانے کیلئے بے تاب رہتے ہیں تو پھر لٹیروں اور فریب کاروں ہی کا کیا قصور ——— انہیں تو ہر ہر قدم پر ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو ان کی ضرورت پوری کر سکیں۔

جو لوگ اس لائن پر چلنے کے شائق ہیں۔ اُن سے ہماری درخواست ہے کہ وہ باقاعدہ اس فن کو سیکھنے کے بعد ہی چولا پہنیں۔ اگر یہ لوگ عام بیوپاریوں کی طرح دکانیں کھول کر بیٹھ گئے تو یہ فریب دہی کے قبیل سے ہوگا ——— اور فریب دہی کتنی ہی تاویلات کے ساتھ ہو۔ اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ——— اور جو لوگ عاملین سے خدمت کرانا چاہتے ہیں۔ ان کیلئے ضروری ہے کہ وہ ایسے عامل کا انتخاب کریں۔ جس کی نیت کی پاکیزگی اس کے حسن عمل سے ہویدا ہو۔

عقل مند ہیں وہ لوگ جو دنیا بھی کماتے ہیں اور آخرت بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ کم عقل ہیں وہ لوگ جو دنیا تو کسی قدر کما لیتے ہیں۔ لیکن اپنی آخرت کو داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ اور نرے جاہل اور احمق ہیں وہ لوگ جنہیں دنیا کمانے کا بھی سلیقہ نہیں ہے۔ اور آخرت کی حفاظت کی بھی صلاحیت نہیں ——— انسان اس دنیا میں طالب بنے یا مطلوب، عامل بنے یا معمول اسے اپنا رشتہ ایمان و یقین اور علم و عقل سے جوڑے رکھنا چاہئے ——— اس لئے کہ مذکورہ چیزوں سے رشتہ کمزور ہوتے ہی دین و دنیا کا نقصان شروع ہو جاتا ہے۔ اچھے عامل کی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ مخلوق کی خدمت کا سہرا بھی اپنے سر پر باندھ لیتا ہے۔ اپنی ضروریات بھی پوری کر لیتا ہے اور اپنے رب کو بھی راضی کر لیتا ہے۔ اور برے عامل کی حالت یہ ہوتی ہے کہ نہ تو خدا ہی کو وہ خوش رکھ پاتا ہے اور نہ خدا کی مخلوق کو۔ اسی طرح اچھا معمول وہ ہے جو روحانی علاج کے ذریعہ اپنا کام نکال لے۔ لیکن بے وقوف بننے سے محفوظ رہے ——— طلسماتی دنیا پڑھنے کے بعد اگر ہمارے قارئین میں اتنا بھی شعور پیدا نہ ہو کہ وہ روحانی عملیات کے ذریعہ دین و دنیا کی ڈگ بلک درست کر سکیں۔ تو پھر ہماری تمام تر جدوجہد فضول ہی ہوگی ——— اور اس کی اشاعت کا مقصد پامال ہو جائے گا۔

طریقہ ۴ حصولِ ملازمت کا ایک عجیب و غریب اور حیرتناک حد تک مجرب عمل پیش کیا جا رہا ہے یہ عمل "گوہر نایاب" کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر اسے پورا کر لیا جائے تو ملازمت تو کیا جو چاہو وہ مل جاتا ہے ہم اس مشکل ترین عمل کو بے حد آسان بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ تاکہ ہمارے قارئین اس سے استفادہ کر سکیں۔

طریقہ اس عمل کا یہ ہے کہ اپنا نام والدہ کا نام اور ملازمت کے حروف الگ الگ کرلیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیے ___ مثلاً محمد ابن نسیم کو ملازمت چاہیے تو سب سے پہلے اُن کے حروف الگ الگ یوں کرلیں۔ (ابن کے حروف اس میں شامل نہیں ہوں گے)

م ح م د ن س ی م ہ م ل ا ز م ت۔

یہ کل پندرہ حروف ہیں۔ اب انہیں عنصر کے اعتبار سے الگ الگ کردیں۔ اور سب سے پہلے ان حروف کو لکھیں جن کی تعداد زیادہ ہے۔ پھر جن کی تعداد دوسرے نمبر پر ہے پھر وہ جن کی تعداد تیسرے نمبر پر ہے۔ پھر وہ جن کی تعداد سب سے کم ہے۔

ان پندرہ حروف میں سب سے زیادہ آتشی حروف ہیں۔ ان کی تعداد ۷ ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے انہیں نقل کریں گے۔ دوسرے نمبر پر سب سے زیادہ بادی حروف ہیں۔ ان کی تعداد ۴ ہے۔ لہٰذا انہیں نقل کریں گے۔ اس کے بعد خاکی حروف لیں گے۔ کیوں کہ ان کی تعداد بھی ۳ ہے۔ اس کے بعد آبی لیں گے جو حرف ایک ہے۔

م م م ہ م ا م ی ن ت ح د ل ز۔

UP LOADBY SALIMSALKHAN

اب اوپر والی سطر بالکل اُلٹ گئی۔ اب ان کی اعداد عنصر کے اعتبار سے شمار کریں گے۔

آتشی حروف کے کل اعداد ہوئے	۲۰۶
بادی حروف کے کل اعداد ہوئے	۴۶۰
خاکی حروف کے کل اعداد ہوئے	۴۲
اور آبی حروف کے اعداد ہوئے	۷
ان کا ٹوٹل ہوا۔	۷۱۵

ان اعداد میں سب سے زیادہ عدد بادی حروف کے ہیں۔ اس لئے بادی عنصر غالب ہے تو نقش بادی چال سے بھرا جائے گا۔ اور نقش بناتے وقت منہ مغرب کی طرف کیا جائے گا۔ کیوں کہ بادی حروف کی سمت مغرب ہے۔ یہ نقش حسبِ قاعدہ ۲۱۸۶ عدد مربع کا پُر کیا جائیگا۔ نقش اس طرح بنے گا۔

۷۸۶

۵۴۶	۵۴۹	۵۵۲	۵۳۹
۵۵۱	۵۴۰	۵۴۵	۵۵۰
۵۴۱	۵۵۴	۵۴۷	۵۴۴
۵۴۸	۵۴۳	۵۴۲	۵۵۳

جو سطر بعد میں تیار ہوئی تھی اس کا پہلا حرف م ہے تو اسمائے بادی میں سے وہ نام لیا جائے گا جو م سے شروع ہو مثلاً مجید لیں گے اور م کے مؤکل کا نام بھی عزیمت میں استعمال کریں گے۔

نقش کے نیچے عزیمت اس طرح لکھیں گے۔

اَقْسَمْتُ عَلَیْکُمْ یَا مَلَائِکَۃُ ہٰذِہِ الْحُرُوْفِ م م م ۷ م ا م ی ت ت ح د ل ذ ی ا د ع م ا ئ ی ل بحق یا مجیبُ۔ میری ملازمت کا بندوبست فرما دیں۔

اس نقش کو زعفران و گلاب سے لکھیں اور حسبِ توفیق و استطاعت صدقہ دیکر اس نقش کے اوپر تین چاندی کے ورق چڑھا کر پھر زرد کاغذ میں لپیٹ لیں پھر موم جامہ کریں یا پلاسٹک چڑھائیں۔ اس کے بعد سبز رنگ کے کپڑے میں پیک کر کے اپنے سیدھے بازو پر باندھ لیں۔

اگر یہ عمل اس وقت کریں جب عطارد مشتری سے قران کر رہا ہو تو عمل کی قوت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ورنہ عطارد یا مشتری کی ساعت میں عروج ماہ میں اس نقش کو تیار کریں۔ انشاء اللہ بہت جلد ملازمت ملے گی۔

طریقہ ۵ جسے ملازمت نہ ملتی ہو یا ملازمت کسی وجہ سے چھُٹ گئی ہو۔ تو وہ نوچندی جمعرات کو روزہ رکھے اور اسی رات کو بستر پر لیٹتے وقت یہ آیت پڑھے۔ وَقَالَ الْمَلِکُ ائْتُوْنِیْ بِہٖ اَسْتَخْلِصْہُ لِنَفْسِیْ سے الْمُحْسِنِیْنَ تک (سپارہ ۱۳ رکوع ۲) پھر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے بعد اس آیت کو پڑھے۔ پھر نمازِ عشاء کے بعد اس آیت کو پڑھے اس کے بعد سو بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا اور سو بار اللّٰہُ اکبر کہے اور سو بار الحمد للہ کہے پھر سو بار سبحان اللہ اور سو بار استغفر اللہ اور سو بار درود شریف پڑھے اس کے بعد سو جائے اگلے دن صبح کو نمازِ فجر سے پہلے مندرجہ ذیل نقش لکھ کر جو در اصل اُن ہی آیات کا نقش ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ سبز رنگ کے کپڑے میں پیک کر کے اپنے بازو پر باندھ لے انشاء اللہ ایک ہفتے میں یا پھر زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کے اندر اندر برسرِ روزگار ہو جائے گا۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۳۱۳۶	۳۱۳۹	۳۱۳۲	۳۱۲۹
۳۱۴۱	۳۱۳۰	۳۱۲۵	۳۱۴۰
۳۱۳۱	۳۱۴۴	۳۱۳۷	۳۱۳۴
۳۱۲۸	۳۱۳۳	۳۱۳۲	۳۱۴۳

طریقہ ۶ یہ طریقہ صرف ملازمت ہی کیلئے نہیں اور بھی چیزوں کیلئے مفید ہے۔ مثلاً ترقی مرتبہ، ادائیگی قرض، قید سے رہائی شادی کیلئے رشتے کی منظوری وغیرہ۔ لیکن ملازمت کے حصول کیلئے خاص طور پر یہ عمل تیر بہدف ثابت ہوتا ہے۔ اور نہایت آسان بھی ہے۔

طریقہ اس کا یہ ہے۔ مندرجہ ذیل نقش سیسے کی تختی پر کسی نوک دار چیز سے کندہ کریں۔ اور یہ عمل قمر یا مشتری کی ساعت میں کریں اور دورانِ عمل مصطگی کی دھونی لیں ورنہ دار چینی کی دھونی لیں۔ نقش کندہ کرنے کے بعد چھ سو چار مرتبہ "یَا بَاعِثُ" پڑھیں۔ پھر زور سے کہیں کہ اے جبرائیل (نام موکل) میں باذن خداوندی تمہیں اس بات کی تاکید کرتا ہوں کہ میرا فلاں کام انجام دو (فلاں کام کے بجائے یا اپنا مقصد بیان کریں جو بھی ہو) صرف ایک بار کہنا ہے۔ ۹ روز تک مشتری یا قمر کی ساعت میں سیسے کی تختی جس پہلے دن نقش کندہ کیا گیا ہے۔ سامنے رکھ کر یہ عمل کرنا ہے۔ اس کے بعد اس تختی کو ہرے رنگ کے کپڑے میں پیک کر کے اپنے پاس رکھ لیں جیب میں یا بٹوے میں یا کسی اور محفوظ جگہ بکس وغیرہ میں۔ انشاء اللہ اس کام کیلئے بہتر سے بہتر اسباب پیدا ہوں گے۔ اس عمل

کیلئے کام کی تکمیل تک روزانہ کچھ نہ کچھ خیرات کرنا حسبِ گنجائش ضروری ہے۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

ث	ج	ب ا	ا ل
۲	۳۲	۳۹۹	۷۱
۳۳	۵	۶۸	۳۹۸
۶۹	۳۹۷	۳۴	۳

طریقہ ۷ جو شخص بے روزگاری سے پریشان ہو۔ اور اسے کوشش کے باوجود بھی ملازمت نہ ملتی ہو۔ تو اس کیلئے ایک مجرب عمل پیش کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ اگر اس عمل کو صحیح طریقے سے انجام دے دیا گیا تو اس کا عامل بہت جلد برسرِ روزگار ہو جائے گا۔

طریقہ عمل یہ ہے کہ چاند کی پہلی جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھے۔ اور جمعرات گزرنے پر جو شب آئے اس میں سات مرتبہ سورۂ یوسف پڑھے۔ جمعہ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان مندرجہ ذیل آیات کو لکھ کر سفید کاغذ پر پھر سبز رنگ کے کپڑے میں تعویذ بنا کر اپنے دائیں بازو پر باندھ لے اور عصر سے پہلے ایک مرتبہ سورۂ یوسف پڑھے۔ اس کے بعد افطار سے پہلے ایک مرتبہ سورۂ یوسف پڑھے عشاء کی نماز کے بعد بھی ایک مرتبہ سورۂ یوسف کی تلاوت کرے۔ سونے سے پہلے پچاس مرتبہ درود شریف اور سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ سبحان و بحمدہٖ پڑھے۔ اس کے بعد بھی پچاس مرتبہ درود شریف پڑھے۔ عمل مکمل ہوا۔ اب سو جائے۔ انشاء اللہ اس عمل کے بعد جلد ہی روزگار نصیب ہو جائے گا۔

جو آیات سفید کاغذ پر گلاب و زعفران سے لکھی جائیں گی وہ یہ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَقَالَ الْمَلِکُ ائْتُوْنِیْ بِہٖ اَسْتَخْلِصْہُ لِنَفْسِیْ فَلَمَّا کَلَّمَہٗ قَالَ اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ ۝ قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ۝ وَکَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ یَتَبَوَّاُ مِنْہَا حَیْثُ یَشَآءُ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

طریقہ ۸ اگر کوئی شخص بے روزگاری کا شکار ہو تو مندرجہ ذیل آیت کو فجر کی سنت اور فرض کے درمیان ستر مرتبہ پڑھے۔ جب تک پڑھتا رہے جب تک ملازمت نہ مل جائے۔ انشاء اللہ ایک ماہ کے اندر اندر ملازمت مل جائے گی آیت یہ ہے ــــــ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْہَا اِنَّ اللّٰہَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف بھی ضرور پڑھے۔

طریقہ ۹ ملازمت کیلئے کسی تنہائی کی جگہ میں روزانہ عشاء کی نماز کے بعد چالیس دن گیارہ سو مرتبہ "اللّٰہُ الصَّمَد" پڑھے۔ اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف پڑھے۔ انشاء اللہ چلّہ پورا ہوتے ہی ملازمت مل جائے گی۔

طریقہ ۱۰ کوئی شخص بے روزگار ہو، ملازمت کی تلاش ہو۔ یا کسی ملازمت سے برطرف کر دیا گیا ہو اور چاہتا ہو کہ اسے دوبارہ اس ملازمت کیلئے قبول کر لیا جائے یا اس سے زیادہ اچھی ملازمت کی جستجو ہو۔ تو مندرجہ ذیل اسماء کا ورد کرے اور اللہ کی قدرت کا کرشمہ دیکھے ــــــ لیکن ان اسماءِ الٰہی سے فائدہ اٹھانے کیلئے ضروری ہے کہ ان کی زکوٰۃ ادا کر دی گئی ہو اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک چلّہ ترکِ حیوانات کے ساتھ مندرجہ ذیل تعداد میں انہیں پڑھے۔ یا سمیع کو ایک سو اکیانوے مرتبہ، یا فتاح

کو ایک سو اڑتالیس مرتبہ اور یا رزاق تین سو انیس مرتبہ مجدا مجدا ایک ہی جلسے میں پڑھے۔ اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف پڑھے چالیس دن پورے ہو جانے پر بچوں میں کچھ شیرینی تقسیم کر دے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے اگر اپنے لئے یا کسی اور کیلئے حسب قاعدہ یہ عمل لگاتار ۲ دن کرے گا تو انشاء اللہ سات روز کے اندر اندر ملازمت مل جائے یا وہی جگہ دوبارہ عطا ہو گی جہاں سے معطل کر دیا گیا ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد جب کبھی یہ عمل سات روز کیا جائے گا۔ اس میں ترک حیوانات کی ضرورت ہو گی۔ یہ عمل بے حد مجرب ہے۔

طریقہ ۱۱ ایک بہت ہی قیمتی عمل پیش کیا جا رہا ہے۔ جو اکابرین کی طرف سے تمام امت مسلمہ کیلئے ایک خصوصی عطیہ ہے طریقہ عمل یہ ہے کہ ضرورت مند شخص جو روزگار یا ملازمت کی تلاش میں ہو۔ عروج ماہ میں بوقت چاشت تقریباً دس بجے دن ایسی جگہ جائے جہاں تالاب یا حوض ہو۔ سب سے پہلے وضو کرے اور اس کے بعد دو رکعت نفل ادا کرے۔ اس کا ثواب حضرت یونس علیہ السلام کو پہنچائے۔ اس کے بعد پانی میں داخل ہو جائے۔ اس قدر کہ ناف پانی میں ڈوب جائے۔ گیارہ مرتبہ استغفار کرے۔ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے، گیارہ مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھے، گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور چودہ مرتبہ آیت کریمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھے۔ اور پانی میں غوطہ مارے۔ سر پانی کے اندر لے جائے۔ جب سانس ٹوٹنے لگے تو سر اٹھائے اور ایک وقت کے بعد پھر غوطہ لگائے اور پانی کے اندر ہی ملازمت کے حصول کی دعا کرے اس کے بعد سر اٹھائے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے پانی پی لے۔ اس کے بعد پھر غوطہ لگائے۔ پہلے غوطے کی طرح خاموشی کیساتھ جب سانس بے قابو ہونے لگے۔ سر اٹھالے اس کے بعد ۱۱ مرتبہ استغفار ۱۱ مرتبہ درود شریف ۱۱ مرتبہ سورۂ فاتحہ اور ۱۱ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ اور پھر غوطہ لگائے۔ پہلے غوطے پر خاموش رہے۔ دوسرے غوطے پر ملازمت کے حصول کی دعا کرے۔ دوسرے غوطے کے بعد دونوں ہاتھوں سے چند قطرے پانی کے پی لے۔ تیسرے غوطے پر پھر خاموش رہے۔ اس کے بعد پھر ۱۱ مرتبہ استغفار۔ ۱۱ مرتبہ درود شریف ۱۱ مرتبہ سورۂ فاتحہ اور ۱۱ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ پھر بدستور تین غوطے۔ اس طرح یہ عمل تین مرتبہ ہو گا۔ کل نو غوطے لگائے جائیں گے سات روز تک لگاتار ایسا کرے۔ گھر سے روزانہ تھوڑا سا حلوہ بنا کر لے جائے ______ عمل کے ختم پر وہ حلوہ خود کھالے۔ انشاء اللہ خلاف توقع بہت ہی بہتر ملازمت ملے گی۔

طریقہ ۱۲ ملازمت اور کاروبار کیلئے ایک بہت ہی قیمتی اور مجرب عمل پیش کیا جاتا ہے۔ یہ عمل تیر کی طرح کام کرتا ہے۔ اور بفضل خداوندی اس کا اثر حیرتناک طور پر ظاہر ہوتا ہے۔

اولاً اس عمل کی سوا لاکھ مرتبہ پڑھ کر زکوٰۃ نکالے ______ طریقہ یہ ہے کہ مندرجہ ذیل اسم کو ۱۱ روز تک بعد نماز عشاء گیارہ ہزار تین سو چونسٹھ مرتبہ پڑھے۔ عمل اس طرح شروع کرے۔ پہلے ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ پھر سو مرتبہ یا عزیز ذو العرش المجید پڑھے اس کے بعد ۳۶۴ ۱۱ مرتبہ یا وہاب پڑھے۔ تعداد پوری ہونے پر ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اسی طرح روزانہ ۱۱ روز تک لگاتار پڑھے انشاء اللہ زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد یا وہاب روزانہ ۳۶۴ مرتبہ پڑھتا رہے۔ تاکہ عمل قابو میں رہے۔

اس کے بعد جب اس عمل سے فائدہ اٹھانا ہو۔ صبح کی نماز پڑھ کر جنگل کی طرف چلا جائے اور نیت کرے کہ یا وہاب والا عمل پڑھوں گا راستے میں بلا تعداد یا وہاب پڑھتا رہے۔ عامل کو جنگل میں ایک کالا کتا نظر آئے گا۔ اس کتے کو مخاطب کر کے کہہ دے۔ کہ اے مخلوق خدا آج شام کو میرے مکان پر تمہاری دعوت ہے۔ تم ضرور آ جانا۔ یہ کہتے ہی اپنے گھر کی طرف پلٹ جائے اور پھر پیچھے کی طرف مڑ کر نہ دیکھے۔ شام کو پانچ آدمیوں کی نیت سے کھانا پکائے۔ ان چیزوں کو ملحوظ رکھے۔ آٹا پانچ سیر کا ہو۔ بکری کا گوشت ایک کلو۔ گھی آدھی کلو۔ پیاز ایک کلو اصلی گھی آدھی کلو۔ ان چیزوں کو پکانے سے پہلے دستر خوان بچھا کر ہم سازیوں کو جنگل کتے سے دعوت کر رکھی ہو۔ بلا کر بٹھائے اور کتے کا انتظار

کرے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کتا آ جائے گا۔ اس کا کھانا بقدر ایک آدمی کے ایک طرف رکھ دے وہ اپنی خوراک کھا کر چلا جائے گا۔ اس کے بعد انشاء اللہ ایسے اسباب پیدا ہوں گے کہ عامل کو خود حیرت ہو گی۔ عامل کو نہ صرف یہ کہ روزگار ملے گا۔ بلکہ عامل جہاں بھی ہاتھ ڈالیگا کامیابی ہی کامیابی ملے گی۔

دعوت کی فراغت کے بعد اگر عامل مہمانوں کے جانے کے بعد اپنے مقصد میں کامیابی کی دعا کرے تو زیادہ افضل ہے۔ کتے سے گھن نہ کرے بلکہ اس کو عزت کی نظر سے دیکھے۔ یہ بظاہر کتا ہے لیکن درحقیقت کتا نہیں ہے۔ لیکن یہ موکل کتے ہی کی صورت میں آتا ہے۔ بے دریے کئی عمل کرنے کے بعد عامل کو اس کی اصلی صورت بھی نظر آ جاتی ہے ______ یہ عمل بزرگوں کا آزمودہ ہے۔ اسے بعد کے عاملین نے اپنی بیاض میں نقل کر کے امت کیلئے ایک قیمتی اثاثہ چھوڑا ہے۔ ہم نے بھی اسے خدمت خلق کی نیت سے من و عن نقل کر دیا ہے۔

طریقہ ۱۳ یہ نقش بھی حصول غنا اور حصول ملازمت و روزگار کیلئے مؤثر و مجرب ثابت ہوا ہے۔ جو شخص برسر روزگار ہے وہ اسکی برکت سے ترقیاں حاصل کرتا ہے اور جو شخص بے روزگار ہے وہ اسکی برکت سے ملازمت یا مناسب روزگار سے لگ جاتا ہے۔

طریقہ یہ ہے کہ عروج جمعرات سے یہ نقش لکھنا شروع کرے۔ اور پہلے روز پچپن نقوش لکھے۔ چون نقش آٹے میں گولیاں بنا کر دریا میں ڈالے۔ اور آخری یعنی پچپن واں نقش موم جامہ کے بعد سبز رنگ کے کپڑے میں پیک کر کے اپنے دائیں بازو پر باندھے۔ یہ تمام کام باوضو اور قبلہ رو ہو کر کرے۔ ہر نقش پر ایک مرتبہ یہ دعا پڑھ کر دم کرتا رہے۔ اَكْرِمْنِیْ وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّاسِعَةً وَّنِعْمَةً كَثِیْرَةً بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ اس کے بعد ہر روز ایک نقش لکھتا رہے اور ہر روز کے نقوش اکٹھے الگ الگ آٹے میں گولیاں بنا کر دریا میں ڈالتا رہے۔ لگاتار چالیس روز تک یہ عمل کرے اور دس مرتبہ روزانہ نقش لکھنے کے بعد مذکورہ دعا پڑھتا رہے۔ چالیس دن کے بعد نقش لکھنے کا سلسلہ موقوف کر دے۔ البتہ حصول روزگار تک یا حصول ترقی تک ۳ مرتبہ مذکورہ دعا کو پڑھتا رہے اور اگر اس دعا کو تاعمر ۳ مرتبہ روزانہ کوئی بھی وقت مقرر کر کے پڑھتا رہے تو افضل ہے۔ ہاتھ پر بندھے ہوئے نقش کو بھی ہمیشہ بندھا رکھے ورنہ ایک سال کے بعد اسے اپنے گھر میں کسی جگہ لٹکا دے انشاء اللہ چلے کے دوران ہی اچھی ملازمت یا روزگار یا ترقی نصیب ہو گی۔

نقش یہ ہے۔

اَكْرِمْنِیْ وَهَبْ لِیْ	مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّاسِعَةً	وَّنِعْمَةً كَثِیْرَةً بِرَحْمَتِكَ	یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ
۲۲۶۷	۵۹۹	۳۰۵	۱۳۰۸
۵۹۸	۲۳۶۴	۱۳۸۱	۳۰۶
۱۳۹۰	۳۰۰	۵۹۰	۲۳۶۵

طریقہ ۱۴ قضائے حاجت اور حصول روزگار کیلئے یہ عمل بھی اکابرین سے منقول ہے۔ اور اسے اہل تجربہ نے تیر بہدف قرار دیا ہے ______ طریقہ عمل یہ ہے کہ نوچندی اتوار کو اشراق کی نماز سے پہلے تین مرتبہ درود تنجینا پڑھے اسکے بعد تین بار یہ پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْغَنِیُّ وَاَنَا الْفَقِیْرُ فَمَنْ یَّمْدَحُ الْفَقِیْرَ اِلَّا الْغَنِیُّ۔ اس کے بعد گیارہ سو مرتبہ "یا مغنی" پڑھے اس کے بعد گیارہ مرتبہ یہ پڑھے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ [illegible]

عِنْدَمَنْ کُنْ بِیَدِہٖ وَمَعَادِیْ عِنْدَ کُنْ دَعْوَتِہٖ وَمُؤْنِسِیْ عِنْدَ کُلِّ وَحْشَۃٍ وَقَدْ خَانَتْ حِیْلَتِیْ تَنْقَطِعُ حِیْلَتِیْ یَا غِیَاثُ ۔ آخیر میں پھر تین مرتبہ درود ابراہیم پڑھ لے ___ عمل سے فراغت کے بعد اشراق کی نماز پڑھ کر سجدے میں جاکر اپنے روزگار کی اپنی زبان میں دعا کرے یہاں تک کہ قلب پر رقت طاری ہوجائے۔ اس عمل کو لگاتار ۱۱ دن تک کرے۔ انشاءاللہ جب خواہش روزگار میسر آئے گا۔

طریقہ ۱۵
تمام انبیاء عظام اور اولیائے کرام نے اسم "یا وہاب" کی بدولت دولتِ دارین حاصل کی ہے۔ اس اسم مبارک کی دعوت کا طریقہ یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد ۱۴ مرتبہ اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھے۔ اس اسم مبارک کی دعوتِ کبیر کا مخصوص طریقہ بزرگوں سے یہ منقول ہے کہ یا اسم ۱۲ لاکھ مرتبہ مقررہ وقت میں اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ چالیس روز تک پڑھے۔ ایسا کرنے والا سیف زبان ہوجائے گا لیکن اگر اس کی ہمت نہ ہو تو ہر فرض نماز کے بعد ۱۴ مرتبہ پڑھتا رہے۔

جب کوئی حاجت ہو۔ مثلاً کسی مصیبت سے چھٹکارے کی خواہش۔ قرض سے نجات کی خواہش۔ مقدمے میں کامیابی کی خواہش یا ملازمت و روزگار کی خواہش تو یہ عمل کرے۔ رات کو ۱۲ بجے کے بعد اٹھ کر غسل کرے اور پاک و صاف لباس پہن کر دو رکعت نفل ادا کرے اور پھر ننگے سر کھڑا ہوکر ۱۴ مرتبہ "یا وہاب" پڑھے۔ جب تین مرتبہ پڑھ چکے تو بیٹھ جائے اور بیٹھ کر پڑھے۔ اس کے بعد جب تعداد سات ہو جائے تو پھر کھڑے ہوجائیں اور کھڑے ہوکر پڑھے۔ اور پھر آخر تک کھڑے ہوکر پڑھتا رہے۔ عمل کے ختم ہوجانے پر کھڑے ہی کھڑے مطلب کی دعا کرے۔ یہ عمل لگاتار اسی طرح تین دن تک کرے اور اللہ کی قدرت کا کرشمہ دیکھے۔

طریقہ ۱۶
یہ عمل حصولِ ملازمت کیلئے بہت ہی آسان ہے۔ لیکن بے حد مؤثر ہے۔ جب بھی اس عمل کا کسی نے تجربہ کیا ہے۔ اُسے مایوسی نہیں ہوئی ہے۔ جو شخص بے روزگار ہو اور چاہتا ہو کہ اللہ اسے مناسب روزگار عطا کردے تو اسے چاہئے کہ جمعہ کے دن عروج ماہ میں اس عمل کی شروعات کرے۔

عمل صرف یہ ہے کہ مندرجہ ذیل دعا جمعہ کی نماز اور نفلوں سے فارغ ہونے کے بعد ۷۰ مرتبہ اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھے۔ اور اس کے بعد سجدے میں جاکر کم سے کم پانچ منٹ تک ملازمت کیلئے دعا کرے۔ جمعہ کے بعد اگلے جمعہ تک یہی عمل ظہر کی نماز کے بعد کرتا رہے۔ اور پھر دوسرا جمعہ آنے پر پھر جمعہ کے بعد کرے۔ اس کے بعد بند کردے۔ انشاءاللہ ایک ہفتے ہی میں یا پھر کچھ دنوں کے بعد خوشخبری سننے کو ملے گی۔

دعا یہ ہے ___ اَللّٰھُمَّ یَا غَنِیُّ یَا حَمِیْدُ یَا مُبْدِئُ یَا مُعِیْدُ یَا رَحِیْمُ یَا وَدُوْدُ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَبِطَاعَتِکَ عَنْ مَعْصِیَتِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۔

طریقہ ۱۷
سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص حال پریشان یا بے روزگاری کا شکار ہو تو وہ جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد مغرب تک بلاتعداد "یا اللہ یا رحمٰنُ یا رحیم" پڑھتا رہے۔ اول آخر تین مرتبہ درود شریف بھی پڑھ لے تو دو جمعے نہیں گزریں گے کہ اس کی پریشانی اور بے روزگاری انشاءاللہ ختم ہوجائیگی۔

طریقہ ۱۸
بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر مندرجہ ذیل دعا ہر فرض نماز کے بعد صرف ایک مرتبہ پڑھ لی جائے تو اس کا کثیر فائدہ پڑھنے والے کو ملے۔ یہ دعا اکثر اکابرین کے معمولات میں شامل رہی ہے۔ اس کو صحیح تلفظ کے ساتھ یاد کر کے پڑھنے والا کبھی مالی پریشانی، بے روزگاری، دشمنوں کی سازش اور دنیاوی آفتوں کا شکار نہیں ہوگا۔ اگر اس دعا کو مقروض پڑھے گا تو بفضلِ رب

اس کا قرض ادا ہوجائے گا۔ اگر اس دعا کو بے روزگار پڑھے گا تو بفضلِ رب اس کو روزگار مل جائے گا۔ اگر اس دعا کو مالی پریشانیوں میں مبتلا پڑھے گا تو بفضلِ رب اس کی پریشانی دور ہوگی۔ اور ترقی اس کو نصیب ہوگی۔ یہ دعا اُن لوگوں کیلئے خاص طور پر مفید ثابت ہوتی ہے۔ جو مالی مشکلات کا شکار ہوں۔ یا بے روزگار ہوں۔

دعا یہ ہے ___ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ___ بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ ___ بِسْمِ اللّٰہِ وَالشُّکْرُ لِلّٰہِ ___ بِسْمِ اللّٰہِ وَالْمِنَّۃُ لِلّٰہِ ___ بِسْمِ اللّٰہِ وَالْمُلْکُ لِلّٰہِ ___ بِسْمِ اللّٰہِ وَالْقُدْرَۃُ لِلّٰہِ ___ بِسْمِ اللّٰہِ وَالْعَظَمَۃُ لِلّٰہِ ___ بِسْمِ اللّٰہِ وَالسُّلْطَانُ لِلّٰہِ ___ بِسْمِ اللّٰہِ وَالْبُرْھَانُ لِلّٰہِ ___ وَالْکِبْرِیَاءُ لِلّٰہِ ___ وَالْفَخْرُ لِلّٰہِ ___ بِسْمِ اللّٰہِ وَالْقَھْرُ لِلّٰہِ ___ بِسْمِ اللّٰہِ وَالنِّعْمَۃُ لِلّٰہِ ___ بِسْمِ اللّٰہِ وَالْمَجْدُ لِلّٰہِ بِسْمِ اللّٰہِ وَالْعَطَاءُ لِلّٰہِ ___ بِسْمِ اللّٰہِ وَالثَّنَاءُ لِلّٰہِ ___ بِسْمِ اللّٰہِ وَیَا اللّٰہُ وَیَا رَحْمٰنُ وَیَا رَحِیْمُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

طریقہ ۱۹
غیر ملکی ملازمت کیلئے یہ عمل تیر بہدف ہے۔ چالیس دن کا عمل ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ نوچندی اتوار سے اسے شروع کریں روزانہ عشاء کی نماز کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف، گیارہ سو گیارہ مرتبہ "یا مغنی" پڑھیں۔ اس کے بعد الم نشرح سورۃ مکمل پڑھیں۔ آخر میں گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر دعا کریں۔ انشاءاللہ ایک چلے میں کامیابی نصیب ہوگی۔

طریقہ ۲۰
ملازمت اور روزگار کیلئے علم جفر کا ایک نادر عمل پیش کیا جارہا ہے۔ اگر اسے سمجھ کر کیا جائے تو یہ عمل تیر کی طرح کام کرتا ہے۔ اور اگر یہ عمل عامل کی حیثیت سے دوسروں کیلئے بھی کیا جائے تو بھی کامیابی ملتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ اسم باری تعالیٰ "رزاق" کی زکوٰۃ کبیر ادا کر رکھی ہو۔ اور اگر صرف اپنے لئے کرنا ہے تو اسم باری تعالیٰ کی زکوٰۃ صغیر ادا کر دیجائے اور اس کے بعد یہ عمل کیا جائے تو فوراً اثر سامنے آتا ہے ___ زکوٰۃ صغیر کا قاعدہ یہ ہے کہ "یا رزاق" کو ۳۰۸ مرتبہ روزانہ ایک وقت مقرر کر کے بہ نیتِ زکوٰۃ پڑھا جائے اور چالیس روز تک لگاتار پڑھا جائے۔ اور زکوٰۃ کبیر کا مطلب یہ ہے کہ یا رزاق کو ۱۲۳۲ مرتبہ روزانہ چالیس روز بہ نیتِ زکوٰۃ کبیر پڑھا جائے۔ زکوٰۃ کبیر سے پہلے زکوٰۃ صغیر کی ادائیگی ضروری ہے۔

طریقہ عمل یہ ہے کہ پہلے اسم باری تعالیٰ رزاق لکھے اور پھر اسم طالب جو بھی ہو وہ لکھے۔ مثلاً اگر طالب کا نام محمد اختر ہے ___ تو اس طرح لکھ لے۔ رزاق۔

م ح م د ا خ ت ر

اب ان حروف کو باہم امتزاج دے۔ امتزاج کا طریقہ یہ ہے کہ ایک حرف اسم باری کا لے اور ایک حرف اسم طالب میں سے لے۔

مثلاً ___ ر م ز ح ا م ق د ر ا ز خ ا ت ا ر ق۔

اگر اسم طالب کے حروف زیادہ ہوں تو دوبارہ اسم باری کے حروف استعمال کرلئے جائیں گے جیسا کہ اوپر والی مثال سے ظاہر ہے۔ اس کے بعد ان کے اعداد حاصل کرلیں۔ مثلاً۔

رزاق کے عدد ہوئے	۳۰۸
محمد اختر کے عدد ہوئے	۱۲۹۳
حروفِ امتزاج کے عدد ہوئے	۱۹۰۹
ٹوٹل	۳۵۱۰

اب اس کو پہلے ۴ سے تقسیم کرلیں

۸۷۷ (۳۵۱۰ (۴
۳۲
۳۱
۲۸
۳۰
۲۸
۲

دو باقی رہے۔

ایک قاعدہ اور ذہن نشین کرلیں کہ کل اعداد کو ۴ سے تقسیم کرنیکے بعد اگر ایک بچے تو نقش آتشی چال سے پُر کریں اگر ۲ بچے تو بادی چال سے نقش بھرے اگر ۳ بچیں تو آبی چال سے نقش پُر کریں۔ اگر کچھ بھی نہ بچے تو خاکی چال سے نقش پُر کریں۔ اس کے بعد ۳۵۱۰ کو حسب قاعدہ پُر کرلیں ــــ مثلاً ۳۵۱۰ کا قانون کے مطابق نقش یوں بنے گا چونکہ باقی ۲ رہے تھے اس لئے بادی چال سے نقش پُر کیا گیا ہے۔

۷۸۶
ر ا م ز ح ا م ق د

۸۸۳	۸۷۰	۸۷۷	۸۸۰
۸۷۶	۸۸۱	۸۸۲	۸۷۱
۸۷۸	۸۷۵	۸۷۲	۸۸۵
۸۷۳	۸۸۴	۸۷۹	۸۷۴

ر ج ا ی ا ۲ ا ی ر ج

اس طرح کے دو نقش تیار کرلے۔ ایک طالب اپنے دائیں ہاتھ پر باندھ لے۔ اور دوسرا کسی بھاری پتھر کے نیچے دبا دے۔ نقش ساعت زہرہ میں جمعہ کے دن عروج ماہ میں لکھنا ہے۔ امتزاج والے حروف کو نقش کے اوپر لکھا جائے اور ۴۰ روز تک "یارزاق" ۳۵۱۰ مرتبہ پڑھا جائے اوّل وآخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ ــــ اگر چالیس روز تک کامیابی نہ ملے تو پھر اگلے چالیس دن تک "یارزاق" کے بجائے "الرزاق" چار ہزار مرتبہ اور اوّل وآخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے۔ انشاء اللہ اس چلے میں یقیناً کام بن جائے گا۔ کام بن جانے پر پتھر کے نیچے دبے تعویذ کو پتھر کے نیچے سے نکال کر گھر میں لٹکا دینا چاہیے۔

طریقہ ۲۱ حصولِ زر اور حصولِ روزگار کیلئے ایک نماز اکابرین سے منقول ہے۔ یہ نماز صلوٰۃ التسبیح کیطرح پڑھی جاتی ہے اگر اس نماز کو بوقتِ تہجد یا نصف شب کے بعد لگاتار سات روز تک پڑھ لیا جائے۔ روزگار نصیب ہو جاتا ہے اور مستقبل قریب میں دولت کی فراوانی ہوتی ہے۔ اس نماز کو "صلوٰۃ ملائکہ" بھی کہا جاتا ہے۔ طریقہ اسکا یہ ہے کہ چار رکعت نفل قضائے حاجت کی نیت پڑھے اور ہر رکعت میں ۹۵ مرتبہ یہ کلمات پڑھے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ ــــ سورۂ فاتحہ اور دوسری سورۃ کے بعد پندرہ مرتبہ یہ کلمات پڑھے۔ رکوع میں تسبیح کے بعد دس مرتبہ، قومہ میں سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد دس مرتبہ۔ دونوں سجدوں میں دس دس مرتبہ دونوں سجدوں کے درمیان دس مرتبہ اور قعدۂ اولیٰ اور قعدۂ آخری میں دس دس مرتبہ۔ کل تین سو مرتبہ تعداد ہوئی۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد انہی کلمات کو سو مرتبہ اول وآخر تین تین مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھے اور لگاتار یہ عمل سات روز تک کرکے چھوڑ دے۔ انشاء اللہ جلد ہی بے روزگاری اور غربت دور ہوگی۔

انسانی مسائل کا روحانی حل
مستقل عنوان

روحانی ڈاک

حضرت مولانا حسن الہاشمی فاضل دارالعلوم دیوبند

> ہر شخص خواہ وہ طلسماتی دنیا کا خریدار ہو یا نہ ہو۔ ایک وقت میں تین سوالات کرسکتا ہے۔ جوابات حاصل کرنے کیلئے جوابی لفافہ ضرور ساتھ بھیجا جائے۔ اگر اس کالم میں جگہ نہ مل سکے تو ڈاک سے جوابات دیئے جائیں گے۔ (ایڈیٹر)

روحانی عملیات میں ماں ہی کا نام کیوں؟

سوال از یوسف خان ــــ کراچی (پاکستان)

آپ سے ایک اہم سوال کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ دنیا میں شناخت اور پہچان کیلئے فلاں ابن فلاں میں باپ کا نام چلتا ہے لیکن روحانی عملیات میں عاملین باپ کے بجائے ماں کے نام کو ترجیح دیتے ہیں۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔؟

جواب بلاشبہ آپ کا سوال اہم ہے اور اس اہم سوال کا اہم ترین جواب یہ ہے کہ ماں یقینی طور پر وہی ہوتی ہے۔ جس کے پیٹ سے بچہ پیدا ہو جب کہ باپ یقینی طور پر وہ نہیں ہوسکتا جس کی طرف ولدیت کی نسبت کی جاتی ہے۔ اس بات کا امکان بہرحال ہے کہ شاید باپ وہ نہ ہو جسے عرف عام میں باپ سمجھا جاتا ہے۔ بچے کی ماں سو فی صد وہی ہوتی ہے۔ جس کے بطن سے بچے نے جنم لیا ہو۔ اور بچے کو باپ کا تعارف بھی ماں کی زبان حاصل ہوتا ہے۔ ماں بتاتی ہے کہ فلاں تمہارا باپ ہے اس لئے ہم اسے اپنا باپ سمجھتے ہیں۔ اگر ماں اپنے بچے کے کان میں یہ کہہ دے کہ میں تمہیں آج ایک راز کی بات بتاتی ہوں۔ اور وہ یہ کہ تمہارا اصلی باپ وہ نہیں ہے جسے تم باپ سمجھتے اور کہتے ہو بلکہ تمہارا اصلی باپ فلاں ہے۔ یہ سنکر صاحبزادے کے دل و دماغ پر کچھ بھی گزرے لیکن وہ اپنے اُس باپ کے بارے میں شبہات میں مبتلا ہو جائیں گے جسے وہ اپنا سگا باپ سمجھتے تھے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ باپ کو ہم اس لئے باپ سمجھتے ہیں کہ اس کا تعارف ہمیں ماں کے ذریعہ حاصل ہوا۔

شریعت نے عورتوں پر عدت کا جو قانون نافذ کیا ہے۔ اس کی دو بنیادیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ بات عورت کی شانِ وفا کے خلاف ہے کہ شوہر کے مرتے ہی یا طلاق دیتے ہی وہ کسی دوسرے مرد سے وابستہ ہو جائے۔ بلکہ اس کی شانِ وفا اور شانِ حیا کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ کچھ دن اپنے پہلے شوہر کی جدائی کا سوگ منائے۔ عدت کے طے شدہ ایام پورے کرے اور ان ایام میں بناؤ سنگھار سے پرہیز رکھے۔ تاکہ دیکھنے والے یہ محسوس کریں کہ اسے اپنے شوہر کی جدائی اور فرقت کا احساس ہے۔ اور دوسری وجہ یہ کہ عورت کو اگرچہ ایک دو بار تین ماہ حیض کا مرحلہ پیش آجائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ حاملہ نہیں ہے۔ عدت کے ایام میں عورت کیلئے پوری طرح یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ وہ کسی حال میں ہے یا نہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ حاملہ کی مدتِ عدت وضع حمل ہے۔ یعنی اگر کسی عورت کا شوہر مرگیا اور وہ بالاتفاق حاملہ ہے تو اس کی عدت بچے کی پیدائش پر ختم ہو جائے گی۔ اگر شوہر کی وفات کے اگلے ہی دن بچہ پیدا ہوگیا تو عدت ختم ہو جائے گی اور وہ دوسرے نکاح کیلئے آزاد ہوگی۔ دراصل شریعت یہ چاہتی ہے کہ کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہونے والے بچے کے بارے میں یہ تذبذب باقی نہ رہے کہ اس کا باپ کون ہے۔ اس لئے اس نے عورت کیلئے شوہر کی وفات اور طلاق کی صورتوں میں عدت کو ضروری قرار دیا ہے۔

اسلام بیک وقت ایک مرد کو چار عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن ایک عورت کو ایک وقت میں دو مردوں کے ساتھ نکاح کی اجازت اور دے اسلام نہیں دیتا ہے۔ اس کی جہاں دوسری مصلحتیں ہیں وہاں ایک اہم مصلحت یہ بھی ہے کہ اگر عورت کے ایک سے زیادہ شوہر ہوں گے۔ تو اس کے پیٹ سے پیدا ہونے والے بچوں کے باپ کی شناخت مشکل ہوگی۔ کیسے پتہ چلے گا کہ ان بچوں کا باپ کون ہے جبکہ ماں یقینی طور پر وہی ہوگی۔ اور باپ کے بارے میں شبہات پیدا ہو جائیں گے۔ اور ان کو دور کرنے کا کوئی وسیلہ نہ ہوگا۔

دورِ جاہلیت میں عورت ایک سے زائد شوہر کرلیا کرتی تھی۔ اور جب بچہ پیدا ہوتا تو قیافہ شناس بلائے جاتے تھے وہ بچے کی صورت دیکھتے اور ان تمام مردوں کی صورتیں ملاحظہ کرتے جو عورت کے شوہر کہلاتے تھے اور پھر جس مرد کو وہ بچے کا باپ بتا دیتے وہی بچے کا باپ مانا جاتا تھا۔ اور پھر وہی اس کی پرورش کا ذمہ دار بنتا تھا یہ صرف قیاس آرائی ہوتی تھی۔ فی الحقیقت باپ کون ہوتا تھا۔ اس بارے میں سو فی صد اظہار خیال ناممکن ہوتا تھا اس دور کے اندھے قانون کی رُو سے قیافہ شناسوں کی بات پر ایمان لانا ضروری تھا۔ اسلام نے مبعوث ہوکر اس جاہلیت کی اس رسم بد کا قلع قمع کیا۔ اور یہ ثابت کیا کہ اس دنیا کی حد تک اگر عورت ایک سے زائد مردوں سے جسمانی طور پر وابستہ رہے تو یہ پتہ لگا لینا ناممکن ہے کہ پیدا ہونے بچے کا باپ اصلاً کون ہے۔

فرض کر لیجئے کہ ایک شریف عورت جو شادی شدہ ہو وہ اگر کسی حادثے کا

شکار ہو کر زنا بالجبر کے نتیجے میں یا اپنی جسمانی قباحتوں کے نتیجے میں حاملہ ہو جائے اور کسی کو اس بات کی خبر نہ ہو۔ یہاں تک کہ بچہ پیدا ہو جائے تو تمام عمر اس بچے کا باپ بھی کہلائے گا جو عورت کا شوہر ہوگا، حالانکہ اصلاً وہ اس کا باپ نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مبارک میں ایک گورے آدمی کے کالا بچہ پیدا ہو گیا جب کہ اس کی بیوی بھی گوری تھی۔ اس نے آکر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہارِ تشویش کیا۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیوی نے ایک کالے بچے کو جنم دیا ہے، حالانکہ میں بھی سرخ سفید ہوں اور میری بیوی بھی۔ اس لئے مجھے یہ شبہ ہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے۔ یہ کسی اور کا بچہ ہے۔ اور میری بیوی نے کسی اور کے ساتھ خلوت کی ہے۔ اس لئے میں اسے طلاق دینا چاہتا ہوں۔

اس کی بات سن کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نادان آدمی ذرا یہ بتا کہ اللہ نے ایک ہی طرح کے اونٹ پیدا کئے تھے۔ ان میں مختلف رنگ کیسے پیدا ہو گئے۔ اور سفید اونٹوں میں کالے اونٹ کیسے پیدا ہو جاتے ہیں۔ جب کہ اونٹ کے مالکان پوری طرح اپنے اونٹوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اور ایک بار حاملہ ہونے کے بعد اونٹنی کسی اونٹ کیطرف متوجہ بھی نہیں ہوتی۔ آپ نے اسے مختلف انداز سے سمجھا کر اس کا وہم رفع کر دیا۔ اور اسی کے بعد یہ قانون بنادیا کہ "اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ" کہ بچہ اسی کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہو۔ یہ قانون اس لئے بنایا گیا تاکہ اگر ماں باپ سے بچے کا ناک نقشہ نہ ملے تو عورت پر الزام تراشی نہ کی جاسکے اور اس پر زنا کی تہمت نہ لگائی جاسکے۔ نیز یہ کہ اگر عورت زنا کی مرتکب ہو بھی گئی ہو تب بھی حیا اور وفا کا تقاضہ یہ ہے کہ اس با[illegible] اشاعت نہ ہو اور عورت کے اس گناہ پر پردہ پڑا رہے۔

آپ نے سنا ہوگا کہ حشر کے میدان میں دنیا کے تمام انسانوں کو ماں کی طرف نسبت کر کے پکارا جائے گا۔ اور اس کی اوّلین وجہ یہ ہوگی کہ عورتوں کی بدکرداریوں پر یا اُن جسمانی حادثات پر پردے پڑے رہیں۔ جو نامحرم طور پر پیش آگئے ہوں اور ان کا کوئی پھل پھول بھی سامنے آگیا ہو۔ اگر اللہ ربّ العزّت حشر کیلئے یہ فیصلہ نہ فرماتے تو اُن کروڑوں بندوں اور بندیوں کو رسوائیوں کا سامنا کرنا پڑتا۔ اور شرمناک قسم کے راز آشکارا ہو جاتے۔ اگر کسی مجبوری یا آوارگی کی وجہ سے کسی کے ساتھ مبتلا ہو جائے اور نتیجۃً کوئی بچہ پیدا ہو جائے تو اس میں پیدا ہونے والے کا قصور کیا ہے۔ لہٰذا اگر کبھی کسی مجلس میں یہ انکشاف ہو تا کہ وہ کسی کی ناجائز اولاد ہے۔ تو اس کیلئے خواہ مخواہ ڈوب مرنے کی بات ہوتی۔ اسی لئے اللہ نے اس پر پردہ پڑے رہنے کا فیصلہ فرمادیا۔

ہم آپ جس معاشرے میں رہتے ہیں۔ وہاں شادی کے بعد بالعموم عورتیں جسمانی طور پر ایک مرد سے وابستہ ہو جاتی ہیں۔ لیکن ذرا اس مغربی دنیا کا تصور کیجئے جہاں گھر گھر کی کہانی یہ ہے کہ شوہر کے علاوہ ہر عورت کا ایک "بوائے فرینڈ" بھی موجود ہوتا ہے اور عورت اس بوائے فرینڈ سے جسمانی آسودگی حاصل کرنے کی عادی ہو۔ ظاہر ہے دونوں کے قرب کی وجہ سے ہر وقت اس بات کا احتمال اور اندیشہ ہے کہ کوئی حادثہ اور ایکسیڈنٹ رونما ہو جائے۔ بتائیے وہاں کس طرح یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس عورت کے پیدا ہونے والے بچے کا باپ شوہر ہے یا بوائے فرینڈ؟

قرآن پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔ اسلام کی پاکیزہ تعلیمات پر اور اللہ رب العزت پر کہ جانِ پر وہ داری پر کہ اس نے اپنے بندوں کو عام رسوائی اور خفت سے بچانے کے میدان کیلئے یہ بات طے کر دی کہ نسبت باپ کی طرف نہیں ماں کی طرف ہوگی۔ کہیں یہ بھی ممکن تھا کہ زید عمر بکر یہ سمجھے جاتے رہے کہ وہ خالد کے صاحبزادے ہیں۔ حشر کے میدان میں فرشتے یہ انکشاف کرتے کہ بھائیو! الید تو آل محمود کے خون سے بنے ہیں۔ کے بگڑی وہ درست تھے۔ اور اگر ایسا ہوتا تو کس قدر بدنامی اور خفت کی بات ہوتی۔ اس طرح ایک حادثے سے کئی چہروں کو رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا۔ ان تمام معاملات اور اندیشوں سے یہ بات مترشح ہو جاتی ہے کہ ماں تو یقیناً وہی ہوتی ہے جس کے بطن سے پیدا ہوا لیکن باپ کے بارے میں سو فی صد چونکہ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اسی لئے روحانی عملیات کا پورا پورا فائدہ اٹھانے کیلئے اور عمل کو مؤثر کرنے کیلئے باپ کے بجائے ماں کے نام کو ترجیح دیتے ہیں اور یہ ترجیح دینا اصول اور فطرت کے عین مطابق ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آپکے باقی دو سوالوں کے جوابات اگلے شمارے میں دیئے جائیں گے۔ انشاء اللہ

گھر گھر کی کہانی

سوال از: مسیح اللہ ——— الہ آباد

خدمت میں عرض ہے کہ ہم عرصہ دراز سے بہت ہی پریشان ہیں۔ ہم جس گھر میں رہتے ہیں۔ مکان میں خوشی نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور ہماری دو لڑکیاں ابھی تک کنواری ہیں۔ کوئی ہمارے یہاں قرابت داری کے سلسلے میں نہیں آتا۔ اور آتا ہے۔ وعدہ کر کے چلا جاتا ہے۔ دوبارہ نہیں آتا۔ مجبور ہو کر ہم نے دعا تعویذ کا سہارا لیا۔ اس سے کچھ نہیں ہوا۔ ہم جس کسی کے پاس گئے سب یہی کہتے ہیں۔ تمہارے گھر میں کسی نے کرتب کرادیا ہے۔ جب سے طبیعت اور بھی پریشان رہتی ہے۔ مجبور ہو کر ہم نے آپ سے رجوع کیا۔ ہم ہر مہینے طلسماتی دنیا کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مگر ابھی تک ہم کو نہیں ملا۔ برائے مہربانی قرآن اور حدیث کی روشنی میں کوئی سہل عمل بتادیں کہ دونوں لڑکیوں کی شادی ہو جائے۔ اللہ آپ کو بہت بہت اجر دے گا۔ ہم پانچ وقت کی نماز میں اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہماری لڑکیوں کی کہیں سے پیام بھیج دے۔ مگر ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی۔ اللہ کے واسطے کوئی سہل عمل بتائیں بڑی مہربانی ہوگی۔

جواب سورۂ بقرہ چالیس آدمی ایک مجلس میں پڑھیں اور ایک بوتل پانی پر دم کردیں۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایک آدمی یا عورت روزانہ ایک سورۂ بقرہ کی تلاوت کرے اور پانی پر دم کرتی رہے۔ چالیس دن تک یہ عمل جاری رکھیں اور پھر دونوں صورتوں میں اس پانی کی چھینٹیں گھر کے تمام اندرونی گوشوں میں ڈالیں۔ انشاء اللہ ہر قسم کے اثرات سے مکان کی حفاظت ہو جائے گی۔

لڑکیوں کے رشتے کیلئے روحانی مرکز کی خدمات حاصل کریں۔ اور جوابی لفافہ لکھ کر تفصیلات معلوم کرلیں۔ دو دھیریہ کریں کہ ہر بدھ یا جمعہ کو عصر کی نماز کے بعد سورۂ یوسف پڑھ کر لڑکیوں کے پیغام آنے کی دعا کریں۔ انشاء اللہ چند ماہ کے اندر اندر کامیابی نصیب ہوگی اور اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی برکت سے مناسب رشتے عطا کریں گے۔

درد کا علاج

سوال از: محمد اکبر ——— چترا۔

امید ہے کہ حضور والا بخیر ہوں گے۔ عرض خدمت عالیہ میں یہ ہے کہ میری اہلیہ محترمہ کئی سال سے مسلسل ہاتھ پیر درد سے پریشان حال ہے۔ کافی دوا کھائی۔ انجکشن لگوا کر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آج تک دوا استعمال کر رہی ہے اور درد کی کیفیت ایسی ہوتی ہے ہاتھ پاؤں سڑھا جاتا ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں روحانی علاج تجویز فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

جواب زیتون کے تیل پر ۲۰، ۲۰ مرتبہ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں۔ اور رات کو سوتے وقت جہاں جہاں درد ہو، وہاں ہلکا سا تیل لگا کر بہت ہلکی سی مالش کرائیں۔ اور جس وقت تیل پر دم کریں، اسی وقت پانی ایک بوتل بھی قریب رکھ لیں۔ اس پر بھی دم کر دیں اور اس پانی کو اپنی اہلیہ کو رات کو سوتے وقت کم سے کم دو چمچے پلا دیا کریں۔ انشاء اللہ جسم کے ہر حصے سے درد رفع ہوگا اور آئندہ یہ شکایت باقی نہیں رہے گی۔

چہرے کی جھائیاں

سوال از: فردوس تنویر ——— رامپور (یوپی)

میرے چہرے پر ڈواں ہو گیا ہے چہرے کا رنگ بھی پھیکا پڑ گیا ہے۔ اور چہرے پر جھائیاں ہی جھائیاں ہو رہی ہے۔ میری عمر ۲۴ سال ہے۔ برائے مہربانی اس کا کوئی علاج بتادیں۔ شکریہ۔

جواب لیموں کا عرق نکال کر اس پر یہ آیت ۱۱ مرتبہ پڑھ کر دم کر دیں۔ اور پھر اس عرق کو سوتے وقت اپنے چہرے پر مل لیں۔ اس سے پہلے چہرے سے کریم وغیرہ کی چکناہٹ صابن سے منہ دھو کر صاف کرلیں۔ صبح کو اٹھ کر نیم گرم پانی سے دھو کریں۔ انشاء اللہ لگاتار ۱۱ دن ایسا کرنے سے چہرے کی جھائیاں ختم ہو جائیں گی اور چہرے کا پھیکا پن بھی دور ہوگا۔ چہرے سے ڈویں کو ختم کرنے کیلئے کسی حکیم سے رجوع کریں۔ اور اگر ڈواں دور سے نظر نہیں آتا تو اسے ختم کرنے کی فکر میں ڈبلی نہ ہوں۔ جو آیت عرق لیموں پر پڑھی جائے گی۔ وہ یہ ہے ——— وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ حسینِ صورت پر محنت کرنے سے زیادہ آپ حُسنِ سیرت پر محنت کریں۔ اور یہ یقین کرلیں کہ آپ حُسنِ صورت کے مقابلے میں حسنِ سیرت کا سہارا لیکر دنیا کو زیادہ متاثر کر سکتی ہیں۔ عورت کا حُسنِ صورت دورِ شباب کی چیز ہے اور سیرت کا حسن ہر عمر میں اپنا اثر دکھاتا ہے۔ یہ وہ چاند ہے جو عمر کے آخری حصے میں اور زیادہ چمک اٹھتا ہے۔ اس لئے ہم آپ سے یہ درخواست کریں گے کہ آپ اپنے اخلاق اور کردار کو حسنِ مجسم بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ اور پھر دیکھیں کہ دنیا والے کس طرح آپکے گرویدہ ہوتے ہیں اور یہ بات بھی ذہن نشین کر لیں کہ خاوند بھی بالآخر صورت کے مقابلے میں سیرت ہی سے متمتع اور محظوظ ہوتا ہے۔ اگر آپ خاوند کے دل پر پائیدار قبضہ چاہتی ہیں تب بھی آپ کیلئے ضروری ہے کہ محبت، خدمت، جذبۂ شکر و صبر اور ہر حال میں خوش رہ کر حسنِ سیرت کا قدم قدم پر مظاہرہ کیجئے۔ پھر آپ دیکھیں گی کہ گھر میں سکون ہی سکون ہوگا۔ عافیت ہی عافیت ہوگی۔ اور اس طرح آپ خاوند کیلئے فی الحقیقت "فردوس" بن جائیں گی۔ اور آپکے شوہر کو اسی دنیا میں جنت کی بہاریں نصیب ہو جائیں گی۔

بیوی کی بیماری سے پریشان

سوال از: انجم آرا ——— بڑود ضلع ——— شاہجہاں پور (یوپی)

آپ نے روحانی مرکز اور ماہنامہ طلسماتی دنیا کے ذریعہ خدمتِ خلق کا آغاز فرماکر ملتِ اسلامیہ کے ہر فرد پر احسان فرمایا۔

میری بھی عرض یہ ہے کہ میری اہلیہ محترمہ کی صحت تھوڑے تھوڑے عرصے کے بعد بگڑتی رہتی ہے اور میری اہلیہ محترمہ اس وقت حاملہ ہیں اور میں علاج کروا کر پریشان ہو چکا ہوں۔ ڈاکٹر کو دکھانے پر وہ صرف کمزوری ہی بتاتے ہیں۔ اور جو دوا تجویز فرمائی اس سے کچھ آرام ہوتا ہوا نظر نہیں آرہا ہے۔ میری آپ سے پُرخلوص درخواست ہے کہ آپ کوئی روحانی علاج بتائیں۔ یا پھر کوئی عمل تجویز فرمائیں جس سے ہماری تمام پریشانیاں ختم ہو جائیں۔

جواب تھوڑی سی زحمت برداشت کریں وہ یہ کہ صبح و شام سات سات مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر اپنی بیوی پر دم کریں۔ اور رات کو سوتے وقت انہیں ایک گلاس پانی پر ۱۱ مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کر کے پلا دیا کریں۔ انشاء اللہ سورۂ فاتحہ کی برکت سے عارضہ مسلسل سے نجات مل جائے گی۔ حفاظتی عمل سے سورۂ فاتحہ کا تعویذ لکھ کر اپنی اہلیہ کے گلے میں ڈلوا دیں۔ یہ سونے پر سہاگہ ہوگا۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کی اہلیہ کو صحتِ کاملہ عطا کرے اور آپ دونوں کی ہر اعتبار حفاظت فرمائے۔ (آمین)

امتحان میں کامیابی چاہیئے

سوال از: شاہین ہاشمی ——— (پتہ ندارد)

گزارش یہ ہے کہ میں ایک انٹرمیڈیٹ طالب علم ہوں۔ جناب میرا مسئلہ یہ ہے کہ جب میں کچھ یاد کرتی ہوں۔ تو وہ دیر سے یاد ہوتا ہے۔ اور وہ بھی بڑی مشکل سے یاد ہوتا ہے۔ تو میں TEST کے آنے تک وہ سب کچھ بھول جاتی ہوں۔ اور TEST کے

وقت سر کو ہاتھ لگا کر بیٹھ جاتی ہوں آپ یقین کیجئے، میرا کوئی وہ وہ اچھا نہیں گیا اب ٹیسٹ میں بھی میری یہ حالت ہے۔ تو میں امتحان میں کیا کروں گی میں امتحان تک یہ سب کیسے یاد کروں گی۔ مہربانی فرما کر کوئی ایسا روحانی عمل بتایئے جس سے میرا ذہن کشادہ ہو جائے۔ اور جو کچھ میں یاد کروں وہ امتحان یا ٹیسٹ میں پیپر پہ لکھ سکوں۔ اور جناب ایک بات میں آپ سے کہنا چاہتی ہوں کہ آپ قلم پر پڑھ کر دم کرنے کا کوئی روحانی عمل بتائیں۔ اور وہ قلم میں روز استعمال نہیں کروں گی۔ صرف ٹیسٹ اور امتحان کیلئے استعمال کروں گی۔ بڑی مہربانی ہوگی آپ کی جس سے امتحان میں قلم رک ہی نہ سکے۔

میری والدہ کو دل کی بیماری ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ کوئی ایسا روحانی عمل بتائیں جس سے میری والدہ کی ہر بیماری دور ہو جائے اور وہ صحت مند ہو جائے۔

اگر میری گفتگو میں کچھ گستاخی ہو گئی ہو تو میں معافی کی طلبگار ہوں۔

جواب اپنی قوت استعداد بڑھانے کیلئے اور تعلیم کا صحیح فائدہ اٹھانے کے لئے محنت اور لگن سے جان دے دیجئے۔ اور امتحان میں نمایاں کامیابی کیلئے یہ کیجئے کہ امتحان سے ایک ماہ پہلے روزانہ رات کو عشاء کی نماز کے بعد سو مرتبہ "یا حسیب" پڑھا کیجئے اور امتحان کے زمانہ میں گھر سے جب ٹیسٹ یا پرچہ حل کرنے کیلئے بلا تعداد "یا حسیب" پڑھتی رہیں۔ انشاء اللہ ایسی کامیابی ملے گی کہ عقل حیران ہوگی۔

ذہن کی کشادگی کیلئے ہر فرض نماز کے بعد سورہ الم نشرح (پوری سورت) تین مرتبہ پڑھا کریں۔ اور اگر بارش کے پانی پر اسی سورۃ کو سو مرتبہ پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں اور نہار منہ اس پانی کو ۴۱ دن تک پی لیں۔ تو ذہن کی قوت میں انشاء اللہ زبردست اضافہ ہوگا۔ یہ عمل میرا بار ہا کا آزمودہ ہے۔ آپ بھی اسے اختیار کر کے فائدہ اٹھائیں۔ اور کامیابی کی صورت میں اپنے رب کا شکر ادا کریں۔ کیونکہ اسی کی ذاتِ گرامی ہر فائدے کی اصل بنیاد ہے اور اسی کی مرضی کے بغیر ذرہ [illegible] کرتی ہے [illegible]۔

دبلے پن سے پریشانی

سوال از: یاسمین انجم ــــ سہارنپور

عرض یہ ہے کہ میں اپنے دبلے پن کی وجہ سے کافی پریشان ہوں۔ میری عمر انیس برس ہے۔ پہلے میں ایسی نہیں تھی مگر اب کافی کمزور ہو گئی ہوں۔ بھوک بھی کم لگتی ہے۔ اور میرا چہرہ بھی کافی پتلا ہے۔ جس کی وجہ سے میں احساس کمتری کا شکار ہو گئی ہوں۔ آپ کوئی ایسا عمل بتا دیں جس سے میں صحت مند اور موٹی ہو جاؤں اور میرا چہرہ بھی بھر جائے۔ اگر آپ اس کا جواب طلسماتی دنیا میں دے دیں گے۔ تو آپ کی بہت مہربانی ہوگی۔

جواب یہ دنیا درحقیقت دارالمحن ہے۔ یہاں کسی کو پریشانی اس لئے ہے کہ وہ زیادہ موٹا ہو گیا ہے۔ اور کسی کو پریشانی اس لئے کہ وہ حد سے زیادہ دبلا ہے۔ سکون یہاں اُن لوگوں کو بھی نہیں جو دبلے نہیں ہیں اور کوئی غم لاحق ہے۔ غریب کی پریشانی یہ ہے کہ اس کے پاس پیسے نہیں اور مالدار کی پریشانی یہ ہے کہ اس کے پاس بے حد دولت ہے۔ اب وہ پریشان ہے کہ اس بڑھتی ہوئی دولت کی حفاظت انکم ٹیکس افسروں سے، دوستوں اور رشتے داروں سے، فقیروں اور مانگنے والوں سے، چوروں اور اچکوں سے کس طرح ہو۔

بہرحال آپ بھی اسی دارالمحن کی مخلوق ہیں اور آپ کو غم یہ ہے کہ آپ حد سے زیادہ دبلی ہیں۔ یہ دبلا پن یقیناً کسی مرض کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ آپ نے خود ہی لکھا ہے پہلے آپ ایسی نہیں تھیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یا تو آپ کو کوئی دکھ لاحق ہے یا پھر آپ کسی موذی مرض کا شکار ہیں۔ ورنہ موجودہ عمر میں آپ کا اتنا کمزور ہونا خلاف قیاس ہے۔ اگر آپ بیمار ہیں تو کسی معالج سے رجوع کریں۔ مرض سے نجات کے بغیر کسی بھی غذا سے زیادہ حاصل کرنا سود مند نہیں ہوگا۔ قیمتی غذائیں آپ کو فائدہ پہنچانے کے بجائے اُس مرض کو فائدہ پہنچائیں گی۔ جو آپ کے جسم میں گھسا ہوا ہے۔ پہلے اسی کو کسی طرح نکالئے پھر موٹا ہونے کا کوئی نسخہ تلاش کیجئے۔

اگلے خط میں لکھیے کہ آپ کو بھوک لگتی ہے یا نہیں؟ اور آپ نے اپنا چیک اپ کرایا ہے یا نہیں؟ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ آپ کا معدہ بھی متاثر ہے۔ اور آپ کو کوئی فکر مسلسل بھی ہے ــــ وہ کیا ہے؟ وہ تو بس آپ ہی جانیں ــــ بہرحال جب تک آپ کسی معالج سے مل کر اس کی رپورٹ پیش نہیں کریں گی۔ میں موٹا ہونے کا کوئی نادر نسخہ پیش نہیں کر سکوں گا۔ کیونکہ وہ آپ کیلئے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

تعلقات کی درستگی

سوال از: نجما خان ــــ خان عالم پورہ (سہارنپور)

عرض یہ ہے کہ ہمارے ایک رشتہ دار سے کچھ غلط فہمیوں کی وجہ سے ہمارے اور اُن کے گھر والوں کے تعلقات خراب ہو گئے ہیں۔ پہلے ہمارے اُن سے تعلقات بہت اچھے تھے۔ مگر اب کچھ غلط فہمی کی وجہ سے دونوں کے دلوں میں نفرت آگئی ہے۔ آپ کوئی ایسا آسان سا عمل بتا دیں جس سے ہمارے اور ان کے تعلقات پہلے جیسے ہو جائیں اور دلوں کی نفرت دور ہو کر میل ہو جائے۔

آپ کی بہت بہت مہربانی ہوگی۔ آپ ہمیں اس کا جواب طلسماتی دنیا کے اگلے شمارے میں ضرور دیں۔ میں نے بہت امید سے آپ کو یہ خط لکھا ہے۔

مہربانی فرما کر اس کا جواب ضرور دیں۔

جواب سب سے پہلے ایمانداری سے اس بات کا جائزہ لیں کہ اس دوری یا اختلاف میں آپ کا اور آپ کے اہل خانہ کا کتنا قصور ہے۔ اگر آپ کو اپنا قصور محسوس ہو جائے تو اظہار ندامت اور معذرت خواہی میں بالکل تامل یا تاخیر نہ کریں۔ خود آگے بڑھ کر معذرت چاہ لیں۔ اور صاف صاف الفاظ میں اپنی غلطی کا اعتراف کریں۔ ایسا کر کے آپ انسانیت پر کوئی احسان نہیں کریں گی۔ بلکہ اپنا فرض ادا کریں گی

اور یقین کریں کہ اگر آپ اور آپ کے اہل خانہ اس فرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول اور پس و پیش کریں گے تو عند اللہ خطاکار رہیں گے۔ اور اس اختلاف کے نتیجے میں جتنے بھی فتنے جنم لیں گے اس کے ذمہ دار آپ اور آپ کے افراد خانہ ہوں گے! اور اگر آپ نے ایمانداری سے محسوس کیا کہ آپ موجودہ اختلاف میں بے قصور ہیں۔ تب آپکا خود آگے بڑھ کر اختلاف کو ختم کرنے کی نیت سے مخالفین سے ہاتھ ملانا آپ کی شرافت ہوگی اور یہ انسانیت پر بہت بڑا احسان ہوگا۔ اور اس طرح اس اختلاف کو ختم کرنے سے جو بھلائیاں رونما ہوں گی ان سب کا سہرا آپکے اور آپکے گھر والوں کے سر بندھے گا۔ اور عند اللہ آپ سب لوگ اجر و ثواب کے حقدار رہیں گے۔

عزیزہ! ــــ اس دنیا میں صرف تمناؤں سے کوئی چیز نہیں مل جاتی۔ بلکہ کسی چیز کو حاصل کرنے کیلئے اقدامات بھی کرنے پڑتے ہیں اور پیش کش بھی کرنا پڑتی ہے۔ غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کے بادلوں کو چھانٹنے کیلئے آپ پختہ عزائم کر لیں۔ اور اس سلسلے میں خود آگے بڑھ کر نفرتوں کے آسیب کو محبت اور اخلاق کے چھومنتروں سے ختم کر ڈالئے اور یہ بازی آپ جیت لیجئے۔ سر اٹھانے سے نت نئے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں جبکہ سر جھکانے سے کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ اور یقین کریں کہ اس دنیا میں سر جھکانے والوں ہی کو سرداری نصیب ہوتی ہے۔ اور سر اٹھانے والوں کا سر قلم ہوتا ہے۔ آپ تعلقات کی استواری کی تمنا کرنے پر قناعت نہ کریں۔ اس سلسلے میں کوئی گل بھی کھلائیں۔ تاہم جب آپنے روحانی عمل دریافت کیا ہے تو ایک کلو شکر پر پانچ سو مرتبہ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ پڑھ کر دم کر کے تمام لوگوں کو کھلا دیں۔ اگر ممکن ہو تو "یا وَدُوْدُ" تین سو مرتبہ پڑھ کر سجدے کی حالت میں اختلافات کے رفع ہونے کی دعا کریں۔ انشاء اللہ بدگمانیوں کی گھٹائیں چھٹیں گی اور خوشیوں اور خوش گمانیوں کا سورج طلوع ہو کر ایک بار پھر رشتے داروں کو گرمادے گا۔

وہم کا علاج

سوال از: شائستہ حنیفا ــــ سہارنپور

جناب طلسماتی دنیا میں آپ کے بارے میں معلوم ہوا کہ آپ لوگوں کی مشکلات حل کرتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ میرا بھی مسئلہ حل کریں۔ میں بہت پریشان ہوں ایک سال سے میں وہم میں مبتلا ہوں۔ مجھے ہر چیز ناپاک نظر آتی ہے۔ مجھے وہم رہتا ہے کہ میرے اوپر چھینٹ آئی ہے تو ایک گھنٹہ میرا پاک کرنے میں لگ جاتا ہے۔ اب میرا یہ حال ہے کہ میں گھر میں رحمت پلنگ پر بیٹھ سکتی ہوں۔ کہ کہیں میرے کپڑے ناپاک نہ ہو جائیں۔ میری جا نماز الگ، کرسی الگ ہے جس پر میں کسی کو نہیں بیٹھنے دیتی۔ میری عمر ۱۸ سال ہے۔ ابھی سے میرا یہ حال ہے تو آگے کیا ہوگا۔ یہ سوچتی ہوں تو بہت روتی ہوں۔ حالانکہ میں پہلے گھر میں سب سے زیادہ کام کرتی تھی اور اب صرف کھانا بناتی ہوں۔ گھر کے سب لوگ مجھ سے پریشان ہیں۔ مجھے گری ہوئی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ میں خود بھی [illegible] میرا اندر رو کر گزر جاتا ہے۔ خدا سے رو رو کر دعا مانگتی ہوں۔ یہ لگتا ہے خدا کو بھی مجھ پر رحم نہیں آتا۔ میں شروع سے نماز کی پابند ہوں۔ پہلے میرے ابو نے بھی جادو کروا دیا تھا جس سے میرے سر میں ہر وقت درد رہتا تھا۔ مگر علاج کرانے سے ٹھیک ہو گیا تھا۔ اب پھر میں نے ایک مولوی کو دکھایا تو اس نے نظر بتائی ہے کہ نظر لگ کر بیٹھ گئی ہے۔ خدا کیلئے مجھے اپنی بیٹی سمجھ کر ایسا وظیفہ بتائے کہ میرا وہم ہٹ جائے۔ آپ میرے سوال کا جواب صرف کتاب میں ہی شائع کریں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

میرے خط کا جواب جلد از جلد دینے کی مہربانی فرمائیں۔

جواب تمہارا مرض وہم سے تعلق رکھتا ہے اور ارباب عقل تو یہ فرماتے ہیں کہ وہم کا علاج تو حکیم لقمان کے پاس بھی نہیں تھا۔ لیکن ارباب توحید کا خیال اور عقیدہ یہ ہے کہ اس دنیا میں کوئی بیماری خواہ وہ وہم اور وسوسہ ہی کیوں نہ ہو۔ ایسی نہیں ہے جس کا علاج اللہ نے نہ پیدا کیا ہو۔ ہمارے معبود حقیقی نے مرض کو پیدا کرنے سے پہلے اس کا علاج پیدا کیا ہے۔ اگر وہ کسی مرض کو تو پیدا کر دیتے اور اس کا علاج نہ بناتے تو ان کی شان کریمی پر حرف آجاتا۔ اور بندوں کو شکوہ ہوتا۔ انہوں نے اپنے بندوں کی شکایات کو رفع کرنے کیلئے جتنے بھی امراض بنائے ہیں۔ اُن سے بچنے اور انہیں رفع کرنے کی تدابیر اور دوائیں بھی بنائی ہیں۔ یا پھر روحانی طریقے پیدا کئے ہیں۔ تاکہ ان کا سہارا لیکر ہم امراض جسمانی اور ذہنی سے محفوظ رہ سکیں۔

آپ رات کو سونے سے پہلے ایک تسبیح "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" اور صبح کو نماز فجر کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ سو مرتبہ پڑھا کریں۔ انشاء اللہ ایک مہینے میں آپ کو مذکورہ بیماری سے نجات مل جائے گی۔

گردشِ تقدیر

سوال از: حافظ محمد شفیع ــــ ضلع رائے بریلی

ہماری امی بہت پریشان رہتی ہیں۔ کچھ قرض کی وجہ سے ہمارے بھائی بھی پریشان رہتے ہیں۔ دو لڑکیوں کی شادی کی۔ کچھ اس کی وجہ سے کچھ کھیتی کرتے ہیں۔ تو صحیح کھیتی نہ ہونے کی وجہ سے ایک لڑکی کی رخصتی پھر اُن کو کرنا ہے جس کی وجہ سے وہ ہر وقت سوچ میں رہتے ہیں۔ شہر میں دو بھینس ہیں اس کا بھی دودھ نہیں بکتا جس سے کچھ آسانی ہوتی۔ ایک بار ٹریکٹر لیا۔ فصل تیار ہونے پر جل کر خراب ہو گیا۔ کچھ بیماری کی وجہ بھی ہے۔ آپ اُن کے لئے کوئی خاص دعا لکھیں جس کی برکت کی وجہ سے اللہ ان کی تمام پریشانی کو دور فرمائے آمین۔

اور ایک خاص بات یہ ہے کہ میں پانچ بہنوں کے بیچ میں اکیلا ہوں۔ ہمارے والد صاحب کا انتقال ہوئے سات سال ہو گئے۔ اُن کے سامنے چار بہنوں کی شادی ہوئی تھی۔ اس کے بعد ہم نے ایک بہن کی شادی اور کی۔ اب ہمارے ایک اور بہن ہے۔ اس کی شادی نہیں ہو رہی ہے۔ اور اس کی [illegible] ہے۔ جس کی وجہ سے شادی نہیں ہو رہی ہے۔ اسی کی وجہ سے ہماری والدہ بہت پریشان رہتی ہیں۔ آپ اُن کے لئے بھی کوئی خاص دعا لکھیں۔ جس کی وجہ سے شادی ہو جائے

اللہ پاک سے ہم لوگ بہت دعا کرتے ہیں۔

میرا نام حافظہ نور شفیع ہے۔ ہمارے اوپر بھی کچھ پریشانی ہے۔ ہم دو بہو دونوں میں چار بیٹے رہتے ہیں۔ اس کے بعد گھر میں بچے ہیں۔ جون میں جو آپ کی طلسماتی دنیا ملی تھی ماں میرے میں نے دعا پڑھنا شروع کیا ہے۔ جسے اللہ پاک نے ہماری کلام پریشانی کو دور کردیا۔ اب رزق کی زیادتی کیلئے کوئی خاص دعا لکھیں۔ آپ چاہئے ان سوالات کے جواب جلد دینے کی کوشش کرنا بڑی مہربانی ہوگی۔ اب ہم نے ہر مہینے کی کتاب لینا شروع کردیا ہے۔

جواب طیبہ کی شادی کیلئے یہ عمل کرائیں کہ ہر بدھ یا جمعہ کو عصر کی نماز کے بعد سورۂ یوسف کی تلاوت کرکے طیبہ کی شادی کیلئے دعا کریں۔ انشاء اللہ ایک ماہ کے اندر اندر کوئی مناسب پیغام موصول ہوگا۔ رزق کی فراوانی کیلئے گھر کا ہر فرد رات کو عشاء کی نماز کے بعد "یا وَاسِعُ" سو مرتبہ پڑھا کرے۔ انشاء اللہ ایک ماہ بھی گزرنے نہ پائے گا کہ گھر میں خیر و برکت کے آثار پیدا ہوں گے اور وسعتِ رزق کی صورتیں نمودار ہوں گی۔ اللہ بہت بڑا ہے جس شخص نے اللہ کو اکبر مانتے ہوئے اسے ہر شے پر قادر سمجھتے ہوئے اس کے اسماء کا ورد کیا وہ کبھی اچھے نتائج سے محروم نہیں رہا۔ آپ بھی پورے ایمان و یقین کے ساتھ اللہ کے اسم مبارک "یا وَاسِعُ" کا ورد کریں انشاء اللہ رزق میں وسعت پیدا ہوگی۔ اور ہر طرف سے خوشیوں کی خبریں موصول ہوں گی۔

میرے بیٹے پر کیا ہے؟

سوال از: (نام و پتہ ندارد)

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ میں نے آپ کی میگزین طلسماتی دنیا نمبر ۵ سے خریدنا شروع کیا ہے قریب تیس برس سے پریشان ہوں۔ شادی کے پہلے سے۔ اور میرے لڑکے لڑکی ماشاء اللہ بڑے ہوگئے ہیں۔ مجھے رات میں کچھ ڈر لگتا ہے۔ کوئی سینے پر سوار ہوجاتا ہے۔ اور ہمارے بیٹے سے آواز آیا کرتی ہے۔ جس سے میں بہت پریشان ہوں میں نماز پڑھتی ہوں قرآن شریف پڑھتی ہوں۔ بیٹے سے آواز آتی ہے اس میں کچھ نہیں ہے ایسا لگتا ہے جیسے کوئی جسے بے مذاق آتا ہے۔ ابھی کچھ نہیں ہے میں اللہ سے دعا مانگتی ہوں اور جو بھی لوگ ہوں یہ اللہ تمہاری نہیں سنے گا۔ ان لوگوں کو اللہ رسول قرآن حدیث سے اتنی نفرت ہے میں لکھ نہیں سکتی۔

جواب میں اتنی گندی حرکت کرتے ہیں کہ میں نماز نہیں پڑھ سکتی۔ اور اس کا اثر سارا دن رہتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ان لوگوں نے ہمارے بیٹے پر گھر بنالیا ہے ہمارا لڑکا بے عربی لڑکا بہت خوش ہوتے ہیں۔ اور ان سے ہمارا دشمن ہے۔ اس سے زیادہ میا وان کو دشمن بنا رہا ہے۔ جو میں اپنے بچوں کیلئے اللہ سے دعا مانگتی تو کہتے بچا لے نہیں ان کے ہوں کو ایسا ہوگا۔ جس کو ہمارا دشمن بنا رہا ہے۔ دوست کو ایک منٹ میں دشمن بنا دیتے ہیں اور مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میرے سینے میں کوئی سسکیاں لے رہا ہے۔ میں اپنے لڑکے کو سوچ رہی تھی کہ عرب بھیج دوں۔ ہم دو نوں بیچاری یہ سمجھ رہے ہیں کہ کوئی بیماری ہے جو کسی لحاظ سے ٹھیک ہوجائے گی اور اس کو جو تمہارا دشمن ہے وہ جائے گا۔ ہمارا اللہ نہیں جانتا۔ اس کو ہم دیا ہمارے دل ہر کیا گزری ہے اللہ ہی جانتا ہے۔ اگر یہ لڑکا آپ تک پہنچ جائے تو پڑھ ضرور لیجئے گا۔ اگر اس لڑکے کو خود آتا ہے یا پیسہ آتا ہے تو وہ وہ لوگ اسے اڑا لے جاتے ہیں کہ کسی نہیں جاتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ہر وقت ہم لوگوں کے یہاں ہوا ہی کھاتا کھا جاتے آج وہ ہم کو گالی دیں۔ چاہے جتنا اچھائی کریں بلکہ گردش کم نہیں ہوتے۔ ایک دم زبان چلتے چلتے رک جاتی ہے۔ میاں جی کہتے ہیں یہ کیا ہوجاتا ہے۔ ہماری طبیعت جہاں گھبراتی۔ میں سمجھ جاتی ہوں۔ یہ کچھ الٹا کہتے رہتے ہیں۔ میں قرآن شریف پڑھتی ہوں۔ اور سورۂ یٰسین، سورۂ مزمل، سورۂ رحمٰن، سورۂ واقعہ، سورۂ کہف کی آخری آیت، سورۂ مدثر، سورۂ دہر، سورۂ بقرہ کی آخری آیت، سورۂ حشر کی آخری آیت اور پاروں کی چھوٹی چھوٹی آیت پڑھتی ہوں۔ ہر نماز میں روزی کا کوئی ذکر یا وظیفہ ضرور پڑھتی ہوں۔ اللہ دیتا ہے یہ دے تو کام کیسے چلے۔ مگر یہ لوگ ہر کام میں روڑا اٹکا دیتے ہیں۔ کسی وقت تو ایسا لگتا ہے جیسے سینے کے اندر کوئی بہت غصے میں ہے۔ میں خوشامد کرنے لگتی ہوں۔ مجھے معاف کردو۔ میرا میرے بچوں کا میرے شوہر کا پیچھا چھوڑ دو۔ وہ لوگ سنتے نہیں ہیں۔ لڑکی کی شادی روکے ہوئے ہیں۔ لاکھ کوشش کرنے کے باوجود کامیاب نہیں ہو پا رہے ہیں۔ دعا تعویذ بہت کئے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ یہی کہتے ہیں۔ اس میں کیا رکھا ہے۔ کسی کو دو کسی کو چار سو کسی کو سو۔ اسی طرح سے ہزاروں روپیہ برباد کرچکی ہوں۔ کوئی کہتا ہے عمل ہے کوئی جادو کوئی کچھ کہتا۔ کوئی کچھ کہتا۔ میں کیا کروں۔ اس خط کو پڑھ ضرور لیجئے گا۔ میں نے آج تک کسی کو اپنے گھر میں نہیں بتایا ہے۔ کہ میرے بیٹے سے آواز آتی ہے۔ اور تم لوگوں کے یہ خلاف بولتے ہیں۔ مجھے شرم لگتی ہے۔ میرے بچے میرے شوہر بے حد شریف ہیں۔ آپ مجھے کوئی عمل بتایئے آسان سا جس کو پڑھ لیا کروں۔ ان سے پیچھا میرا چھوٹ جائے۔

خواب میں کبھی ہندو پنڈت جیسے دکھائی دیتے ہیں۔ کبھی کوئی عورت کبھی کالے کالے آدمی کا یہ سب کیا ہے۔ ایسی نفرت کا سبب آپ نے نہ دیکھا ہوگا۔ یہ ہمارے پیارے حبیب سے بہت نفرت کرتے ہیں۔ آپ نے جو لکھا ہے جنات خیر ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خط روئے زمین کے جنات کے نام ہے۔ آپ کے یہاں سے کیسے آسکتا ہے۔ ہم لوگ تو لکھ نہیں سکتے۔ آپ کی کتاب پڑھنے سے سکون ملتا ہے۔ ہمارا بھی کام بن جائے اس دوماہ لگتا ہے۔

مہربانی کرکے بڑا دل کے ساتھ خط بڑا ہوگیا ہے۔ پڑھ ضرور لیجئے گا۔ جواب ضرور دیجئے گا۔ جو غلطی ہوگئی ہو معاف کردیا۔ یہ بتا دیجئے بیٹے پر کیا ہے؟

جواب آپ اوپری اثرات کی شکار ہیں۔ بہتر ہوگا کہ آپ کسی عامل سے رجوع کریں۔ ورنہ پھر یہ کریں کہ سورۂ مزمل گیارہ مرتبہ پڑھ کر ایک بوتل پانی پر دم کرلیں۔ پھر اسی پانی کو صبح شام پی لیا کریں۔ انشاء اللہ ایک ہفتے تک لگاتار یہ پانی پینے سے اوپری اثرات کا چکر ختم ہوجائے گا۔ یا کم ہوجائے گا۔ نماز کی پابندی کریں اور روزانہ سورۂ یٰسین کی تلاوت ایک بار ضرور کیا کریں۔ انشاء اللہ رفتہ رفتہ آپ کو موجودہ

صورت حال سے نجات مل جائے گی۔ اگر آپ اس سلسلے میں روحانی مرکز کی خدمات حاصل کرنا چاہیں تو مطلوبہ الفاظ روانہ کریں۔ آپ کو تفصیلات سے آگاہ کر دیا جائیگا۔

عامل بننا چاہتے ہیں

سوال از: عبدالقدوس ـــــ فتح ضلع (فتح آباد دہلی)

بعد سلام کے عرض گزارش یہ ہے کہ بندہ اس وقت بہت ہی پریشان ہے۔ بندے کے پاس کتاب تو ہے لیکن اس میں کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ ساری سامنوں اور قواعد کا بھی خیال رکھتے ہوئے عمل کرتا ہوں۔ پر کوئی بھی عمل کامیاب نہیں ہوتا۔ کچھ دن پہلے میرا کچھ سامان چوری ہوگیا تھا۔ بہت ہی تلاش کیا۔ لیکن نہیں ملا۔ پھر میں نے عمل کا سہارا لیا پر کوئی بھی عمل کامیاب نہ ہوا۔ ہماری زمین پر چند لوگوں نے ناجائز قبضہ کرلیا اور کسی طرح خالی نہیں کر رہا ہے۔ اسی وجہ سے بندہ بہت ہی پریشان ہے۔ اگر حضرت کوئی عمل یا وظیفہ ایسا لکھ کر روانہ کردیں۔ جس سے میں عامل ہوجاؤں اور ایسا عمل لکھ دیا جس میں کسی چیز کا خطرہ نہ ہو اور ہر عمل کامیاب ہوجائے۔ آپ کی مہربانی ہوگی۔

جواب اگر آپ کی خواہش عامل بننے کی ہے تو پھر محنت کیلئے تیار ہوجائیں۔ اور آہستہ آہستہ سلیقے اور روحانی تہذیب کو سامنے رکھتے ہوئے فطری چال سے منزل کی طرف بڑھیں۔ ایک دم آسمان پر جست لگانے کی کوشش نہ کریں۔ ورنہ منہ کے بل گریں گے اور ہڈی پسلی ایک ہوجائے گی۔ جو لوگ کسی بھی لائن میں کامیابی کا حصول چاہتے ہیں وہ اس لائن کے قواعد وضوابط پر نظر رکھتے ہیں اور اس لائن کے ماہرین سے اپنا ربط و ضبط پیدا کرتے ہیں۔ چند کتابیں پڑھ کر میدان میں کود جانا نا عقلمندی ہے نہ سلامت روی۔ اگر آپ نے عامل بننے کا فیصلہ کرلیا ہے تو جب تک آپ کو کسی باضابطہ عامل سے کام کرنے کی اجازت نہ مل جائے آپ یہ کام نہ کریں۔ پہلے اس لائن کے بنیادی اسباق کو ازبر کریں۔ پھر کسی کی اجازت سے ضرورت مندوں کا علاج کریں۔ ذوق اور شوق میں اگر ضوابط کو نظر انداز کردیتے ہیں تو پھر گمراہیاں جنم لیتی ہیں۔ اور شیطان ان گمراہیوں کا فائدہ اٹھا کر عقیدے خراب کرنے کی راہیں بنا لیتا ہے۔ آپ نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ آپ نے شرائط و قواعد کو ملحوظ رکھ کر بھی عمل کیا تو بھی کامیابی نہیں ملی۔ ہمارا خیال ہے کہ آپ نے سب سے پہلے بنیادی شرط ہی کو پامال کردیا تھا۔ اور وہ تھی کسی کامل کی رہنمائی۔ صرف کتابوں سے علوم حاصل نہیں ہوتے۔ علوم کی تحصیل و تکمیل کیلئے ضروری ہے کسی مستند اور باضابطہ استاد سے رشتۂ تلمذ۔ جو علم استاد کی رہنمائی کے بغیر حاصل ہوتا ہے۔ اس پر خود صاحب علم کو بھروسہ نہیں ہوتا اور دوسرے بھی اس کے علم پر اعتبار نہیں کرپاتے۔

ایسا کوئی وظیفہ ابھی تک ایجاد نہیں ہوا ہے کہ جسے پڑھ کر کوئی منٹوں اور سکنڈوں میں عامل بن جائے۔ آپ اگر عامل بننے کا ارادہ کرچکے ہیں تو ہماری رائے یہ ہے کہ پہلے اس لائن کے بنیادی اسباق کو ازبر کریں۔ اور پھر رفتہ رفتہ قدم اٹھائیں۔

ورنہ عامل صحیح بننا مشکل نہیں ناممکن ہوگا۔

دردِ سر سے پریشانی

سوال از: تاج الدین ـــــ (اریہ پہاڑ)

السلام علیکم کے بعد عرض ہے۔ روحانی ڈائجسٹ بہت لوگوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔ میرے سر میں درد رہتا ہے۔ بیٹھنے میں دونوں ضرور درد رہتا ہے۔ بہت ترکیب کرکے تھک چکا ہوں۔ لیکن کارگر نہ ہوئی۔

جب سر میں درد ہوتا ہے۔ کچھ معلوم ہوتا ہے۔ بہت مجھے مرض میں گھبراہٹ اس لئے آپ کوئی ترکیب بتا دیں۔ یا کوئی عمل بتا دیں۔ تاکہ اس سے نجات پا سکوں۔ بہت کرم ہوگا۔

جواب آپ کے جب بھی سر میں درد ہو کسی سے سات مرتبہ سورۂ کوثر پڑھوا کر دم کرالیں۔ وہ سات مرتبہ سورۂ کوثر پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کرکے انہیں اپنے سر پر پھیر لیں۔ انشاء اللہ درد موقوف ہوگا۔ اور چند بار ایسا کرلیجئے بعد انشاء اللہ پھر کبھی درد سر کی شکایت نہیں ہوگی۔ یہ حروف لکھ کر پیشانی پر باندھ لینے سے بھی درد کی شکایت دور ہوجاتی ہے۔

آپ ایک کاغذ پر یہ حروف لکھ کر تعویذ بنا کر رکھ لیں جب بھی درد ہو اس کو کالے رنگ کی پٹی میں باندھ کر اپنی پیشانی پر باندھ لیں۔ تعویذ پیشانی پر رکھیں۔ اور گرہ سر کے پیچھے لگائیں۔ انشاء اللہ درد دفع ہوگا۔

حروف یہ ہیں۔ "م ح م ل ہ" ان حروف سے پہلے بسم اللہ وغیرہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لکھنے والا لکھنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لے تو افضل ہے۔

ایک بھول کی تلافی

سوال از: فرقان کاظمی ـــــ راجپور

غصے کے ورم کے تحت آپ نے جو جواب دیا ہے۔ اس میں آپ نے قرآن کریم کی تین آیتوں کی نشاندہی نہیں کی۔ شاید بھول گئے۔ براہ کرم اگلی اشاعت میں ان آیات کی نشاندہی فرمائیں۔

جواب فی الواقع ستمبر کے شمارہ میں صفحہ ۵۴ پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ہم سے یہ ہماری غلطی ہوگئی تھی کہ ہم نے جن آیات کو غصے کے ورم میں مفید بتایا تھا ان کا ذکر کرنا بھول گئے۔ آپ کی نشاندہی کا بہت شکریہ نوٹ کرلیں وہ آیات یہ ہیں۔

فَإِذَا أَصَابَهُ ... مُّعَذِّبُهُمْ ... قَوْمًا ...

طریقہ ستمبر کے شمارے میں لکھ دیا گیا تھا ـــــ اس لئے یہاں لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

بالوں کا جھڑنا

سوال از: مشتاق فخرالدین

بعد سلام کے عرض یہ ہے کہ میرے بال تقریباً تین سال سے بہت جھڑ رہے ہیں۔ اس وجہ سے میرے بال بہت ہی کم رہ گئے ہیں۔ بالوں کو جھڑتا دیکھ کر مجھے بہت دکھ ہوتا ہے۔ میں نے بہت چیزیں استعمال کرکے دیکھ لیں۔ لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ مہربانی کرکے آپ کوئی ایسی دوا، دعا بتائیں کہ میرے بال جھڑنا بند ہوجائے اور جو بال جھڑ چکے ہیں وہ پھر سے نکل آئے اور بال گھنے بھی ہوجائیں۔

جواب بالوں کا جھڑنا بالعموم، دماغی کمزوری یا پھر اوپری اثرات کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لئے جب بال ضرورت سے زیادہ جھڑنے لگیں تو دونوں ہی طرح کے علاج پر توجہ دینا چاہئے طبی علاج بھی کرنا چاہئے اور روحانی علاج بھی۔ کسی بھی ایک علاج سے غفلت بالوں کیلئے مضر ثابت ہوسکتی ہے۔ بالوں کی حفاظت کیلئے ایک مجرب روحانی طریقہ یہ ہے کہ کسی بھی تیل پر ۴۱ مرتبہ سورۃ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ (پارہ ۳۰) پڑھ کر دم کرکے رکھ لیں۔ یا کسی اور سے دم کرالیں۔ اور روزانہ رات کو اس تیل سے سر میں مالش کریں۔ انشاء اللہ ہم ماہ لگاتار یہ عمل کرنے سے بال سیاہ چمکدار اور لمبے ہوجائیں گے۔ ہم نے جسے بھی یہ نسخہ بتایا ہے۔ وہاں سے کامیابی کی اطلاع ملی ہے۔ آپ بھی اللہ کے کلام پر ایمان ویقین کے ساتھ یہ عمل کریں۔ اور پھر کلام اللہ کا کرشمہ اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کریں۔

حافظے کی کمزوری

سوال از: جان عالم

بعد آداب کے عرض یہ ہے کہ میری دو بچی ہے بڑی لڑکی کا نام نکہت حسن اور چھوٹی بچی کا نام نازیہ حسن ہے۔

نازیہ حسن ضرورت سے زیادہ نٹ کھٹ ہونے کے سبب پڑھائی لکھائی کی جانب بالکل توجہ نہیں دیتی ہے اور پڑھا ہوا سبق بہت جلد بھول جاتی ہے۔ برائے کرم آپ کوئی آسان سا نسخہ یا آسان سا عملیات بتائیں۔ جس سے میری بچی کا حافظہ تیز ہوجائے مجھے ڈر لگا رہتا ہے کہ اگر نازیہ دو سال ایک ہی کلاس میں لگاتار فیل ہوتی رہی تو اسکول والے اسے اسکول سے نکال دیں گے۔ جبکہ ہم اسے ٹیوشن بھی دلواتے رہتے ہیں۔

جواب جہاں تک حافظے کی کمزوری کا معاملہ ہے تو اس کیلئے بےشمار طریقے ہیں جن پر عمل کرکے یہ کمزوری دفع ہوسکتی ہے۔ آپ کسی یونانی معالج سے رجوع کریں۔ اور یونانی دوائیں استعمال کرائیں۔ تاکہ دماغ اور حافظے کی کمزوری رفع ہو۔ دوسرے کام یہ کریں کہ ۴۱ مرتبہ سورۃ الم نشرح پڑھ کر دودھ پر دم کرکے رکھ لیں۔ اور یہ دودھ روزانہ دودھ کے ساتھ استعمال کرائیں۔ اس سے بھی حافظے کی کمزوری رفع ہوگی۔ اب رہا تعلیم کے سلسلے میں عدم توجہ یا بد ذوقی کا معاملہ تو اس کا تدارک تو ماں باپ ہی کرسکتے ہیں۔ وہ کسی معاملے نہ نبی کی بات نہیں۔ لیکن یہ یاد رکھیں کہ بچے کا دھیان تعلیم کی طرف لگانے کیلئے بہت سوجھ بوجھ اور حکمت عملی کی ضرورت ہے۔ مار پٹائی یا زبانی ڈانٹ ڈپٹ سے مسئلہ سلجھنے کے بجائے مزید الجھ سکتا ہے۔ آپ پیار سے انعام دینے کے لالچ سے جو چیزیں نازیہ کو پسند ہوں وہ اسے اس شرط پر لاکر دینے کا وعدہ کریں کہ اگر تم امتحان میں کامیاب ہوجاؤگی تو تمہیں ملیں گی وغیرہ۔ اس انداز سے آپ اس میں تعلیم کے ذوق کو ابھاریں۔ اور جب وہ رات کو سوجایا کرے تو اس پر "یاکریم" سو مرتبہ پڑھ کر دم کردیا کریں۔ اس عمل سے بھی اس میں سلامت روی پیدا ہوگی ——— اور تعلیم کا ذوق ابھرے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

آپ کا دوسرا سوال ہمارے نزدیک غیر ضروری تھا۔ اسی لئے اسے حذف کردیا گیا۔

جنات تابع کرنے کا ذوق

سوال از: مجاہد عالم ——— (رامپور، یوپی)

میں کن الفاظوں میں طلسماتی دنیا کی تعریف کروں۔ بس میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ قلم بہک رہا ہے۔ کہ طلسماتی دنیا کسی ایک مضمون کے تعریف کے قابل نہیں بلکہ ہر مضمون قابل تعریف ہے۔

جنات نمبر جب میں نے پڑھا تو اس میں جنات تابع کرنے کا طریقہ پڑھا اس میں طریقہ نمبر ۶ کے بارے میں بتائیں کہ اس کا حصار کیا ہے اور کیا اس میں مرید بننا پڑتا ہے۔ کیا مرید بن کر ہی عمل کرنا بہتر ہے۔ میری عمر ۱۵ سال ہے کیا اس عمر میں یہ عمل کرسکتا ہوں۔ مہربانی کرکے بتائیں۔ کیوں کہ مجھے جنات تابع کرنے کا بہت شوق ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں جنات تابع کرکے لوگوں کی مدد کروں آپ کچھ بتائیں۔

جواب ذوق تو دنیا میں کسی بھی چیز کا کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اہل عقل ذوق کی تکمیل کیلئے جدوجہد کرتے ہیں۔ اور نادان لوگ خوابوں اور خیالوں کی دنیا میں گم رہتے ہیں۔

آپ جنات تابع کرنا چاہتے ہیں۔ یہ چاہت ایسی نہیں ہے کہ پوری نہ ہوسکے لیکن یہ چاہت ایسی بھی نہیں ہے کہ چٹکی بجاتے ہی پوری ہوجائے۔ اس کیلئے آپ کو اتنی محنت کرنی پڑے گی کہ آپ اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔

جس دور میں انسان اپنی بیوی کو اپنا تابع نہیں کرپارہا ہے۔ اس دور میں جن کو تابع کرنا کیسے ممکن ہے۔؟

آپ لوگوں کی مدد جنات تابع کئے بغیر بھی کرسکتے ہیں۔ تو پھر اس چکر میں کیوں پڑتے ہیں۔؟

درس نمبر ۱۷ ——— قسط ۱۷

درسِ عملیات

حسن الہاشمی
فاضل دارالعلوم دیوبند

زکوٰۃ کی پانچویں قسم یہ ہے کہ جو بھی عمل پڑھنا ہے اس کے حروف گن لئے جائیں کہ کتنے ہیں اور پھر اس کے حروف کے اعداد حاصل کرلئے جائیں۔ اور حروف کی تعداد کو اعداد سے ضرب دے دیا جائے۔ حاصل ضرب کے طور پر جو عدد نکلے اتنی ہی تعداد میں روزانہ اس عمل کو پڑھا جائے۔ چالیس روز تک لگاتار ——— زکوٰۃ کی یہ قسم زکوٰۃ کبیر کہلاتی ہے۔ اور یہ اب تک کی بیان کردہ تمام قسموں سے زیادہ قوی ہے۔ یہ زکوٰۃ عمر بھر کام دیتی ہے۔ یعنی ایک بار اس طرح اگر کسی عمل کی زکوٰۃ ادا کردی گئی تو پھر دوبارہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ بشرطیکہ حروف کی تعداد کے مطابق روزانہ عمل کا ورد رہے۔

اس تفصیل کو مثال سے سمجھیں۔ مثلاً آپ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی زکوٰۃ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ بسم اللہ کے مختلف عملیات میں آپ برکت نافعہ اٹھا سکیں۔ تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے آپ بسم اللہ کے حروف دیکھیں کہ کتنے ہیں۔ آپ نے بسم اللہ کے حروف شمار کئے تو معلوم ہوا کہ وہ ۱۹ ہیں۔ اس کے بعد آپ نے ان حروف کے اعداد برآمد کئے تو معلوم ہوا کہ وہ ۷۸۶ ہیں۔ اب آپ ۱۹ کو ۷۸۶ سے ضرب دے دیں۔ حاصل ضرب ۱۴۹۳۴ آئے گا۔ اس تعداد میں یعنی ۱۴۹۳۴ مرتبہ روزانہ بسم اللہ کو اگر چالیس روز تک پڑھ لیا جائے تو زکوٰۃ کبیر ادا ہوگی۔ اس کے بعد بسم اللہ کا جو بھی عمل کیا جائے گا وہ انشاء اللہ مؤثر ثابت ہوگا ——— اور فوراً ہی اس کے نتائج برآمد ہوں گے۔

زکوٰۃ کی چھٹی قسم یہ ہے کہ زکوٰۃ کبیر کی تعداد کو عمل کے حروف کی تعداد سے ضرب دے دیا جائے اور حاصل ضرب کے طور پر جو عدد نکلے اتنی تعداد میں روزانہ عمل کو چالیس روز تک پڑھا جائے۔ مثلاً بسم اللہ کے زکوٰۃ کبیر کی تعداد ۱۴۹۳۴ ہے۔ اب اس کو بسم اللہ کے حروف کی تعداد ۱۹ سے ضرب دیں تو حاصل ضرب ۲۸۳۷۴۶ آئے گا۔ اگر کوئی شخص اتنی مرتبہ روزانہ بسم اللہ کو پڑھے گا تو عمل کے اندر زبردست قوت پیدا ہوگی۔ اور بسم اللہ کے مؤکلین روزانہ عامل سے بالمشافہ ملاقات کرنے آئیں گے۔ زکوٰۃ کی یہ قسم زکوٰۃ اکبر کہلاتی ہے ——— اور یہ زکوٰۃ کبیر سے زیادہ قوی ہے۔

زکوٰۃ کی ساتویں قسم یہ ہے کہ زکوٰۃ اکبر کی تعداد کو حروف عمل سے ضرب دے دیا جائے اور جو عدد حاصل ضرب کے طور پر برآمد ہوں۔ اتنی ہی تعداد میں روزانہ عمل چالیس روز تک پڑھا جائے۔ مثلاً بسم اللہ کے زکوٰۃ اکبر کی تعداد ۲۸۳۷۴۶ ہے۔ اب اس تعداد کو جب آپ ۱۹ سے ضرب دیں گے تو ۵۳۹۱۱۷۴ آئے گا۔ اتنی مرتبہ بسم اللہ کو اگر روزانہ پڑھا جائے تو زکوٰۃ ادا ہوگی ——— اور عمل کے مؤکل عامل کے تابع اور غلام بن جائیں گے اور آنکھ کے اشارے پر کام کریں گے۔ عامل جو بھی حکم دے گا وہ تعمیل کریں گے۔ اور سمندر کی گہرائی میں چھپی ہوئی دولت اور زمین میں پوشیدہ خزانوں کی خبریں دیں گے۔ زکوٰۃ کی یہ قسم زکوٰۃ کبائر کہلاتی ہے اور زکوٰۃ اکبر کے مقابلے میں بہت زیادہ قوی ہے۔

زکوٰۃ کی آخری قسم یہ ہے کہ زکوٰۃ کبائر کی تعداد کو حروف عمل کی تعداد سے ضرب دیں۔ حاصل ضرب کے طور پر جو اعداد آئیں۔ اتنی مرتبہ روزانہ عمل کو ۴۰ روز تک پڑھیں۔ مثلاً بسم اللہ کے زکوٰۃ کبائر کی تعداد ۵۳۹۱۱۷۴ ہے۔ اب اس کو ۱۹ سے ضرب دیا تو حاصل ضرب ۱۰۲۴۳۲۳۰۶ آیا ہے۔ اتنی مرتبہ بسم اللہ کو روزانہ اگر پڑھ لیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہوگی جو شخص عمل کی یہ زکوٰۃ ادا کردیتا ہے وہ عامل روحانی بادشاہ بن جاتا ہے۔ اور اس کے بعد اگر وہ ایک مرتبہ بھی عمل کو پڑھ کر کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھ لے تو انقلاب پیدا کردے۔ اگر پتھر کو بھی دیکھے گا تو اس میں شگاف پیدا کردے گا ——— اگر ایسا عامل اڑتے ہوئے پرندے کو غصے سے دیکھ لے تو پرندہ زمین پر آگرے۔ زکوٰۃ کی یہ آخری قسم اکبر اکبائر کہلاتی ہے۔ اور اس کے بعد زکوٰۃ کی کوئی اور قسم نہیں ہے۔

بعض اعمال میں حروف کی تعداد بھی کم ہوتی ہے اور حروف کے اعداد بھی کم ہوتے ہیں اس صورت میں زکوٰۃ بڑی سی بڑی بھی ادا ہوجاتی ہے۔ لیکن اگر صرف زکوٰۃ کبیر ہی ادا کردی جائے تو بہتر ہے۔ کیوں کہ اس زمانہ میں ہمتیں بھی پست ہیں۔ تندرستیاں بھی پہلے جیسی نہیں ہیں اور فرصت بھی نہیں ہے۔ لہٰذا زکوٰۃ کبیر ہی کا کرلینا چاہئے۔ (باقی آئندہ)

UP LOAD BY SALIMSALKHAN

نبیوں کی شریکِ حیات

قسط ۸

حسن الہاشمی فاضل دار العلوم دیوبند

آسنات زوجہ یوسف علیہ السلام

جب یوسف علیہ السلام قید خانے سے رہا کئے گئے تو فرعون مصر کو اس کے خواب کی تعبیر بتانے کی وجہ سے وہ بہت محبوب ہو گئے تھے ــــــ فرعون نے جس کا نام ریّان بن ولید بن دومغ تھا۔ ان کو حسب خواہش تمام مملکت کا خزانچی بنا دیا اور انہیں جہاں پناہ کا خطاب دیا۔ اور تمام ملک مصر میں بہت عزت افزائی ہوئی۔ یوسفؑ کی عمر اس وقت تیس سال کی تھی۔

اسی زمانہ میں شہر اون میں ایک کاہن رہتا تھا جو اپنی دینداری اور شرافت کی وجہ سے بہت معزز اور ذی مرتبہ سمجھا جاتا تھا۔ ملک ریان کی اس پر خاص عنایت تھی۔ اس کا نام فوطیفرع تھا اور اس کی بیٹی تھی جس کا نام آسنات تھا۔ اسی سے فرعون مصر نے یوسفؑ کا نکاح کر دیا۔ اور آسنات کا یوسفؑ سے بیاہ کر کے اون سے مصر کے دارالسلطنت میں لے آیا۔

آسنات بھی اپنے باپ فوطیفرع کاہن کی طرح راست باز اور نیک تھی۔ اور اپنے پورے خاندان سے زیادہ خوش قسمت تھی۔ اس لئے کہ اُس کو یوسفؑ کی بیوی بننے کی عزت حاصل ہوئی۔ آسنات زندگی بھر بڑی خوشی کے ساتھ یوسفؑ کی خدمت میں رہی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بطن سے یوسفؑ کو دو بیٹے بھی دیئے اور یہ دونوں فرزند ملک مصر میں قحط پڑنے سے پہلے (جس کی یوسفؑ نے خواب کی تعبیر کے سلسلے میں پیشین گوئی کی تھی) پیدا ہوئے تھے۔ یوسفؑ نے پہلے بیٹے کا نام منسّا رکھا اور جب یہ پیدا ہوا تھا تو نہایت خوشی منائی گئی۔ دوسرے بیٹے کا نام افرائیم رکھا۔

یوسفؑ اور آسنات نے اطمینان اور خوشی کے ساتھ اپنی زندگی کے پُر لطف دن گزارے۔ آسنات کے یہ دونوں بیٹے بھی بڑے خوش قسمت تھے کہ جب یوسفؑ کنعان سے اپنے والد کی زیارت کو گئے تو ان دونوں کو بھی ساتھ لے گئے۔ یعقوبؑ نے ان کو بھی برکت کی دعا دی۔ اور اپنی اولاد میں شامل کیا۔ اور یوسفؑ سے کہا کہ تیرے دونوں بیٹے افرائیم و منسّا جو میرے مصر پہنچنے سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ یہ میرے ہیں اور روبن اور شمعون کی طرح میرے ہوں گے۔[1] چنانچہ ان دونوں کے بعد جو اولاد آسنات اور زلیخا سے یوسفؑ کی ہوئی۔ وہ باقاعدہ گمنامی میں رہی اور یعقوبؑ نے اس کو اپنے سلسلہ میں شامل نہیں کیا۔

آسنات کے یہ حالات توریت کتاب پیدائش میں درج ہیں۔ مگر جو اسلامی تاریخیں اور تفسیریں ہمارے پیش نظر ہیں، افسوس ہے کہ ان میں کسی جگہ آسنات کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ سب حضرات صرف زلیخا کا ذکر کرتے ہیں۔ اور افرائیم و منسّا کا بھی زلیخا ہی کے بطن سے ہونا لکھتے ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ دونوں آسنات کے بطن سے تھے۔ اور زلیخا سے بھی یوسفؑ کے بہت سے بیٹا بیٹی پیدا ہوئے تھے۔ جو بنی اسرائیل کے سلسلے میں نہ ہونے کی وجہ سے پردۂ گمنامی میں چلے گئے۔

آسنات کے مزید حالات کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکے۔ یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ یوسفؑ کے بعد یہ زندہ رہیں یا ان ہی کی حیات میں فوت ہو چکی تھیں۔ اور یہ کہ یعقوبؑ کے مصر میں آنے کے بعد ان کے بطن سے یوسفؑ کے کتنے بچے پیدا ہوئے اور ان کے کیا کیا نام تھے۔ لیکن پیدا ضرور ہوئے ہیں۔ مورخ ابن خلدون لکھتا ہے کہ یوسفؑ کے بہت سے لڑکے تھے ان میں سے دو مشہور ہیں اور انہیں کا نام توریت میں بھی آیا ہے۔ افرائیم اور منسّا اور یہ دونوں اسباط میں شمار کئے جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے یعقوبؑ کا زمانہ پایا ہے اور جناب موصوف نے ان کو اپنی اولاد میں شمار کیا تھا۔ اور ان کے حق میں دعائے برکت دی تھی۔ لیکن مورخ مذکور نے یہ نہیں لکھا کہ یہ دونوں آسنات کے بطن سے تھے یا زلیخا کے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

زلیخا زوجہ یوسف علیہ السلام

زلیخا عزیز مصر کی بیوی۔ جو حضرت یوسفؑ پر عاشق تھی۔ اس کا پورا قصہ قرآن مجید میں ہے اور توریت میں بیان کیا گیا ہے۔ مگر اہل سیر نے لکھا ہے کہ اسی سے بعد میں شادی ہو گئی تھی۔ اور دو لڑکے اور ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی۔ چنانچہ علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ اطفیر کی معزولی کے بعد اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے مرنے کے بعد یوسفؑ متولی وزارت ہوئے تب انہوں نے زلیخا سے بھی نکاح کر لیا اور وہ اس کی کل املاک کے مالک ہو گئے۔ اس واقعہ کو ذرا تفصیل سے مورخ ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ:

جب فرعون مصر نے یوسفؑ سے کہا کہ مجھے اپنی زمین کے تمام خزانوں پر افسر کر دیجئے۔ میں بڑا حفاظت کرنے والا واقف کار ہوں تو بادشاہ مصر نے جس کا نام ریان بن ولید

[1] توریت کتاب پیدائش۔

تھا کہ اگر بہتر ہو تو آپ کو اسی عہدے پر مقرر کر دیا جائے۔ چنانچہ یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر یعنی شوہر زلیخا کی جگہ پر مقرر کر دیا، اور وہ معزول کر دیا گیا۔ عزیز مصر کا نام اطفیر یا قطفیر تھا۔ قطفیر اسی زمانہ میں چند روز کے بعد مر گیا۔ پھر فرعون مصر نے یوسفؑ کا بیاہ زلیخا سے کر دیا اور اب یوسف علیہ السلام کو بھی زلیخا سے ویسی ہی محبت ہو گئی جیسی کہ زلیخا کو یوسفؑ سے تھی۔ جب زلیخا یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئیں تو آپ نے فرمایا کہ زلیخا یہ حالت اس سے بہتر نہیں ہے۔ جس کا تم ارادہ کر رہی تھیں۔

زلیخا نے یوسفؑ کے اس ارشاد کے جواب میں کہا۔

"اے پیارے صدیق! مجھے ملامت نہ کیجئے کیونکہ میں حسین و خوبصورت اور دنیا میں نازنین اور وہ عورت ہوں۔ اور میرا شوہر عورت کے کام کا اہل نہ تھا۔ اور آپ اپنے حسن وجمال میں ایسے ہی یکتا تھے جیسا کہ خدا نے بنایا ہے۔ آخر کار میرے نفس نے مجھے ابھارا اور وہ مجھ پر غالب آ گیا۔"

مؤرخین کا خیال ہے کہ یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو کنواری عورت کی طرح پایا اور ان سے دو بچے افرائیم و منشا پیدا ہوئے اور انہیں سے یوسفؑ کی نسل چلی۔

اور اسی مضمون کو بعض الفاظ کے تغیر سے صاحب تاریخ طبری نے بھی اس طرح رقم فرمایا ہے۔

یوسفؑ کو ملک و دولت کے انتظام پر حاکم مقرر کیا۔ اور کچھ دن کے بعد عزیز مصر کا بھی انتقال ہو گیا عزیز وہاں کا عہدہ ہی تھا۔ بادشاہ نے بجائے یوسفؑ کو مسند والا پر [illegible] اب یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو بلایا۔ جب زلیخا تشریف لائیں تو آپ نے نکاح کا پیغام دیا اور اسی وقت منظور کر لیا گیا۔ اس وقت یوسف علیہ السلام کی عمر ۳۰ سال کی تھی اور زلیخا کی عمر ۴۰ سال کی۔ اور وہ اب بھی کنواری عورت کی طرح تھیں کیونکہ ان کا شوہر عورت کے کام کا نہ تھا۔ یوسف علیہ السلام کے زلیخا سے دو لڑکے افرائیم اور منشا پیدا ہوئے مگر تفتیش سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں لڑکے آسنات ہی کے بطن سے پیدا ہوئے جو یوسفؑ کی بیاہتا بیوی تھیں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ زلیخا سے بھی یوسفؑ نے نکاح کر لیا تھا جیسا کہ گذشتہ بالا بیان سے واضح ہے۔ نیز اور روایات بھی اسی بارے میں منقول ہیں۔

اب ہم وہ واقعات لکھتے ہیں۔ جو شادی سے پہلے یوسفؑ اور زلیخا کے درمیان پیش آئے اور اپنی نوعیت کے لحاظ سے بہت دلچسپ اور پُرلطف ہیں۔

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ اس کا نام راعیل تھا اور لقب زلیخا تھا اور یہ ماہیل کی بیٹی تھی اور بعض نے اس کا نام بکا بت لیوش لکھا ہے۔ مگر اکثر نے زلیخا ہی نام لکھا ہے۔ یہی مشہور بھی ہے۔

زلیخا کا باپ طوس تھا کی اولاد میں تھا، جو بادشاہ طوس عرب میں داخل ہو کے پہلے مصر پر حکومت کرتے تھے جن کو [illegible] کے نام سے یاد کئے گئے ہیں۔

له [illegible]

زلیخا بڑی حسین و جمیل لڑکی تھی اور بڑے ناز و نعم سے پالی گئی تھی [illegible] جوان ہوئی تو اس نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ عنقریب وہ مصر کی ملکہ بننے والی ہے اور جا بجا اس کے تذکرے ہو رہے ہیں۔ اور جس وقت وہ تخت حکومت پر بیٹھے گی وقت بیتاب [illegible] مسرور کیا جائے گا۔ اس نے اکثر لوگوں سے اس خواب کی تعبیر پوچھی چنانچہ اس سے کہا گیا کہ اس خواب زلیخا کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا نکاح مصر کے بادشاہ سے عنقریب ہونے والا ہے۔ لیکن ایک عرصہ اسی حالت پر گزر گیا اور خواب کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا یہاں تک کہ قطفیر عزیز مصر کے ساتھ اس کا عقد ہو گیا۔ جو اس زمانہ میں بادشاہ مصر کی جانب سے شہر خاص کا حاکم یا وزیر تھا۔ اس عہدے پر جو شخص ہوتا تھا اس کو عزیز مصر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ تب زلیخا نے محسوس کیا کہ میرا خواب پورا ہو گیا یہ خیال کر کے اس نے اپنی تمام امیدوں اور فکروں کی عنان اسی طرف [illegible] اور اس تعبیر سے باز آ گئی۔

اسی اثنا میں مصری سرزمین میں عرب داخل ہو گئے اور وہ ساری زمین پر غالب و حاکم بن بیٹھے۔ لیکن انہوں نے سب ارکان حکومت کو اپنی اپنی جگہ پر بحال رکھا چنانچہ قطفیر بھی اپنی جگہ پر بدستور رہا ــــ چونکہ وہ ایک بڑے عہدے پر فائز تھا اسی وجہ سے زلیخا کی یہ حالت تھی کہ جو بات زبان سے نکالتی وہ پوری کی جاتی۔ اور وہ حکم بھی فوراً اس کی تعمیل کی جاتی اور جو وہ چاہتی فوراً قبول کیا جاتا۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ بادشاہ کے دربار سے اس کی استدعا قبول نہ کی گئی ہو۔ غرض وہ اس شان و شوکت سے قطفیر کی زوجیت میں رہی۔ اسی عرصے میں ایک اسمٰعیلی تاجر کنعان سے یوسفؑ کو مصر لے آیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام ۱۷ برس کی عمر میں اپنے بھائیوں کے ہمراہ بکریاں چرانے جاتے تھے چونکہ راحیل کی یادگار اور اس کے حسن وجمال کی ایک زندہ مثال تھے۔ اسی وجہ سے یعقوبؑ کو ان سے بہت محبت تھی اور دوسرے بھائیوں کو اسی وجہ سے رشک تھا۔

انہیں دنوں یوسفؑ نے خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے اور چاند اور سورج ان کو سجدہ کر رہے ہیں۔ یہ خواب آپ نے اپنے شفیق باپ سے بیان کیا۔ یعقوبؑ نے [illegible]

له [illegible] قرآن کریم میں یہ واقعہ پوری تفصیل کے ساتھ [illegible] بیان ہوا ہے۔ فرمایا گیا۔

إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ۝ قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ۔ (سورہ یوسف)

جس وقت کہا یوسفؑ نے اپنے باپ سے اے میرے باپ میں نے دیکھا گیارہ ستارے اور سورج اور چاند میں نے دیکھا ان کو اپنے واسطے سجدہ کرتے ہیں۔

حضرت یعقوبؑ نے کہا اے میرے بیٹے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے مت کہنا پس وہ تیرے لئے فریب کریں گے۔ بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ (ترجمہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)

شیطان [illegible] انسان [illegible]

اس خواب کو اپنے بھائیوں سے نہ کہنا ورنہ وہ تمہیں کسی فریب میں ڈال دیں گے۔ لیکن بھائیوں کو خواب کا سارا حال یوسفؑ یا لیا کی زبانی معلوم ہو گیا۔ اس سے ان کے رشک و حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ حسب دستور صحرائے نابلس میں ایک روز بکریاں چرانے گئے تھے کہ سب نے یوسفؑ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر روبن نے خونریزی سے منع کیا۔ اور کہا کہ اس بیابان میں جو اندھا کنواں ہے اس میں ڈال دو۔ تاکہ ادھر سے جو قافلہ نکلے وہ لے جائے۔ چنانچہ مقام شرا سے دو ڈیڑھ میل کے فاصلے پر جو اندھا کنواں تھا اس میں یوسفؑ کو ڈال دیا۔ اس کام سے فراغت کے بعد یہ لوگ کھانا کھانے بیٹھے تھے کہ اسمٰعیلیوں کا قافلہ جلعاد سے مصر کو جاتے ہوئے ادھر سے گزرا۔ اہل قافلہ نے یہاں قیام کیا اور اپنے سقے کو کنوئیں پر بھیجا۔ اس نے پانی بھرنے کیلئے کنوئیں میں ڈول ڈالا تو یوسفؑ نے ڈول پکڑ لیا۔ اس نے جھانک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک لڑکا ہے۔ اسی وقت سردار قافلہ کو خبر دی۔ اس نے نکال کر اپنے اسباب میں یوسفؑ کو چھپا لیا۔ ان کے بھائیوں کو جب خبر لگی تو بیس درہم میں بیچ ڈالا اور ان کی قبا بکری کے بچے کے خون سے آلودہ کر کے اپنے باپ کو لا کر دکھا دی۔ کہا کہ یوسفؑ کو بھیڑیئے نے پھاڑ کھایا۔

یعقوب علیہ السلام کو یہ سن کر بہت صدمہ ہوا اور وہ اس غم میں مدتوں مبتلا رہے پھر قافلہ والوں نے یوسفؑ کو مصر میں لے جا کر قطفیر کے ہاتھ ایک معقول قیمت پر فروخت کر ڈالا۔ بعض مؤرخوں نے اس کا نام اطفیر اور بعض نے پوطیفار یا پوتیفار بھی لکھا ہے۔ لیکن ترجیح قطفیر ہی کو ہے اس لئے کہ [illegible] اور تمام کار و بار کا مختار کر دیا

خاندان نبوت میں [illegible] گیارہ ستارے گیارہ بھائی ہیں اور چاند سورج ماں باپ ہیں۔ گویا یوسفؑ کسی وقت یوسفؑ کی عظمت کے سامنے سرنگوں ہوں گے۔

حضرت یعقوبؑ [illegible] یوسفؑ کے ساتھ باپ کا خصوصی محبت [illegible] انہوں نے سوال کیا کہ [illegible] بھائی [illegible] یوسفؑ [illegible] اپنا خواب بھائیوں کے سامنے ظاہر نہ کریں [illegible] شائع ہو جائے ــــ [illegible] حضرت یعقوبؑ کی ساری گفتگو سن لی تھی [illegible] ان بھائیوں کے دل میں حسد اور جلن کی آگ بھڑک اٹھی اور یوسفؑ کے قتل کے در پے ہو گئے۔

لیکن بھائیوں میں [illegible] یوسفؑ کو [illegible] کنوئیں میں ڈال دیا جائے [illegible] اور یوسفؑ [illegible] ہو جائے گا [illegible] باپ کی محبت و شفقت ہماری طرف ہو جائیگی۔

چنانچہ [illegible] حضرت یعقوب علیہ السلام سے درخواست کی [illegible] یوسفؑ کو [illegible] ساتھ [illegible] حضرت یعقوبؑ [illegible] کوئی بھیڑیا [illegible] یوسفؑ [illegible]

حضرت یعقوبؑ نے [illegible] اجازت دیدی اور یوسفؑ اپنے بھائیوں کے ساتھ [illegible] حضرت یعقوبؑ [illegible] یوسفؑ [illegible]

[illegible]

ایک قافلہ ادھر سے گزرا [illegible] یوسفؑ [illegible] کنوئیں [illegible] حضرت یوسفؑ کو دیکھا [illegible]

[illegible]

الغرض یوسف علیہ السلام کو بہت کم قیمت پر فروخت کر دیا گیا۔ اور یوسف علیہ السلام [illegible] عزیز مصر کے ہاں پہنچا دیئے گئے ــــ [illegible] حضرت یوسفؑ [illegible]

قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے ــــ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَن نَّفْسِهِ ۖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا۔ (سورہ یوسف)

اور [illegible] یوسفؑ کو [illegible]

[illegible]

حضرت [illegible] یوسف علیہ السلام [illegible] حضرت یوسف علیہ السلام [illegible]

(باقی آئندہ صفحہ)

اور اپنی بیوی زلیخا کو ہدایت کردی کہ اس کو بہت عزت سے رکھنا۔ تاکہ اس کا یہ وجود ہمارے لئے مفید ثابت ہو یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں۔

یوسفؑ نہایت خوبصورت اور نوجوان تھے۔ اور زلیخا نے اپنے شوہر کے حکم کی پوری پوری تعمیل کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ زلیخا رفتہ رفتہ یوسفؑ کی محبت میں گرفتار ہوگئی۔ اور پھر وہ اس درجہ آپ پر فریفتہ ہوگئی کہ اپنے شوہر سے بھی زیادہ ان کو چاہنے لگی۔ کئی بار آپ سے اظہار راز و نیاز کیا۔ اور چاہا کہ یوسف اس کی طرف مائل ہوں۔ لیکن یوسف علیہ السلام اس کو نظر انداز کرتے رہے۔

ایک روز زلیخا کسی تدبیر سے یوسف علیہ السلام کو ایک کمرے میں لے گئی اور پھر اندر سے اس نے دروازے بند کر لئے اور یوسف علیہ السلام کو مجبور کرنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ نے وہاں بھی یوسفؑ کی حفاظت کی۔ یوسفؑ نے زلیخا سے اظہار بیزاری کیا اور کہا کہ عزیز مصر میرا محسن ہے۔ اس نے مجھے عزت دی ہے میں اس کی شریک حیات پر غلط نظر نہیں ڈال سکتا اور میں غیر عورت پر نظر بد ڈال کر اپنے مالک حقیقی کی بھی نافرمانی نہیں کرسکتا۔ لیکن زلیخا پر تو عشق کا بھوت سوار تھا وہ کسی طرح باز نہ آئی اور اس نے یوسفؑ پر دست درازی کی۔ یوسف وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور پیچھے پیچھے زلیخا بھی بھاگی۔ بھاگتے ہوئے زلیخا نے یوسفؑ کا کرتہ پکڑنا چاہا جو زلیخا کے ہاتھ میں آجانے کی وجہ سے پھٹ گیا۔ لیکن زلیخا یوسفؑ کو روکنے پر قادر نہ ہوسکی۔ یہاں تک کہ دونوں دروازے تک جا پہنچے۔ دروازے پر زلیخا کا شوہر کھڑا تھا۔ زلیخا نے شوہر کو دیکھ کر حضرت یوسفؑ پر الزام لگایا کہ آپ نے اسے پناہ دی عزت دی اور یہ شخص آپ کی بیوی کی عزت کے درپے تھا۔ اللہ نے مجھے بچا لیا ہے۔ ورنہ اس نے میری عزت لوٹنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی لیکن جب میں بچ کر بھاگی تو یہ اپنا دامن چھڑا کر مجھ سے بھاگا۔ اس کا کرتہ پھٹ گیا جو میری بات کا ثبوت ہے۔

یوسفؑ نے فرمایا اے شاہ مصر یہ عورت کذب بیانی سے کام لے رہی ہے۔ خود میرا تعاقب کرتی تھی اور مجھے ورغلانا چاہتی تھی۔ لیکن میں آپ کی نمک [illegible] ڈالنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔ اس نے کئی بار مجھے گناہ پر آمادہ کرنا چاہا۔ میں نے ہر بار انکار کیا اور آج اس نے مجھے اپنے جال میں پھنسانے کیلئے اہتمام کیا۔ لیکن آج بھی اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی اور میں بچ گیا ہوں۔

عزیز مصر دونوں کی بات سنکر پریشان ہوگیا کہ کسے سچا سمجھے اور کسے جھوٹا۔ اسی وقت ایک کمسن بچے کو اللہ تعالیٰ نے قوت گویائی عطا کی اور اس نے کہا یوسفؑ کا کرتہ آگے سے پھٹا ہے تو یوسفؑ کی غلطی ہے اور اگر کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو اس میں زلیخا کا قصور معلوم ہوتا ہے۔ عزیز مصر نے دیکھا تو یوسفؑ کا کرتہ پیچھے سے پھٹا تھا جو زلیخا کی غلطی کو ثابت کرتا تھا۔ عزیز مصر سمجھ گیا کہ سارا ڈرامہ زلیخا کا ہے اور اس سلسلے میں زلیخا ہی قصوروار ہے۔ لیکن چونکہ اس بات کا چرچا گھر گھر ہوگیا تھا اور عزیز مصر کی اس میں رسوائی تھی اس لئے اس نے اپنے گھرانے کو رسوائی سے بچانے کیلئے یوسف علیہ السلام کو جیل میں ڈال دیا۔ تاکہ لوگ یہ خیال کریں کہ قصور یوسفؑ ہی کا ہوگا۔

حضرت یوسف علیہ السلام تقریباً ۱۲ سال قید میں رہے۔ اگرچہ انہیں جیل پہنچانے میں زلیخا کا ہاتھ تھا۔ لیکن وہ اُن کی عاشق بھی تھی اس لئے انہیں قید کرادیا لیکن ان کی یاد میں وہ ہمیشہ تڑپتی رہی۔ وہ یوسفؑ کے فراق میں اکثر روتی تھی۔ لیکن وہ انہیں آزاد کرانے کی اب سفارش بھی نہیں کرسکتی تھی۔

یوسفؑ کے ساتھ جیل میں دو شخص اور بھی بھیجے گئے تھے۔ وہ دونوں کسی جرم میں ماخوذ تھے۔ ان میں سے ایک بادشاہ مصر کا نانبائی (روٹی پکانے والا) اور دوسرا ساقی یعنی شراب پلانے والا تھا۔ یہ دونوں بادشاہ کو زہر دینے کے الزام میں گرفتار کئے گئے تھے۔ یہ دونوں قیدی حضرت یوسفؑ سے بہت مانوس ہوگئے تھے۔ اور ان کی راست بازی اور نیک فطرت کے قائل تھے۔ ایک رات ان دونوں نے ایک ایک خواب دیکھا۔ اور پھر ان دونوں نے حضرت یوسفؑ سے اپنا اپنا خواب بیان کیا۔ ایک نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں بادشاہ کو شراب پلا رہا ہوں۔ نانبائی نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹیوں کا ٹوکرہ رکھا ہوا ہے اور اس میں سے پرندے روٹیاں نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیر دی کہ جس نے یہ خواب دیکھا ہے کہ وہ بادشاہ کو شراب پلا رہا ہے۔ وہ فی الحقیقت مستقبل قریب میں بادشاہ کو شراب پلائیگا۔ اور دوسرے شخص کے خواب کی تعبیر آپ نے یہ دی کہ اُسے سزائے موت ہو جائے گی چنانچہ جلد ہی یہ دونوں تعبیریں حرف بحرف صحیح ثابت ہوئیں۔ نانبائی کو سزائے موت دیدی گئی اور ساقی کو رہا کر دیا گیا۔

کچھ عرصے کے بعد بادشاہ نے ایک خواب دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں اور سات

عزیز مصر کی بھی توہین تھی اس لئے اس نے بظاہر یوسفؑ ہی کو قصوروار ثابت کرتے ہوئے انہیں جیل میں ڈال دیا۔

جیل کا داخلہ حضرت یوسفؑ کی اپنی خواہش کے مطابق ہوا اور زلیخا حضرت یوسفؑ کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑی ہوئی تھی اور چاہتی تھی کہ وہ اس کی طرف مائل ہو جائیں۔ [illegible] جب حضرت یوسفؑ کو یہ باتیں معلوم ہوئیں تو انہوں نے اپنے رب کے حضور دعا کی [illegible] قال رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ۔

اے رب مجھے قید خانہ پسند ہے اس بات سے جس کی طرف یہ مجھے دعوت دے رہی ہے۔

چنانچہ [illegible] حضرت یوسف علیہ السلام [illegible] قید میں [illegible]

دبلی گائیں ان کو کھا رہی ہیں۔ اور سات بالیں ہری ہیں۔ اور باقی بالیں سوکھی ہیں۔

بادشاہ نے اس خواب کی تعبیر کیلئے اعلان عام کیا۔ اُس وقت ساقی کو حضرت یوسفؑ یاد آئے۔ جب یہ شخص حضرت یوسفؑ کے پاس خواب کی تعبیر پوچھنے گیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے بے تامل خواب کی تعبیر بیان کی اور فرمایا کہ سات سالوں تک پیداوار خوب اچھی ہوگی اور اس کے بعد سات سال قحط سالی کے گزریں گے۔ ایسے گویا کہ سات سال اگلے سات سالوں کو کھا رہے ہیں۔ یوسفؑ نے نصیحت بھی کی کہ شروع کے سات سالوں میں چونکہ غلہ زیادہ پیدا ہوگا۔ لہٰذا ان سالوں میں احتیاط کے ساتھ خرچ کیا جائے اور غلے کو بچا کر رکھا جائے۔ تاکہ قحط سالی کے زمانہ میں بھوک تنگی کی نوبت نہ آئے۔ اس تعبیر کے بعد عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام کو قید سے آزاد کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ زلیخا نے اپنے شوہر سے یوسفؑ کی پاکبازی اور اپنے نفس کی ہوسناکی کا صاف الفاظ میں اعتراف کرلیا۔ اور اپنے قصور کو مان لیا۔ اور تمام صورت حال اپنے شوہر پر واضح کردی۔ جس سے عزیز مصر کے دل میں حضرت یوسفؑ کی اور بھی زیادہ عزت بڑھ گئی اور وہ آزاد ہو کر عزیز مصر کے خصوصی مشیروں میں شامل ہوگئے اور ایک اعلیٰ عہدے پر فائز کر دیئے گئے۔

روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ عزیز مصر باقاعدہ حضرت یوسفؑ کے ہاتھ مسلمان ہوا اور ہدایت یافتہ ہو کر دنیا سے رخصت ہوا۔ اور اس کی وفات کے بعد اس کی بیوی زلیخا نے حضرت یوسفؑ سے نکاح کرلیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عزیز مصر کے بعد حضرت یوسفؑ کو حق تعالیٰ نے عہدہ سلطنت عطا کیا۔ اور اُن ہی کے دور اقتدار میں اُن کی بتائی ہوئی خواب کی تعبیر پوری ہوئی ــــ سات سالوں تک خوب غلے کی فراوانی ہوئی اور اس کے بعد قحط سالی کا دور آیا جو لوگوں کیلئے مصیبت و پریشانی کا باعث ثابت ہوا۔ (باقی آئندہ)

لذیذ مغلئی کھانوں کا لطف اٹھانا ہے

تو

کریم ہوٹل کی خدمات ضرور لیجیے

Secret of good mood
Taste of Karim's food

شاہ نہیں شاہی گھرانے تو ہیں
مغل نہیں مغلئی کھانے تو ہیں

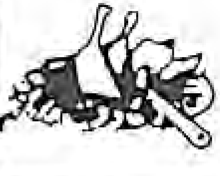

کریم ہوٹل
(پرائیویٹ لمیٹڈ)

جامع مسجد دہلی ــــ ۱۱۰۰۰۶

قائم شدہ ۱۹۱۳ ــ فون: ۳۲۶۹۸۸۰ ۳۲۶۴۹۸۱

انعامی پیشکش نمبر ۱۸

نام ________
پتہ ________
دستخط ________

پہیلی نمبر ۲

نام ________
پتہ ________
دستخط ________

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

رنگ اور روشنی سے علاج

محمد ابو شمس الدین عظیمی

سرطان، کینسر

[illegible]

سل

[illegible]

سرسام

[illegible]

سرعت

[illegible]

شہوت کی زیادتی

[illegible]

صفرا کی زیادتی

[illegible]

صفرا کی وجہ سے قے

[illegible]

فالج

[illegible]

قولنج

[illegible]

قبض

[illegible]

کان کے امراض

[illegible]

کی بھی ہوں تو اس کیلئے قبض کو رفع کرنا، پیروں کو گرم رکھنا، سوتے وقت پیروں کو ٹھنڈے پانی سے دھونا، اور سر پر نیلی شعاع ڈالنا مفید ہے، آسمانی رنگ کی شعاعوں میں تیار کیا ہوا سرسوں کا تیل بھی کام میں لایا جاسکتا ہے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ کان میں تیل ہمیشہ ہلکا نیم گرم ڈالنا چاہئے۔

کوڑھ، جذام اس مرض کے علاج میں چھ سات ماہ درکار ہوتے ہیں، البتہ فائدہ ایک ڈیڑھ ماہ بعد ہی ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے، اس کیلئے نارنجی رنگ کے پانی کی دو خوراکیں ایک صبح ایک شام دینی چاہئیں، اس سے ہفتہ عشرہ میں مریض کو دست آنے لگتے ہیں، اور خراب مادہ رفتہ رفتہ خارج ہو جاتا ہے۔ اگر دستوں کی زیادتی ہو جائے تو خوراک بجائے دو کے ایک کر دینا چاہئے، دوران علاج چاول، دودھ، دہی، مچھلی، انڈا، ہر قسم کے گوشت، گڑ، تیل اور نمک قطعی طور پر ترک کر دیں۔

کمزوری، کاہلی کمزوری، سستی، کاہلی، ہاتھ پاؤں ٹھنڈے رہنا، جسم کا رنگ زرد پڑنا، جسم کا ٹوٹنا اور اعصاب میں بار بار کھنچاؤ، ان تمام امراض میں سرخ رنگ کے پانی کی خوراکیں، سرخ رنگ کی شعاعیں اور سرخ رنگ کی شعاعوں میں تیار کیا ہوا سرسوں کا تیل مفید علاج ہے۔

کٹ جانا چھری یا کسی اور طریقے سے کسی عضو پر معمولی خراش آجائے یا کٹ جائے تو نیلے رنگ کے پانی میں کپڑے کی پٹی بھگو کر رکھنے سے آرام ہو جاتا ہے۔

پاگل کتے کے کاٹے کا علاج آسمانی رنگ کا پانی آٹھ دس روز تک پلانا چاہئے۔ اوّل تین تین گھنٹے کے بعد، پھر دن میں صرف تین مرتبہ، اور اچھی طرح صحت ہو جانے پر دن میں صرف ایک بار چند روز تک۔ جس جگہ کتے نے کاٹا ہو، اس حصہ کو آسمانی رنگ کے پانی سے دھونا، اور اسی رنگ کے پانی میں گدیاں بھگو کر رکھنا اور آسمانی رنگ کی شعاعیں ڈالنا بے حد مفید ہے۔

خشک کھانسی اس بیماری میں بلغم دیر سے اور دقت سے نکلتا ہے، یہ کھانسی بہت آسانی کے ساتھ گہرے نیلے رنگ کے پانی کی خوراکوں سے دور ہو جاتی ہے۔ البتہ اگر کھانسی بہت پرانی ہو اور بلغم بہت سخت اور جما ہوا ہو اور بالکل نہ نکلتا ہو تو نارنجی رنگ کے پانی کی خوراکیں دینا چاہئیں۔

تر کھانسی اس مرض میں بلغم گاڑھا ہو کر سینے پر جم جاتا ہے اور دقت کے ساتھ نکلتا ہے، اس کیلئے نارنجی رنگ میں تیار کیا ہوا پانی دو دو تولہ دن میں تین بار پلانا فائدہ مند ہے۔ کھانسی خواہ کیسی ہی ہو نارنجی رنگ کے پانی سے پندرہ بیس روز میں جاتی رہتی ہے۔

گردوں کا ورم اس کا سبب ریگ مثانہ یا ٹھنڈک ہوتی ہے۔ اگر ٹھنڈک کی وجہ سے ہو تو نیلے رنگ اور سرخ رنگ کا پانی دن میں ایک بار دینا اور گردوں پر بینگنی رنگ کی شعاعیں ڈالنا مفید ہے۔ اگر اس کا سبب ریگ مثانہ ہو تو نارنجی رنگ کے پانی کی خوراک صبح شام پلائیں اور نارنجی رنگ کی شعاعیں گردوں پر ڈالیں۔

گلے کا درد، گلے میں سوزش یہ بیماری اکثر نزلہ بارد کی وجہ سے ہوتی ہے اس کا آسان علاج نیلے رنگ کے پانی کے غرارے تین تین گھنٹے کے وقفے سے کرنا ہیں۔ اس سے چوبیس گھنٹے یا زیادہ سے زیادہ اڑتالیس گھنٹے میں مرض پوری طرح ختم ہو جاتا ہے۔ حلق کی اکثر بیماریوں میں نیلا پانی اکسیر کا کام کرتا ہے۔

گنج نیلے رنگ کی شعاعوں کے پانی سے سر کو دھونا اور سر پر نیلے رنگ کی شعاعیں ڈالنا ایسا علاج ہے جس سے گنج دور ہو کر بال آجاتے ہیں۔

گٹھیا: علاج وجع المفاصل میں دیکھئے۔

لقوہ ایک وقت سرخ رنگ کا پانی دو تولہ اور ایک وقت زرد رنگ کا پانی ڈھائی تولہ، سرخ رنگ کی شعاعیں چار پانچ منٹ تک ہر روز ڈالنا اور بنولہ کے تیل میں ایک ماہ تک سرخ شعاعیں جذب کر کے روئی پھریری کر لگانے سے عجیب و غریب نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ بنولہ کے تیل کی مقدار خوراک دونوں وقت میں دو تولہ ہے۔ یہ علاج لقوہ کا اثر پوری طرح ختم ہونے تک جاری رکھا جائے۔

موتی جھرہ موتی جھرہ یا ٹائیفائیڈ میں آسمانی رنگ کے پانی کی خوراکیں بہت مفید ہیں۔ لیکن پانی کو پہلے جوش دے کر ٹھنڈا کر لیا جائے اور اس کے بعد اس میں شعاعیں جذب کی جائیں۔ اگر دانے نکلنے سے رک گئے ہوں یا نکل کر بیٹھ گئے ہوں تو ایک دو خوراک سرخ رنگ کا پانی پلانا چاہئے۔ خوراک کی مقدار عمر کے حساب سے متعین کی جائے۔

ملیریا اس بخار میں آسمانی رنگ کا پانی ایک ایک اونس صبح شام دیں اور جسم پر آسمانی رنگ کی شعاعیں ڈالیں۔

منہ سے خون آنا منہ سے خون آنے کی وجہ کوئی بھی ہو حلق سے بھی خون آسکتا ہے۔ اور مسوڑھوں سے بھی۔ یہ زرد یا نارنجی رنگ کے پانی پلانے سے بند ہو جاتا ہے۔ سرخ کھول کر سبز رنگ کی شعاعیں بھی منہ کے اندر ڈالنی چاہئیں۔

منہ میں چھالے منہ کے اندر سفید اور سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے دانے ہو جاتے ہیں جب یہ مرض آنتوں میں پہنچ جاتا ہے تو خطرناک ہو جاتا ہے۔ یہ اکثر گرمی کی زیادتی بخار کی گرمی اور معدہ کی خرابی سے ہوتا ہے۔

بچوں کا منہ اکثر آجاتا ہے جو بچوں کیلئے بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ اس کی وجوہات بھی گرمی وغیرہ وہی ہیں جو اوپر بیان کی گئی ہیں۔

تین چار روز تک نیلے پانی کی قلیل مقدار یعنی آدھ آدھ تولہ ہر آدھے گھنٹے کے بعد دی جائے۔ اگر سو گھنٹے میں مکمل طور پر آرام نہ ہو تو چند گھنٹے وقفہ کر کے پھر یہی عمل دہرایا جائے۔ بڑوں کیلئے مقدار خوراک ایک اونس ہے۔

مثانے میں پتھری سرخ یا بینگنی رنگ پانی کی خوراکیں صبح شام پلائیں اور سرخ یا بینگنی شعاعیں گردوں پر ڈالیں۔

مالیخولیا، مراق: نیلی روشنی دماغ پر ڈالیں اور نیلا پانی صبح شام پلائیں۔

معدہ میں جلن معدہ میں جلن بدہضمی کی بنا پر ہوتی ہے۔ اس کیلئے زرد رنگ کے پانی کی ایک ہی خوراک کافی ہے۔

مسّے جسم کے کسی حصہ پر یا چہرے پر جو چھوٹے مسّے ہو جاتے ہیں ان کو رفع کرنے کیلئے سرخ رنگ کا پانی اور سرخ رنگ میں تیار کیا ہوا السی کا تیل بہترین علاج ہے۔ مسّوں پر آتشی شیشے کے ذریعہ سورج کی شعاعیں ڈال کر ان کو جلا دینا بھی علاج ہے۔ لیکن اس میں بہت سخت احتیاط کی ضرورت ہے، یہ عمل تین منٹ سے زیادہ دیر تک ہرگز نہیں ہونا چاہئے اور یہ احتیاط بھی ضروری ہے کہ سورج کی شعاعیں صرف مسّے پر ہی پڑیں ورنہ دوسرے حصے کے جل جانے اور اسے نقصان پہنچ جانے کا احتمال ہے۔

مرگی صبح شام آسمانی رنگ کا پانی دو دو تولہ ایک عرصہ تک پلانا چاہئے اور سر پر آسمانی رنگ کی شعاع ڈالنی چاہئے، یہ علاج مسلسل اس وقت تک رکھیں جب تک یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ آئندہ دورہ نہیں پڑے گا۔ دورے کے وقت سر پر آسمانی رنگ کی شعاع ڈالنا ہی کافی ہے۔

موٹاپا کم کرنے کیلئے حد سے زیادہ موٹا ہونا ایک مرض ہے۔ اس کا علاج سیاہ رنگ شعاعوں کے پانی اور سیاہ رنگ شعاعوں میں مریض کو بٹھانا ہے۔ مقدار خوراک ۲۔۳ اونس اور شعاعوں میں لیٹے رہنے کا وقفہ آدھا آدھا گھنٹہ دو وقت ہے۔

ناف ٹلنا ناف عام طور پر ان لوگوں کی ٹلتی ہے جن کے اعصاب کمزور ہوتے ہیں۔ اس میں مرد اور عورت کی کوئی قید نہیں ہے۔ خالص کھوپرے کے تیل میں زرد رنگ کی شعاعیں جذب کر کے ناف کے نیچے پیڑو پر ہلکے ہاتھ سے رات کو سوتے وقت اور صبح نہار پانچ پانچ منٹ دائروں میں مالش کی جائے اور بطور دوا کے نارنجی رنگ کا پانی دو دو اونس دونوں وقت کھانے سے آدھا گھنٹہ پہلے پیا جائے تو ناف ٹلنا بند ہو جاتا ہے۔ اور اعصاب طاقتور ہو جاتے ہیں۔

نقرس اور فیل پا: نارنجی رنگ کے پانی اور نارنجی شعاعیں از حد مفید ہیں۔

نیند نہ آنا، بے خوابی آسمانی رنگ کے پانی اور آسمانی رنگ کی شعاعیں سر پر ڈالنا اس کا علاج ہے۔

نمونیہ نیلے رنگ کا پانی ایک ایک اونس صبح شام دینے اور اسی رنگ کی شعاعیں تین چار منٹ روزانہ پھیپھڑوں پر ڈالنے سے آرام ہو جاتا ہے۔

ناسور ابھی تک دنیا میں رائج طریقہ ہائے علاج میں اس مرض کا کوئی حتمی علاج نہیں ہے۔ مگر صاف شفاف سبز رنگ کی شیشی کے پانی کی خوراکوں اور شعاعوں سے ناسور ختم ہو جاتا ہے۔

نکسیر نیلا پانی ناک میں چڑھانے سے نکسیر اگر خون میں حدت کی وجہ سے ہو تو بند ہو جاتی ہے۔ نکسیر کے پرانے مریضوں کو ایک ہفتہ تک صبح و شام ایک خوراک نیلے پانی کی پلانے سے نکسیر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم ہو جاتی ہے۔

وجع المفاصل اس میں امراض گٹھیا اور نقرس بھی شامل ہیں۔ یہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ شدید اور مزمن۔ شدید کیلئے نیلا پانی پلانا چاہئے، نیلے رنگ کے پانی کی گدیاں رکھنا اور نیلی شعاع ڈالنا چاہئے، اور مزمن کیلئے نارنجی پانی کی گدی اور نیلی شعاع استعمال کرنا چاہئے۔ کھانوں میں نمک کی مقدار کم کر کے چوتھائی کر دینی چاہئے۔ ٹھنڈی، کھٹی، ثقیل بادی چیزوں اور گڑ، تیل سے پرہیز لازم ہے۔

نفرت، حسد اور سنگدلی یہ اخلاقی امراض پھولوں کے گلدستوں کو ہر وقت کم از کم دس منٹ تک دیکھتے رہنے سے چند روز میں دور ہو جاتے ہیں۔

ہاضمے کی کمزوری ہاضمے کی کمزوری کی وجہ سے دست آتے ہوں یا پیٹ میں درد رہتا ہو تو زرد رنگ کا پانی ایک ایک اونس صبح شام دینا چاہئے۔ بچوں کیلئے خوراک کی مقدار عمر کے حساب سے متعین کریں۔

ہیضہ ہیضے کے ابتدائی دور میں زرد رنگ کا پانی ایک ایک تولہ آدھے آدھے گھنٹے کے بعد دیں، اس سے تمام تکالیف مثلاً پیاس، قے، دست، جسم کی اینٹھن، پیشاب کی بندش وغیرہ رفع ہو جاتی ہے۔ ہیضے کے آخری دور میں چونکہ مریض کے اندر سرخ رنگ کی کمی ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے جسم ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ اس وقت ایک ایک گھنٹے کے وقفے سے تین چار بار سرخ رنگ کا پانی دو دو تولہ پلا کا فائدہ مند ہو جاتا ہے۔

ہاتھ پیروں کا پھٹنا اور ہاتھ پیروں کی اینٹھن آسمانی رنگ کے پانی کی خوراکیں صبح شام دینا اور آسمانی رنگ کی شعاعیں ڈالنا مفید ہے۔ کھانوں میں نمک اور چکنائی کی مقدار کم سے کم کر دینی چاہئے۔

ہاتھ پیروں کا ٹھنڈا رہنا ہاتھ پیروں کا سن ہو جانا چونکہ جسم میں سرخ رنگ کی کمی سے ہوتا ہے، اس لئے سرخ رنگ کا پانی اور سرخ رنگ کی شعاعیں مفید ہیں۔

یرقان اس بیماری کا تعلق جگر اور دماغ سے براہ راست ہے، مرض کی شدت اور کمی کے لحاظ سے آسمانی رنگ کے پانی کی خوراکیں اور شعاعیں استعمال کریں۔ شعاعیں پانچ سے دس منٹ تک روزانہ دو وقت ڈالنا چاہئیں اور بعد غذا زرد رنگ کا پانی ایک ایک اونس پلانا چاہئے۔

جے پور میں
طلسماتی دنیا مندرجہ ذیل پتے سے خریدیں
مسکین بک ڈپو مسجد قریشیان موتی ڈونگری روڈ جے پور

سلطان الواعظین محمد بشیر صاحب

حضرتِ انسان کا تعارف

انسان اللہ تعالیٰ کی حسین و جمیل مخلوق ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ یعنی ہم نے انسان کو بڑی اچھی صورت پر بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق میں انسان ہی کو عظمت و کرامت اور شرافت عطا فرمائی ہے اور اسے ساری مخلوق سے خوبصورت اور بہترین ڈھانچے میں پیدا فرمایا ہے۔ ہر جانور کو اللہ تعالیٰ نے جھکا ہوا پیدا کیا ہے اور انسان کو سیدھا پیدا کرکے اُسے سربلندی عطا فرمائی ہے امام ابو بکر بن العربی المالکی فرماتے ہیں۔ ساری مخلوق میں انسان سے زیادہ خوبصورت کوئی مخلوق نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو حیی، عالم، قادر، متکلم، سمیع، بصیر، مدبر، حکیم بنایا ہے اور یہ سب صفتیں اللہ کی ہیں اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ:۔

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ یعنی علٰی صفاتہٖ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت یعنی اپنی صفات پر پیدا فرمایا ہے۔

چاند سے بھی زیادہ خوبصورت

خلیفہ منصور کے زمانہ میں ایک شخص کو اپنی بیوی سے بڑی محبت تھی۔ اس نے ایک روز فرط محبت میں آکر اپنی بیوی سے یوں کہہ دیا کہ تو اگر چاند سے زیادہ خوبصورت نہ ہو۔ تو تجھ پر تین طلاق بیوی نے اس سے پردہ کرلیا اور کہا کہ تو نے مجھے طلاق دے دی ہے۔ اب میں تمہارے سامنے نہیں ہوسکتی۔ خاوند بڑا حیران و پریشان ہوا کہ میں یہ کیا کہہ بیٹھا اور اب کیا ہوگا۔ ساری رات وہ اسی فکر میں رہا اور صبح خلیفہ منصور کے پاس آیا اور اپنا قصہ بیان کرکے کہنے لگا۔ کہ کوئی صورت نکالئے تاکہ میری بیوی پر طلاق واقع نہ ہو۔ خلیفہ نے علماء کو بلایا اور یہ مسئلہ دریافت کیا تو سب نے بتایا۔ کہ عورت پر طلاق ہوگئی۔ مگر ایک فقیہ عالم نے برعکس اس کے فتویٰ یہ دیا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔

"یعنی ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت پر بنایا ہے۔

تو اس ارشاد کے پیش نظر انسان چاند سے بھی زیادہ —— خوبصورت ہے۔ خلیفہ منصور اس جواب سے بہت خوش ہوا اور خاوند کو اس کی بیوی کے پاس بھیج دیا۔

لطیفہ

ابن خطان خارجی بڑا بدشکل اور سیاہ رنگ کا تھا اور بیوی اس کی بڑی حسینہ و جمیلہ اور خوبصورت تھی۔ ایک روز اس کی خوبصورت بیوی نے اُسے دیکھا تو اسے کچھ عرصہ دیکھتی رہی۔ اور پھر کہنے لگی۔ الحمد للہ۔ خاوند نے پوچھا کہ یہ الحمد للہ کس بات پر کہا تو نے؟ بولی۔ اس بات پر کہ میں اور تم دونوں ہی جنت میں جائیں گے۔ اس نے پوچھا وہ کیسے؟ وہ بولی اس لئے کہ تجھے میرے جیسی خوبصورت بیوی ملی اور تو نے شکر کیا اور مجھے تیرے جیسا —— بدشکل شوہر ملا تو میں نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ صابر و شاکر دونوں ہی جنت میں جائیں گے۔

عجیب

تاریخ بغداد میں ہے کہ عضد الدولہ کے زمانہ میں ایک ترکی نوجوان کا نکاح ایک بڑی پارسا لڑکی سے ہوا۔ دو سال بعد وہ نوجوان نکاح خواں کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ آپ نے جس لڑکی سے میرا نکاح پڑھا تھا۔ اس کے بطن سے میرا ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ مگر وہ مجھے میرا بچہ دکھاتی نہیں اور جب بھی میں نے اپنا بچہ دیکھنے کا اصرار کیا۔ اس نے دکھانے سے انکار ہی کیا ہے۔ آپ اس کی ماں کو بلا کر پوچھیں کہ ایسا کیوں ہے؟ چنانچہ نکاح خواں نے اس

UP LOAD BY SALIMSALKHAN

لڑکی کی ماں کو بلایا اور پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ اپنے داماد کو اس کا بچہ نہیں دیکھنے دیتیں۔؟ وہ بولی۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہم ایک بڑی مشکل میں پھنس گئے ہیں۔ جو بچہ پیدا ہوا ہے وہ عجیب و غریب شکل کا ہے۔ سر سے لے کر ناف تک تو اس کا رنگ سفید ہے اور ناف سے پاؤں تک بجد کالا ہے۔ ہم ڈرتے ہیں کہ اس کا باپ اُسے دیکھ کر خدا جانے کیا سمجھے اور کیا کہے؟ بس اسی باعث ہم نے آج تک اُسے بچہ نہیں دکھایا۔ نکاح خواں نے اس نوجوان سے اصل حقیقت بیان کی تو وہ چیخا اور کہنے لگا۔ وہ میرا ہی بیٹا ہے۔ کیونکہ میرے دادا بھی بالکل اسی طرح کے تھے۔ میں خوش ہوں اور مجھے کوئی شک و شبہ نہیں۔ یہ بات سُن کر اس کی بیوی بھی خوش ہو گئی اور بچے کو اس کے والد کے سامنے کر دیا۔ (حیوٰۃ الحیوان ص ۲۰-۲۹ ج۱)

علامہ قزوینی نے فرمایا کہ انسان اشرف الحیوانات اور خلاصہ مخلوقات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے بہترین شکل و صورت دی۔ اسے کلام کرنا عطا فرمایا۔ اور عقل دی۔ دماغ دیا۔ اور اونچے محل یعنی سر میں رکھا۔ فکر و ذکر اور حفظ کی زینت سے اُسے مزین کیا۔ جواہر عقلیہ کو اس پر مسلط کیا تاکہ نفس امیر ہے اور عقل اس کی وزیر ہے۔ اُس کی قوتیں اس کا لشکر اور اعضاء اس کے نوکر ہیں۔ بدن کو اس کی سلطنت کا محل بنایا اور حواس اُس کے گویا اس سلطنت میں ہر وقت پھرنے والے جاسوس ہیں۔ جو مخالف و موافق خبریں لا لا کر نفس و حواس کے درمیان کے واسطہ حس مشترک کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ اور وہ قوت عقلیہ کے سامنے ان خبروں کو پیش کر دیتی ہے اور قوت عقلیہ ان میں سے موافق چیزوں کو قبول اور مخالف کو رد کر دیتی ہے۔ اس مخلوقات انسان ایک عالم صغیر ہے یا اس لحاظ سے رکھتا، اچھا اور بڑھتا ہے؟ نباتات ہے اور اس لحاظ سے کہ اس میں حس و حرکت ہے۔ حیوان ہے اور اس لحاظ سے کہ حقائق اشیاء کو جانتا ہے۔ فرشتہ ہے۔ گویا یہ سارے عالم کا مجموعہ ہے اور جب یہ ان جہتوں میں سے کسی ایک جہت کی طرف اپنی ہمت صرف کرنے لگے۔ تو اسی طرف پیوست ہو جاتا ہے۔ پس اگر یہ کھانے پینے کی طرف راغب ہو جائے تو دنیا ہی کے کاموں میں لگا رہتا ہے اور کھانے پینے ہی کے فوائد و نقصان سوچتا رہتا ہے اور اگر حیوانیت کی طرف جھک جائے تو یا درندوں کی طرح حملے میں آنے لگتا ہے اور یا گائے بھینسوں کی طرح کھانے پینے ہی میں لگا رہتا ہے۔ یا خنزیر کی طرح شرارتوں پر آمادہ رہتا ہے یا اونٹ کی طرح بغض و کینہ رکھنے لگتا ہے یا شیر کی طرح متکبر بن جاتا ہے یا لومڑی کی طرح مکار بن جاتا ہے یا ان ساری برائیوں کا مجموعہ ہو کر شیطان بن جاتا ہے اور اگر یہ اپنی ہمت جہت ملکیت کی طرف صرف کرنے لگے تو عالم بالا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور عالم اسفل کی طرف دیکھتا بھی نہیں۔ پس اس وقت وہ اس آیت کا مصداق بن جاتا ہے۔

وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا۔

(عجائب المخلوقات ص ۲۹۲ ج ۲)

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ
ایک انوکھا اور عجیب شہر

(۱) انسان کے جسم پر جب غور کرتے ہیں تو اس میں مختلف منظر نظر آتے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ چار ارکان:۔ مٹی۔ پانی۔ ہوا اور آگ۔
۲۔ چار طبائع:۔ یبوست، رطوبت، حرارت اور برودت۔
۳۔ چار اخلاط:۔ بلغم، صفرا، خون اور سودا۔
۴۔ نو طبقات:۔ سر، مونھ، گردن، سینہ، پیٹھ، کمر، ران، پنڈلی، اور پاؤں (۵) مختلف ہڈیاں مختلف ستون ہیں (۶) پٹھے رسیاں ہیں (۷) آٹھ خزانے اور ان کی مختلف تھیلیاں، یہ نخاع، پھیپھڑے، دل، جگر، تلی، معدہ، انتڑیاں اور گردے ہیں۔ (۸) راستے اور شارع عام رگیں ہیں (۹) ۳۶۰ وریدیں نہریں ہیں (۱۰) سات دروازے:۔ آنکھیں، کان، ناک، پستان، مونھ اور دو شرمگاہیں۔

(ب) انسانی جسم ایک انوکھا اور عجیب شہر ہے۔ جس میں مختلف عمال اور پیشہ ور کام کرتے ہیں۔ مثلاً (۱) معدہ ایک باورچی ہے جو کھانا پکاتا ہے (۲) جگر ایک عطار ہے جو غذا کے جوہر اور عرق تیار کرتا ہے۔ (۳) پتہ ایک حکیم ہے جو تیزاب تیار کرتا ہے (۴) انتڑیاں، جلد، گردے اور پھیپھڑے بھنگی اور جاروب کش ہیں۔ جو جسم کے شہر کی گندگی اور گندے مواد فضلے۔ پسینے و پیشاب اور ہوا کی صورت میں نکال رہے ہیں اور جسم کی صفائی کرتے ہیں (۵) جسم میں ایک ایسا کاریگر بھی ہے جو چیزوں کو آٹا ناٹا تبدیل کر دیتا ہے۔ خوراک کو خون اور خون کو گوشت میں تبدیل کر دیتا ہے (۶) ایک اینٹ پکانے والا بھی ہے۔ جو ہڈیوں کی اینٹیں پکاتا ہے (۷) ایک جولاہا بھی ہے، جو اعصاب اور جھلیاں بنا رہا ہے (۸) ایک درزی بھی ہے جو جسم کے لباس کے چاکوں کو سی رہا ہے۔ یعنی جسم کے زخموں کو مندمل کر رہا ہے۔ (۹) ایک رنگ ساز بھی ہے جو دانتوں اور ہڈیوں کو سفید رنگ چڑھا رہا ہے (۱۰) ایک بڑھئی اور لوہار، اسٹار اور موچی اور کیا کیا کاریگر لگے ہوئے ہیں جو عمارت جسم کو جوڑتے اور اس کی سخت ہڈیوں کے مقام پر ترپڑے اور گوشت کے گدیلے سیتے اور اس کو خط

وخال اور زیورات حُسن و جمال سے آراستہ و پیراستہ کرتے ہیں۔

(ج) انسانی جسم ایک چھوٹی سی کائنات ہے۔ جس میں (۱) زمین گوشت اور پوست انسانی ہے (۲) پہاڑ ہڈیاں ہیں (۳) معادن جگر دل، تلی، پتہ اور گردے ہیں (۴) سورج اور چاند دل اور دماغ۔ (۵) ستارے حواس۔ قوائے مختلفہ، عقل، قوت تمیز اور حافظہ وغیرہ (۶) سمندر پیٹ (۷) دریا اور نہریں رگیں، شریانیں وغیرہ (۸) بیدرو انتڑیاں (۹) جنگل۔ بال (۱۰) میدان ماتھا اور پیٹھ (۱۱) ہوا، تنفس۔ (۱۲) صبح کی روشنی خوشی اور مسکراہٹ (۱۳) رات کی تاریکی غم و اندوہ (۱۴) بارش آنسو اور رونا (۱۵) موت، نیند اور جہالت (۱۶) زندگی بیداری و علم (۱۷) موسم بہار بچپن (۱۸) گرمی۔ جوانی (۱۹) خزاں سردی بڑھاپا (۲۰) رعد و برق، غصہ۔

(د) انسان میں جملہ حیوانات کیا چرند اور کیا پرند سب جمع ہیں۔ (۱) بہادری اس کی شیر ہے (۲) بزدلی خرگوش (۳) مکر و فریب اس کی لومڑی ہے (۴) اور سادہ لوحی بھیڑ (۵) تیز خرامی ہرن (۶) سستی کچھوا (۷) اطاعت (۸) سرکشی چیتا (۹) گویا پن بلبل (۱۰) بد آوازی گدھا (۱۱) نفع رسانی مرغی (۱۲) ضرر رسانی چوہا (۱۳) وفاداری گھوڑا (۱۴) مردم آزاری سانپ (۱۵) زینت اس کی مور (۱۶) خود فراموشی اُلو اسی طرح تمام جانور انسان میں موجود ہیں۔

(س) نیک اعمال اور اوصاف حمیدہ کی صورت میں انسان کے اندر ملائکہ جمع ہیں اور بد عملیوں اور بُرے اخلاق کے باعث انسان کے اندر سارے شیاطین جمع ہیں۔ غرض انسان ساری کائنات کا ایک مکمل ماڈل اور نمونہ ہے۔ (عرفان)

انسان میں ایک جہان آباد ہے

انسان کی ولادت طلوع قمر کی مانند ہے اور موت اس کی مثل غروب قمر کے۔ جسم اس کا زمین کی مثل ہے اور ہڈیاں اس کی مثل پہاڑوں کی ہیں۔ ہڈیوں کے مغز مثل دفینوں کے ہیں۔ رگیں مثل نہروں کی ہیں اور بال مثل درختوں کے ہیں۔ چہرہ اس کا مشرق اور پشت مغرب۔ داہنی طرف اس کی جنوب اور بائیں شمال ہے۔ سانس اس کی ہوا ہے۔ غصہ اس کا بادل ہے اور بولنا اس کا رعد ہے۔ ہنسنا اس کا بجلی ہے اور رونا و پسینہ اس کا بارش ہے۔ نیند اس کی مثل موت کے ہے اور جاگنا مثل زندگی کے (نزہۃ المجالس)

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ

خدا تعالیٰ نے سورج کو روشنی دی۔ اور چاند کو نور بخشا۔ ظلمت رات کو دی۔ لطافت ہوا کو اور کثافت پہاڑوں کو دی اور پانی کو رقت بخشی۔ اور اسی طرح فرشتوں کو نور بخشا حوروں کو روشنی دی۔ مغروروں کو ظلمت اور شیطانوں کو رقت دی لطافت جنوں کو بخشی اور کثافت چوپایوں کو دی۔ پھر یہ سب چیزیں انسان میں جمع فرما دیں اور وہ اس طرح کہ نور آنکھوں کو بخشا اور روشنی چہرے کو دی۔ ظلمت بالوں کو بخشی اور لطافت روح کو دی۔ کثافت ہڈیوں کو دی اور رقت دماغ کو دی۔ اور جب ان ممتاز چیزوں کو خدا نے ایک جگہ فرما کر انسان کو پیدا فرمایا تو اپنی مدح میں فرمایا۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔ (نزہۃ المجالس)

انسان اور زمین و آسمان

اللہ تعالیٰ نے انسان میں وہ سب چیزیں جمع فرما دی ہیں، جو متفرق طور پر تمام چیزوں میں پائی جاتی ہیں۔ آسمان کو اگر اللہ نے بلندی دی ہے تو انسان کو قد و قامت۔ آسمان میں اگر چاند و سورج ہیں تو انسان میں دو آنکھیں۔ آسمان میں اگر ستارے ہیں تو انسان میں دانت۔ آسمان میں اگر کڑک ہے تو انسان میں چھینک اور زمین کو اگر اللہ نے قرار عطا فرمایا ہے تو انسان کو سکون و وقار۔ زمین میں اگر نہریں ہیں تو انسان میں رگیں۔ زمین میں اگر کھیتیاں ہیں تو انسان میں بال۔ اور آسمان میں اگر جنت ہے تو مومن انسان میں ایسا دل ہے جو جنت سے زیادہ مزین ہے۔ اس لئے کہ جنت محل لذت ہے اور دل محل معرفت اور جنت کا خازن رضوان ہے اور دل کا خازن رحمان ہے۔ (السبعیات)

انسان اور سارا جہان

اللہ تعالیٰ نے آسمان سات پیدا کئے تو انسان کے اعضاء بھی سات ہی پیدا کئے اور جہان میں اگر حیوان پیدا کئے تو انسان میں جوئیں پیدا کیں۔ جہان میں اگر سورج پیدا کیا تو انسان کے دل میں معرفت پیدا کی۔ جہان میں چاند پیدا کیا تو انسان میں عقل پیدا کی۔ جہان میں نجوم پیدا کئے تو انسان میں علوم۔ جہان میں چار قسم کے پانی ہیں، پھیکا، ترش، کڑوا اور نمکین اور انسان میں بھی چار ہی قسم کی رطوبتیں ہیں، پھیکا ذائقہ منہ کے تھوک کا۔ ترش ناک کا۔ نمکین آنسوؤں کا۔ اور کڑوا کانوں کی رطوبت کا۔ (السبعیات)

تجربے

انسان کے بال جلا کر عرق گلاب میں ملا کر ولادت کے وقت عورت کے سر پر ڈالے جائیں تو بچہ آسانی سے پیدا ہوگا اور انسان کا تھوک سانپ کے لئے زہر قاتل ہے۔ سانپ کے منہ میں اگر تین بار تھوکا جائے تو سانپ فوراً مر جاتا ہے عورت کے سر کے بال اگر دریا میں ڈال دیئے جائیں اور پھر نکالے

نہ جائیں تو وہ پانی کے سانپ بن جائیں گے۔ بچے کا جو دانت سب سے پہلے اکھڑ کر نکلے وہ اگر عورت کے گلے میں ڈال دیا جائے تو اُسے حمل نہ ٹھہرے گا۔ جو شخص اپنے ہاتھ اور پیر پانی سے دھوکر پیروں کی میل والا وہ پانی جس کو پلا دے گا۔ وہ اس شخص کی محبت میں ایسا گرفتار ہو جائے گا کہ اس کی جدائی اس کے لئے ناقابلِ برداشت ہو جائے گی۔ یہ عمل بڑا مجرب ہے۔ اسی طرح اگر حمام جا ہو کر تم سے کوئی شخص محبت کرنے لگے تو اپنی قمیص کی جیب کو دھوکر وہ پانی اسے اس طرح پلا دو کہ اُسے اس کا علم نہ ہو تو اُسے تم سے بے حد محبت پیدا ہو جائے گی۔ انسان کی داڑھ اور دھڑ کے دائیں پہر کی ہڈی یہ دونوں چیزیں سوتے ہوئے انسان کے سر کے نیچے رکھ دی جائیں تو وہ کبھی نہ جاگے گا۔ جب تک کہ یہ دونوں چیزیں اس کے سر کے نیچے سے نکال نہ لی جائیں۔ انسان کا تھوک بھڑ بچھو وغیرہ حشرات الارض کے کاٹنے کی جگہ پر لگانے سے درد کو آرام آجاتا ہے۔ کتے کے کاٹنے کی جگہ انسان کا پیشاب لگانے سے فائدہ ہو جاتا ہے۔ انسان کے ناخن جلا کر جس شخص کو پلائے جائیں اُسے اُس سے بڑی محبت ہو جاتی ہے۔ جسم مجروح ہو جائے اور زخم سے خون بہنا بند نہ ہو تو اسی وقت اگر انسان اس پر پیشاب کر دے تو خون فوراً بند ہو جائے گا اور روزہ دار انسان کا تھوک کان میں ڈالا جائے تو کان کا کیڑا نکل جائے گا۔ جس کی نکسیر بہہ رہی ہو نکسیر کے خون سے اسی شخص کا نام کسی کپڑے کے ٹکڑے پر لکھ کر اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان وہ ٹکڑا لٹکا دیا جائے تو نکسیر بند ہو جائے گی۔

(حیوۃ الحیوان صفحہ ۳۴-۳۶ ج ۱)

انسان کے کسی عضو کو چوٹ آجائے تو ہتھیلی سے اُسے دبانے سے درد کو آرام آجاتا ہے اور یہ انسانی بدن کی تاثیر کی وجہ سے ہے، ورنہ اگر اُسے کسی مجبور وغیرہ سے دبایا جائے تو درد اور بھی زیادہ بڑھتا ہے۔ کسی شخص کی دکھتی ہوئی آنکھ کی طرف اگر مسلسل دیکھا جائے، تو دیکھنے والے کی آنکھیں بھی دکھنے لگیں گی۔ بھلبہری کا مریض اگر ننگے پاؤں زمین پر چلے تو اس کے قدموں کی جگہ پر کچھ نہ اُگے گا۔

نابینا آدمی کثرتِ نکاح کا شائق ہوتا ہے۔ حائضہ عورت اگر باغ میں چلی جائے تو جس درخت کے پاس سے گزرے گی، وہ مرجھا جائے گا۔ آئینہ کو دیکھے گی تو آئینہ مکدر ہو جائے۔ مرگی کے مریض کو چھولے تو مرگی کا دورہ ختم ہو جائے گا۔ اور اگر سانپ کی کینچلی پر اس کا پاؤں پڑ جائے تو وہ سانپ جس کی وہ کینچلی ہے مر جائے گا۔ اور بکریوں کے جس ریوڑ کو چرائے گی اس ریوڑ کے پاس بھیڑیا نہ آئے گا۔ اور اگر جا جائے گا تو اس بھیڑیئے کے پیٹ میں درد ہونے لگے گا اور اس کے حیض کا کپڑا اگر کشتی کے پچھلے کنارے میں باندھ دیا جائے تو وہ کشتی مخالف ہواؤں سے محفوظ رہے گی۔

انسان کے آنسو جو خوشی میں آکر بہے ہوں۔ اگر جمع کر کے جب وہ ٹھنڈے ہو جائیں کسی مغموم انسان کو پلائے جائیں تو اس کا غم جاتا رہے گا۔ اور جو آنسو غم کی وجہ سے بہے ہوں۔ وہ اگر کسی انسان کو پلا دیئے جائیں تو وہ رونے لگے گا اور سخت روئے گا۔ روزہ دار انسان کا تھوک مقناطیس کے پتھر پر لگا دیا جائے تو اس کی قوتِ کشش باقی نہیں رہتی۔ (عجائب المخلوقات صفحہ ۱۶۰-۱۶۱ ج ۲)

تعبیر خواب میں اگر آدمی نظر آئے تو اگر اُسے پہچانتا ہے تو وہ وہی ہوگا۔ اگر نہیں پہچانتا تو وہ اس کا کوئی دشمن ہے۔ اور اگر کسی بوڑھے کو دیکھا تو وہ نیکی و سعادت کی علامت ہے۔ جوان کو دیکھنا قوت اور کسی بشارت ملنے کی علامت ہے۔ اور خواب میں اگر عورت کو دیکھا تو یہ دنیا ہے۔

حکم (بوجہ عزت و حرمت) حرام ہے۔

(حیوٰۃ الحیوان صفحہ ۳۴ جلد ۱)

ہمارا تبصرہ ● انسان اشرف المخلوقات ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک شاہکار۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر اپنی معرفت کے کئی خزانے پیدا فرما دیئے ہیں۔ انسان اگر اپنے آپ ہی کو تحقیق و تدبر کی نظر سے دیکھے تو اپنے خالق کی اُسے معرفت حاصل ہو سکتی ہے۔ چنانچہ خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔ وَفِيٓ أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ۔ اور ایک عارف نے بھی لکھا ہے کہ:۔

زمین و آسمان و عرش و کرسی

ہمہ در تست تو از کے بپرسی

جو شخص اتنے بڑے سامانِ معرفت کو رکھ کر بھی اللہ تعالیٰ کی معرفت سے محروم رہے اور اُس کی ہستی کا اقرار نہ کرے۔ اس سے بڑا کور چشم اندھا اور بدبخت اور گمراہ اور کون ہوگا؟

● انسان کی ان گوناگوں صفات اور اس کی جامعیت و کمالات کو دیکھ کر عقلِ سلیم رکھنے والا بے ساختہ پکار اُٹھتا ہے کہ:۔

فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ

ہر حیوان کو اللہ تعالیٰ نے جھکا ہوا پیدا فرمایا اور انسان کو سربلند رکھا۔ مگر یہ سربلندی اُسی وقت تک ہے جب تک کہ سربلندی عطا فرمانے والے اپنے خالق کے آگے جھکا رہے۔ ورنہ یہ سربلندی "تکبر" بن جائے گی۔ جس کا نتیجہ ذلت و خواری ہے۔ نمرود و فرعون کا حشر اس حقیقت پر شاہد ہے۔

UP LOAD BY SALIMSALKHAN

پس اپنی اس سربلندی کو قائم رکھنے کے لئے انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے اللہ کے لئے سربسجود بھی رہے۔

انسان صفاتِ الٰہیہ کا مظہر ہے۔ سمیع و بصیر، عالم و قادر، مدبر و علیم اور موجود و حی ہے۔ اور یہ سب صفتیں اللہ کی ہیں اور اسی کی عطا سے انسان کو یہ حاصل ہوئی ہیں۔ پھر جو لوگ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام کی بلند و بالا شانیں سن کر اپنا پیارہ شرک کھول کر بیٹھ جاتے ہیں اور یوں سناتے ہیں کہ یہ صفتیں تو اللہ کی ہیں جو کسی ولی میں ماننا شرک ہیں۔ وہ عوام الناس کے لئے سمیع و بصیر، عالم و قادر اور موجود و حی وغیرہ صفاتِ حق کیوں تسلیم کرتے ہیں؟ اور انسان کو گونگا بہرا، جاہل و عاجز اور معدوم و مردہ کیوں نہیں کہتے؟ اور اگر یہ صفات اللہ کی عطا سے عام انسانوں میں ہو سکتی ہیں تو اللہ کے مخصوص اور مقبول بندوں میں اس کی دیگر صفاتِ عالیہ بھی کیوں نہیں ہو سکتیں۔

● فقہائے کرام پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دین کی سمجھ عطا فرمائی ہے اور وہ بڑی بڑی مشکلیں آسان کر دیتے ہیں۔ جہاں دوسروں کی فہم کی رسائی نہ ہو سکے وہاں ان کے فہم کی رسائی ہو جاتی ہے۔ پس فقہ و فقیہ کا مخالف ہونا بہت بڑی نافہمی ہے۔

● انسان ایک عالمِ صغیر ہے اور یہ ساری کائنات گویا اس کی تفصیل و تعبیر ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس میں ساری صفات کا بیج بو کر اسے اختیار دے دیا ہے کہ چاہے وہ بُری خصلتوں کو اختیار کر کے بدترین مخلوق بن جائے اور چاہے تو نیک صفات کو بروئے کار لاکر شرافت و افضلیت کا تمغہ حاصل کرے۔ چنانچہ انسانوں کی یہ دو ہی قسمیں چلی آرہی ہیں۔ پس ہمیں اچھی صفتوں کو بروئے کار لاکر اچھا انسان بننا چاہئے اور ہر قسم کی بُرائی سے بچنا چاہئے۔

پرہیز اور تقدیرِ الٰہی

عَنْ أَبِي خِزَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ رُقًى نَسْتَرْقِيهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوَى بِهِ وَتُقَاةً نَتَّقِيهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللهِ شَيْئًا فَقَالَ هِيَ مِنْ قَدَرِ اللهِ

(احمد، ابن ماجہ، ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت ابی خزامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! (آپ پر اللہ کا درود و سلام ہو) آپ کیا فرماتے ہیں، یہ جھاڑ پھونک جو ہم کرتے ہیں اور دوا جس سے ہم علاج معالجہ کرتے ہیں اور وہ پرہیز جو ہم اختیار کرتے ہیں کیا یہ تقدیرِ الٰہی کو کچھ روک سکتے ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب فرمایا - یہ خود تقدیرِ الٰہی سے ہے۔

حدیثِ مبارکہ کے الفاظ خود واضح ہیں۔ کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ سوال کرنے والے نیک دل صحابی کا سوال یہ تھا کہ دم و تعویذ (جھاڑ پھونک) دوا دارو اور پرہیز احتیاط جو ہم کرتے ہیں اس سے اللہ کا لکھا بدل سکتا ہے۔ اگر کسی کی تقدیر میں بیماری ہی لکھی ہے یا بیماری کے نتیجہ میں موت ہی لکھی ہے تو کیا یہ باتیں حکمِ الٰہی کو ٹال سکتی ہیں؟ اکثر ہمارے ذہن میں بھی اسی قسم کے شکوک و شبہات آتے ہیں۔ نبائض فطرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب کس قدر پُراز حکمت ہے۔ فرماتے ہیں یہ دم و درود علاج معالجہ اور پرہیز و احتیاط بھی حکمِ الٰہی سے ہیں۔ مگر گویا یہ کہ اللہ کریم نے ان کے ذریعے شفا لکھ دی ہے۔

ان حالات میں ہم پر لازم ہے کہ ہر ضروری احتیاط اور ہر مناسب پرہیز کو لازم پکڑیں اور اسے توکل کے خلاف نہ سمجھیں اس لئے کہ پرہیز یا احتیاط حکم اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ توکل کے منافی نہیں۔ ●●

خارش میں ریشمی لباس

اسلام اپنے ماننے والوں کو تعیش کے بجائے سادگی سکھاتا ہے۔ راحت طلبی اور آرام پسندی کی بجائے سخت کوشی اور محنت کشی پر اُبھارتا ہے۔ اسلامی عبادات اس حقیقت پر شاہد عادل ہیں اور پورا اسلامی دستور حیات اسی کیلئے بھی گواہی پیش کرتا ہے ـــــ خوراک اور لباس کو ہی لیجئے۔ اسلامی معاشرت میں چاندی سونے کے برتن استعمال کرنے کی مطلق کسی کو اجازت نہیں، عورتوں کو سونے چاندی کے زیورات پہننے کی اجازت ضرور ہے۔ لیکن ایک حد سے بڑھ جانے پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔ مردوں کیلئے سونا چاندی اور ریشمی لباس استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔ اس حکم سے استثنیٰ کی ایک صورت یہ ہے اور وہ ہے بیماری کی مجبوری ـــــ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ لِحِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا۔

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو ان دونوں حضرات کو خارش کی وجہ سے ریشمی لباس پہننے کی اجازت دی۔ خارش کے مرض کی وجہ سے ـــــ (بخاری و مسلم) ـــــ ریشمین لباس کے نرم ہونے کے علاوہ ٹھنڈا بھی ہوتا ہے۔ خارش کے مریض کو بہت ہی راحت پہنچاتا ہے۔

سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کے خواہش مندوں کیلئے نایاب کتابیں

افاداتِ اشرفیہ	قیمت	تالیفاتِ محمودیہ (مفتی محمود حسن صاحب مفتی اعظم ہند)	قیمت	مواعظ اختر (مولانا حکیم محمد اختر صاحب پاکستان)	قیمت	دعوت و تبلیغ اور اسکی مستند کتابیں	قیمت
اصلاح العلماء۔	۲۰/-	فتاویٰ محمودیہ ۱۸ جلدیں۔	۲۲۵/-	استغفار کے ثمرات۔	۹/-	راہِ نجات۔	۹/-
دعوت و تبلیغ کے اصول و احکام۔	۵/۵۰	مواعظ فقیہ الامت ۱۲ قسط۔	۲۰۵/-	فضائلِ توبہ۔	۹/-	پیغامِ فلاح۔	۱۲/-
اسلامی شادی۔	۶/۵۰	ملفوظ فقیہ الامت ۱۴ قسط۔	۲۸۵/-	تعلق مع اللہ۔	۱۵/-	نصرتِ خداوندی۔	۲/-
اصلاحِ خواتین۔	۵/۵۰	مکتوبات فقیہ الامت ۱۳ قسط۔	۱۳۳/-	علاج الغضب۔	۱۰/-	پاکیزہ زندگی۔	۱۴/-
احکامِ میت عقل و نقل کی روشنی میں۔	۴/-	ارشادات و افادات فقیہ الامت	۴۴/-	علاجِ کبر۔	۹/-	حصولِ جنت کا طریقہ۔	۱۲/-
تربیتِ اولاد۔	۴/۵۰	وصفِ شیخ۔	۵۲/-	خوشگوار ازدواجی زندگی۔	۹/-	کارگزاری	۸/-
حقوقِ معاشرت و تحفۂ زوجین۔	۲/۲۵	وصفِ محبوب۔	۵۲/-	تسلیم و رضا۔	۱۲/-	جماعت میں کیوں جائیں۔	۲/-
انعام العملیات والتعویذات۔	۲/۵۰	حدودِ اختلاف۔	۵۵/-	حقوق النساء۔	۱۲/-	جماعت میں کیسے جائیں۔	۶/-
اسلامی تہذیب اور آدابِ زندگی۔	۴/-	اسبابِ غضب اور چہل حدیث۔	۳۳/-	بدگمانی اور اس کا علاج۔	۹/-	اصولِ تبلیغ۔	۱/-
سود و رشوت قرض کے احکام۔	۱/۵۰	اسبابِ لعنت کی چہل حدیث	۱۸/-	منازلِ سلوک۔	۳/-	چار نسخے۔	۸/-
اصلاحی اور پسندیدہ واقعات۔	۵/-	اسبابِ مصائب اور ان کا علاج۔	۸/-	تجلیاتِ جذب۔	۱۵/-	بے روزگاری کا علاج۔	۸/-
حکایاتِ اولیاء۔	۲/۵۰	شوریٰ و اہتمام۔	۲۸/-	تزکیۂ نفس۔	۸/-	معمولاتِ نبوی۔	۲۵/-
گناہوں کا بدلہ دنیا میں۔	۲/-	شاہدِ قدرت۔	۲۸/-	طریقِ ولایت۔	۹/-	نقیبی مقالات۔	۶/-
نیک خاوند۔	۲/-	مسلک علماء دیوبند۔	۲۸/-	تکمیلِ معرفت۔	۸/-	علماءِ کرام اور ان کی ذمہ داریاں۔	۲/-
نیک بیوی۔	۴/۵۰	رفعِ یدین۔	۱۸/-	مقصدِ حیات۔	۱۰/-	افاداتِ مولانا ابرار الحق صاحب ہردوئی	
معارفِ امدادیہ۔	۲/-	حقیقتِ حج۔	۲۲/-	فیضانِ محبت۔	۱/-	مجالسِ ابرار۔	۱۰/-
معارفِ گنگوہی۔	۱۲/-	آسان فرائض۔	۱۳/-	چنگاری عشقِ مجازی۔	۲/-	ایک منٹ کا مدرسہ۔	۳/-
معارفِ نانوتوی۔	۱۲/-	ارمغانِ اہلِ دل۔	۲۲/-	اصولِ خزانے	۱/-	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں۔	۸/-
علاجِ غم	۲۲/-	سرکاری سودی قرضے۔	۱۳/-	معارف القرآن	۱۰۰۰/-	ہماری تباہی اور اس کا حل۔	۶/-
استاد شاگرد کے حقوق	۲/-	خلاصۂ تصوف۔	۲۲/-	فتاویٰ دار العلوم ۱۲ جلدیں۔	۱۰۰۰/-	اصلاحِ باطن کی اہمیت۔	۶/-
[illegible] وظیفے۔	۳/-	الفضل لحضرت شیخ الحدیث۔	۳/-	خطباتِ حکیم الاسلام	۱۰۰/-	اصلاحِ ظاہر و باطن۔	۲/-
معارفِ یعقوبی	۳/-	منثور الطیب عالی۔	۸/-	مجالسِ حکیم الاسلام خورد	۶۵/-	اصول الفلاح۔	۸/-
اسلامی نصاب	۱۳/-	آپ بیتی حضرت شیخ۔	۳۰/-	مجالسِ حکیم الاسلام کلاں	۱۲/-	پریشانیوں کا آسان حل۔	۲/-
اسلام کی تعلیماتِ اعتدال	۲۵/-	[illegible]	۲/-	اسلامی خطبات پانچ جلد	۱۰/-	اشرف الہدایات۔	۳/-
راحت القلوب	۱۰/-	ام الامراض۔	۱۸/-	اکابرِ دیوبند کیا تھے۔	۲۵/-	خصائصِ مومن۔	۱۵/-

ہر قسم کی اردو، ہندی زبانوں میں دینی، درسی، غیر درسی، علمی، اصلاحی کتابوں کا اعلیٰ مرکز ۔۔۔ کیلئے ایک بہترین مرکز
خصوصی رعایت: ۲۵ روپے سے ۱۰۰ روپے تک ۔۔۔ فیصد، ۵۰۰ روپے سے زائد ۔۔۔ فیصد کمیشن ہوگی

صدیقی کتاب گھر دیوبند ۲۴۷۵۵۴ (یوپی)

SIDDIQI KITAB GHAR DEOBAND - 247554 (UP)

نادیدہ حصار

رؤف اسلم آرائیں

دولت کے متلاشی ایک شخص کا عبرت انگیز قصہ جو کسی "الو" کو قابو میں لانا چاہتا تھا۔

میں اس وقت عمر کے اس دور میں ہوں جب سب کچھ بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔ ڈھنگ میں رنگ نہیں رہتے، پھولوں کی خوشبو اڑ جاتی ہے اور اداسی ہر طرف ڈیرے ڈال دیتی ہے۔ اس عمر میں بھلا جھوٹ بول کے مجھے کیا ملے گا؟ ستر سال کی عمر تو ایسی ہوتی ہے کہ انسان سود و زیاں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

یہ تمہید میں اس لئے باندھ رہا ہوں کہ آپ میری داستان کو جھوٹ نہ سمجھیں۔ اس داستان کا ایک ایک لفظ حقیقت پر مبنی ہے۔ آج تک میں نے اس خیال سے زبان بند رکھی کہ سننے والے اسے دیوانے کی بڑ سمجھتے، مجھ پر ہنستے۔

میری زندگی کی شام ہونے والی ہے۔ ہر لمحے یہی دھڑکا لگا رہتا ہے کہ نہ جانے کب فرشتۂ اجل نمودار ہو جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ مرنے سے پہلے اپنی پوتی پوتوں اور نواسی نواسوں کو اپنی زندگی کا وہ رخ دکھا دوں جو آج تک ان کی نظروں سے اوجھل ہے۔

میں شہر کانپور کا رہنے والا ہوں۔ میں نے ہوش سنبھالا تو اس دور کے عام مسلمانوں کی طرح ہمارا گھرانا بھی تنگ دستی کا شکار تھا۔ والد صاحب کی لکڑی کی چھوٹی سی ٹال تھی۔ اس زمانے میں کانپور کے زیادہ تر مسلمان لکڑی کا بزنس کرتے تھے۔ آج کل کی طرح اس دور میں تعمیرات کا زور نہیں تھا اس لئے [illegible] لکڑی فروخت ہوتی تھی جو جلانے کے کام آتی تھی یوں سمجھئے کہ جلانے کی ٹال میں عمارتی لکڑی بھی رکھی تھی مگر وہ شاذ و نادر ہی فروخت ہوتی تھی۔ وہ بھی کبھی کوئی اپنے مکان میں ترمیم یا اضافہ کرتا یا مرمت کراتا تو اس کی نوبت آتی تھی۔ بہرحال یونہی رو دھو کر گزارہ ہو رہا تھا اور حیرت کی بات یہ تھی کہ اللہ بخشے والد مرحوم اس پر بھی مطمئن تھے۔ وہ اٹھتے بیٹھتے یہی کہتے تھے کہ اللہ کا لاکھ احسان ہے کہ وہ عزت سے روزی دے رہا ہے۔ ورنہ لاکھوں خاندان ایسے ہیں جو پیٹ بھر کر کھانے کو بھی ترستے ہیں۔

مجھے ان کے خیالات سے اتفاق نہیں تھا۔ میں سوچتا تھا بے شمار خاندان ایسے بھی تو ہیں جن کے ملازمین بھی ہم سے لاکھ درجے اچھے ہیں۔ اچھا کھاتے ہیں اور اچھا پہنتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار میں والد صاحب کے سامنے نہیں کر سکتا تھا۔ اتنی ہمت ہی نہیں تھی۔

والد صاحب خود تو نہیں پڑھ سکے تھے مگر انہیں پڑھانے کا بہت شوق تھا اس لئے وہ ہم لوگوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔ محدود آمدنی میں تعلیم دلانا خاصا مشکل کام تھا۔ اس کے باوجود وہ ہم لوگوں کو تعلیم دلا رہے تھے۔ میں سب سے بڑا تھا مجھ سے چھوٹے دو بھائی صولت اور فرحت تھے۔ پھر ان سے چھوٹی ایک بہن تھی یوں ہمارا کنبہ چھ افراد پر مشتمل تھا۔

میں نے انہی حالات میں کسی نہ کسی طرح میٹرک کر لیا۔ والد صاحب اس دن بہت خوش تھے۔ اس موقع پر انہوں نے خاندان بھر کی دعوت کی تھی اس کے نتیجے میں وہ مقروض بھی ہو گئے مگر پورے خاندان میں ان کی واہ واہ ہو گئی۔ میں اپنے خاندان کا پہلا لڑکا تھا جس نے میٹرک پاس کیا تھا۔ پورے خاندان میں میری قابلیت اور ذہانت کے ڈنکے بجنے لگے۔

گھر کی عسرت اور تنگ دستی دیکھتے ہوئے میں نے ایک دن والد صاحب سے کہا: "ابا جی! اب میں کہیں کوئی نوکری کر کے آپ کا ہاتھ بٹاؤں گا۔"

انہوں نے گھور کر مجھے دیکھا اور درشت لہجے میں بولے: "تو ہوش میں تو ہے رفاقت! تو پڑھ لکھ کر نوکریاں کرے گا۔ ناک کٹوائے گا خاندان کی؟"

"مگر ابا جی! اس میں حرج ہی کیا ہے؟" میں نے کہا: "میں چاہتا ہوں کہ اب آپ کو بھی کچھ آرام ملے۔ مجھ...."

"رفاقت!" ابا جی نے میری بات کاٹ دی۔ "میں تجھے پڑھا لکھا کر ڈپٹی کلکٹر بنانا چاہتا ہوں۔ خبردار آئندہ ایسی بات مت کرنا۔"

"مگر ابا جی میں اکیلا تو پڑھنے والا نہیں ہوں۔ صولت اور فرحت بھی ہیں۔ دو سال بعد صولت بھی میٹرک کر لے گا پھر اس کی تعلیم کے اخراجات بھی بڑھ جائیں گے۔ کیا آپ اتنا بوجھ برداشت کر لیں گے؟"

"یہ تیرے سوچنے کی بات نہیں ہے رفاقت!" ابا جی نے عجیب لہجے میں کہا۔ "دو سال تو بہت ہوتے ہیں ہمارے حالات تو چھ مہینے کے اندر اندر بدل جائیں

گئے ....."

میں نے چونک کر انہیں دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔ میری ہمت نہ پڑی ان سے پوچھنے کی کہ ہمارے حالات کیسے بدل جائیں گے۔ مجھ سے اتنی زیادہ باتیں بھی انہوں نے نہ جانے کیسے کرلی تھیں، ورنہ عموماً وہ خاموش ہی رہتے تھے، تیوریاں ہر وقت چڑھی رہتی تھیں۔ یہ بھی شاید اس دور کے بزرگوں کا خاصہ تھا۔ وہ گھر میں گھستے تو اماں سمیت ہم بھی سہم جاتے تھے۔

میں الجھے ہوئے ذہن کے ساتھ وہاں سے اٹھا میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ صرف چھ مہینے میں ہمارے گھر کے حالات کیسے بدل جائیں گے؟ میں دیر تک اسی بات پر سر کھپاتا رہا، پھر یہ سوچ کر اس الجھن کو ذہن سے جھٹک دیا کہ شاید ابا جی نے مجھے ٹالنے کو یہ بات کہی ہے۔

اس واقعے کے ایک ہفتے بعد مجھے ایک اور دھچکا پہنچا۔ اماں نے مجھے بتایا کہ ابا جی ٹال بیچ رہے ہیں۔ میں سناٹے میں رہ گیا۔ چھوٹی سی وہ ٹال ہی تو ہماری روزی کا ذریعہ تھی۔ ابا جی روزی کے اس دروازے کو بھی بند کررہے تھے۔ میں نے اماں سے کہا "اماں! تم نے پوچھا نہیں کہ ٹال بک گئی تو گھر کا خرچ کیسے چلے گا، ہم کھائیں گے کہاں سے؟"

"یہ بات ان سے میں پوچھوں؟" اماں نے تلخ لہجے میں کہا۔ "آج تک انہوں نے کبھی میری کوئی بات سنی ہے؟"

"ٹھیک ہے اماں! پھر میں ہی بات کروں گا۔" میں نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ذرا سوچ سمجھ کر بات کرنا بیٹا!" اماں گھبرا گئیں۔ "صولت بیچارے نے صرف اتنا پوچھا تھا کہ آپ ٹال کیوں بیچ رہے ہیں تو انہوں نے سب لوگوں کے سامنے اس کے منہ پر طمانچہ مار دیا تھا۔"

"ابا جی چاہے مجھے بھی ماریں مگر میں ٹال نہیں بکنے دوں گا۔" یہ کہہ کر میں گھر سے نکل کر سیدھا بانس منڈی کی طرف چل دیا۔

ڈپٹی کے پڑاؤ سے گزرتے ہوئے میری نظر حلوائی کی دوکان پر پڑی جہاں گرم گرم جلیبیاں تلی جارہی تھیں۔ ابا جی جلیبیاں بہت شوق سے کھاتے تھے۔ میں نے ایک دونے میں گرم جلیبیاں لے لیں تاکہ ان کے ذریعے ابا جی کو رام کرسکوں۔

میں دوکان میں داخل ہوا تو ابا جی اکیلے نہیں تھے ان کے ساتھ ایک سادھو بھی بیٹھا تھا۔ اس کی بڑی بڑی جٹائیں شانوں پر بکھری ہوئی تھیں۔ گلے میں چھوٹی بڑی کئی مالائیں تھیں، کلائیوں میں لوہے کے کڑے تھے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں انگوٹھیاں تھیں۔ اس کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔ مجھے دیکھتے ہی وہ ابا سے بولا

"دیکھا میں نے کیا کہا تھا۔"

ابا جی کا منہ حیرت سے کھلا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا۔ "رفاقت بیٹا! اس دونے میں جلیبیاں ہیں؟"

"جی ہاں ابا جی!" میں نے جواب دیا۔

"ابھی ابھی سادھو مہاراج نے کہا تھا کہ تمہارا بیٹا جلیبیاں لے کر آرہا ہے"

مجھے ہنسی آگئی۔ وہ سادھو مہاراج کھڑکی کے بالکل سامنے بیٹھے تھے۔ شاید انہوں نے مجھے آتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ ظاہر ہے میرے ہاتھ میں دونا دیکھ کر وہ سمجھ گئے ہوں گے کہ اس میں جلیبیاں ہیں۔ یہ بات تو کوئی بھی بتا سکتا تھا۔" میں نے تحقیر آمیز انداز میں کہا۔ "واہ سادھو مہاراج واہ! آپ نے تو چمتکار دکھا دیا۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اس دونے میں جلیبیاں ہیں؟"

میرے طنز کو شاید سادھو نے محسوس کرلیا۔ وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور گرج کر بولا۔ "ہماری ہنسی اڑاتا ہے بالکے! تو نے یہ جلیبیاں ڈپٹی کے پڑاؤ سے دو پیسے میں رگھو رام حلوائی کی دوکان سے نہیں خریدیں؟"

میں خاموش کھڑا رہا مگر دل میں سوچا کہ یہ بھی کوئی ایسی بات نہیں۔ گھر سے آتے ہوئے ڈپٹی کا پڑاؤ راستے میں پڑتا تھا اور رگھو رام اس بازار کا مشہور حلوائی تھا۔

"اچھا تو سوچ رہا ہے کہ میں اندازے سے بتا رہا ہوں۔" سادھو کی بات سن کر پہلی دفعہ میں چونکا۔ اس نے میرا ذہن پڑھ لیا تھا۔ پھر وہ آہستہ سے بولا۔ "بالکے! مجھے تو کسی ہے کہ تو نے جلیبیاں ہی خریدی ہیں؟"

"اس میں کوئی بھی شک ہے کیا؟" میں نے کہا۔

"اچھا ذرا یہ دونا کھول۔ میں بھی تو دیکھوں تو کیسی جلیبی لایا ہے۔"

میں نے دونے پر ڈھکا ہوا پتا ہٹایا تو اچھل پڑا۔ اس میں جلیبیوں کے بجائے لڈو تھے۔ رگھو رام نے میری آنکھوں کے سامنے اس دونے میں جلیبیاں ڈالی تھیں، پھر وہ جلیبیاں کہاں گئیں؟ میں حیرت سے کبھی سادھو کو دیکھ رہا تھا کبھی لڈوؤں سے بھرے ہوئے دونے کو!

"کیا بات ہے رفاقت!" ابا جی نے کہا۔ "تیری طبیعت تو ٹھیک ہے؟"

"میں ٹھیک ہوں ابا جی!" میں نے بمشکل کہا اور دھم سے تخت پر ڈھے گیا۔

سادھو کے چہرے پر عجیب تضحیک آمیز تبسم تھا۔

"پریشان کیوں ہوتا ہے بالکے!" سادھو نے ہنس کر کہا۔ "اپنے باپ کو جلیبی کھلا، یہ بہت شوق سے کھاتا ہے۔"

سادھو کی بات سنتے ہی ابا جی نے دونا مجھ سے لے لیا اور ہنس کر بولے۔ "واہ بیٹا دل خوش کردیا! رگھو کی دکان سے لایا ہے؟"

میری نظر اب تک سادھو مہاراج پر جمی ہوئی تھی۔ ابا جی کی بات سن کر میں نے ان کی طرف دیکھا تو بے ہوش ہوتے ہوتے بچا۔ ان کے ہاتھ میں جلیبی تھی۔ میں نے جلدی سے پوچھا۔ "ابا... جی... یہ جلیبی کہاں سے آئی؟"

"کہاں سے آئی؟" ابا جی نے حیرت سے میری بات دہرائی۔ "ارے تو خود ہی تو لے کر آیا ہے۔"

"بالکے!" سادھو نے گمبھیر لہجے میں کہا۔ "اب کسی سادھو پر شک مت کرنا ورنہ جیون بھر پچھتاؤ گے۔" یہ کہہ کر سادھو مہاراج اپنی جگہ سے اٹھے اور کڑے کھنکاتے اور زنجیریں کھڑکاتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔

میرا ذہن بری طرح الجھ کر رہ گیا تھا۔ میں اسی الجھن میں یہ بھی بھول گیا کہ یہاں آیا کیوں تھا۔ ابا جی بڑے غور سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ مجھے پریشان دیکھ کر بولے۔ "کیا بات ہے رفاقت! اتنا پریشان کیوں ہے"

میں نے انہیں جلیبیوں کے لڈو بننے، پھر دوبارہ جلیبیوں میں تبدیل ہونے کا واقعہ بتایا اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ میں نے دل ہی دل میں سادھو مہاراج کا مذاق اڑایا تھا۔

ابا جی کا رویہ ایک دم تبدیل ہوگیا۔ انہوں نے جلیبیوں کا دونا دیوار سے دے مارا اور چیخ کر بولے۔ "رنج ہوجایاں سے تو نے سادھو مہاراج کو ناراض کردیا بدبخت! اتنی مشکل سے تو وہ میری مدد کرنے پر آمادہ ہوئے تھے۔ تو یہاں آیا ہی کیوں تھا؟"

ابا جی کا غصہ بڑھتا جارہا تھا۔ "میں نے تجھ سے کہا بھی تھا کہ آئندہ دکان پر مت آنا۔"

"ابا جی... وہ... میں... آپ..."

"کیا بکواس کررہا ہے؟" ابا جی بھڑک کر بولے۔

"جانے بھی دو شرافت علی! بچہ ہے" اچانک سادھو مہاراج کی آواز سنائی دی۔ وہ نہ جانے کس وقت دوبارہ آگئے تھے۔ "بالکوں کے من میں ایسے خیال آہی جاتے ہیں۔"

"مگر مہاراج..."

"چھوڑو شرافت علی!" سادھو مہاراج نے کہا "تم بھی پوچھ رہے ہو ناکہ یہ یہاں کیوں آیا تھا؟ یہ تم سے یہ پوچھنے آیا تھا کہ تم دوکان کیوں بیچ رہے ہو؟ جوان بیٹا ہے، پوچھنے کا حق تو رکھتا ہے نا! اسے بتاؤ کہ دکان تم نے کیوں بیچ دی۔"

میں سناٹے میں رہ گیا۔ گویا ابا جی نے دکان بیچ دی تھی۔ اب کچھ کہنا سننا بے کار تھا۔ میں اٹھا اور بغیر کچھ کہے باہر کی طرف چل دیا۔ میں نے فیصلہ کرلیا تھا کہ اب پڑھنے کی بجائے نوکری کروں گا۔

شام کو ابا جی گھر پہنچے تو سادھو مہاراج بھی ان کے ساتھ تھے۔ میں اس سادھو کی پراسرار قوتوں سے خائف تو تھا مگر مجھے اس سے نفرت ہوتی جارہی تھی۔ ابا جی نے کھانا بھی مردان خانے میں کھایا۔ اسی دوران میں وہ دو ایک دفعہ اندر بھی آئے مگر میں نے ان سے کوئی بات نہ کی۔ ان کے انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہ رہے ہیں مگر کہہ نہیں پا رہے ہیں۔

رات کو جب میں سونے کیلئے لیٹا تو ابا جی میرے کمرے میں آگئے۔ میں احتراماً اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ میرے پلنگ پر بیٹھ گئے اور دھیمے لہجے میں بولے۔ "رفاقت بیٹا! تو مجھ سے کیا پوچھنا چاہتا تھا ناکہ میں نے دکان کیوں بیچ دی؟"

"وہ آپ کی چیز تھی ابا جی!" میں نے آہستہ سے کہا۔ "میں بھلا کیوں پوچھوں گا؟ ویسے بھی اب میں جوان ہوگیا ہوں کب تک آپ پر بوجھ بنا رہوں گا۔ بلکہ اب تو میرا فرض ہے کہ..."

"رفاقت!" ابا جی شکستہ لہجے میں بولے۔ "مجھے مزید شرمندہ مت کر بیٹا۔ میں نے یہ سب تم ہی لوگوں کیلئے کیا ہے۔ غور سے میری بات سن!" ابا جی سرگوشی میں بولے۔ "میں سادھو مہاراج کے کہنے پر دولت کی دیوی کو قابو میں کرنے کیلئے ایک جاپ شروع کررہا ہوں۔ اس کیلئے مجھے کم از کم تین ہزار روپے کی ضرورت تھی۔ اتنی بڑی رقم میں کہاں سے لاتا؟ اس لئے میں نے دکان بیچ دی۔ چند دنوں کی بات ہے پھر اتنی دولت ہوگی کہ تم لوگوں سے سنبھالے نہیں سنبھلے گی۔"

میں حیرت سے ابا جی کا چہرہ تک رہا تھا۔ مجھے لگ رہا تھا کہ ان کا ذہنی توازن بگڑ گیا ہے۔ کوئی ہوشمند آدمی ایسی باتیں نہیں کرسکتا تھا۔

"مجھے اس طرح مت دیکھ رفاقت!" ابا جی نے کہا۔ "تمہارا خیال شاید یہ ہے کہ میں پاگل ہوگیا ہوں، بہکی بہکی باتیں کررہا ہوں۔ میں ہوش و حواس میں ہوں بیٹا اور میں نے یہ فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے۔" پھر وہ سانس لینے کو رکے اور ذرا توقف کے بعد بولے "میں کل سادھو مہاراج کے ساتھ بنارس جا رہا ہوں۔"

"بنارس جارہے ہیں؟" میں نے چونک کر پوچھا۔

"مگر ابا جی..."

"میری بات غور سے سن رفاقت!" ابا جی نے اسی سنجیدگی سے کہا۔ "ممکن ہے مجھے وہاں دو مہینے لگ جائیں، ممکن ہے چار مہینے لگ جائیں، چھ مہینے بھی لگ سکتے ہیں مگر جب میں واپس آؤں گا تو ہمارے سارے دلدر دور ہو جائیں گے۔ تم اپنی ماں اور بہن بھائی کا خیال رکھنا۔" یہ کہہ کر انہوں نے جیب سے کچھ روپے نکال کر مجھے دیتے ہوئے بولے۔ "اور اب کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے تمہاری ماں کو بھی کچھ نہیں بتایا۔ وہ صرف یہ جانتی ہے کہ میں کسی نئے کاروبار کیلئے بمبئی جارہا ہوں۔"

مجھے حیرت ہورہی تھی کہ ابا جی کو اس عمر میں بھلا یہ کیا سوجھی۔ پھر مجھے خیال آیا کہ کہیں یہ اس سادھو مہاراج کی کوئی چال نہ ہو۔ وہ ابا جی سے پیسے بٹورنا چاہتا ہو۔ مگر میں بھلا کر بھی کیا سکتا تھا۔ ابا جی پر تو گویا جنون سوار تھا دولت مند بننے کا۔ اس سے زیادہ حیرت مجھے اس بات پر تھی کہ ابا جی ایسا راسخ العقیدہ مسلمان ان دیوی دیوتاؤں کے چکر میں کیسے پڑ گیا؟ وہ تو کسی بھی حال میں نماز ترک نہیں کرتے تھے۔

دوسرے دن ابا جی نے تیاری کی اور بنارس کیلئے روانہ ہوگئے۔ میں ان کی لاعلمی میں ان کا پیچھا کرنا چاہتا تھا مگر پھر یہ سوچ کر رک گیا کہ ان کی غیر موجودگی میں مجھی کو گھر کی ذمہ داریاں پوری کرنا تھیں۔

اس رات گرمی کچھ زیادہ تھی اس لئے میں نے اپنا پلنگ دالان میں اس جگہ ڈال لیا جہاں ابا جی سوتے تھے۔ رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا کہ اچانک میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے غور کیا تو احساس ہوا کہ آنکھ کھلنے کا سبب گھنگھروؤں کی جھنکار تھی۔ چھم چھم چھم کوئی بہت نرم قدموں سے چل رہا تھا۔ میں چونک کے اٹھ بیٹھا۔ پھر مجھے مکان کے وسیع و عریض صحن میں ایک ہیولا سا دکھائی دیا۔ چاند کی روپہلی کرنیں پھیلی تھیں۔ اس لئے میں واضح طور پر دیکھ سکتا تھا کہ وہ کوئی عورت ہے۔ چھم چھم کی آواز واضح ہوتی جارہی تھی۔ وہ عورت آہستہ آہستہ میری طرف بڑھ رہی تھی۔ میں قطعاً بزدل نہیں ہوں مگر اس لمحے میری جگہ کوئی بھی ہوتا تو سہم جاتا۔ گھبراہٹ کے مارے میرا سارا جسم پسینے میں شرابور ہوگیا۔ اماں اور دوسرے لوگ صحن کے دوسری طرف دالان میں سو رہے تھے۔ ابا جی ہمیشہ سب سے الگ تھلگ رہتے تھے اسی لئے انہوں نے لیٹنے بیٹھنے کیلئے دالان کا وہ حصہ منتخب کیا تھا جو پورے مکان سے بالکل الگ تھلگ تھا۔ میری سمجھ میں آج تک نہیں آیا کہ اس زمانے کے بزرگ گھر میں گھستے

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

بھی تیموں ان کی مجبوری بڑھا لیتے تھے اور گھر کے بقیہ افراد الگ تھلگ کیوں رہتے تھے!

گھنگھروؤں کی آواز بجائے بالکل نزدیک آ کر تھم گئی۔ میں نے دیکھا، وہ کوئی عورت تھی۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ عورت کون ہے اور رات کے اس پہر ہمارے گھر میں کیسے آ گئی! عورت نے عجیب سی مشتاق ہوئی آواز میں کہا: "بھوگ دے مایا لے۔ بھوگ دے مایا لے۔"

میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے ذرا سر اٹھا کے پوچھا۔ "کون ہو تم اور یہ کیا بکواس کر رہی ہو!" اس لئے کہ اپنی آواز خود اجنبی لگ رہی تھی۔

وہ جواب میں مکروہ انداز میں ہنسنے لگی، پھر بولی "اب باپ کی جگہ تو نے سنبھال لی ہے۔"

"تم ہو کون؟" میں نے ہمت کر کے اپنا سوال دہرایا۔

"میں مایا ہوں" اس نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ "مجھے تیری بھینٹ چاہئے۔" اس نے دانت نکوسے "مگر جب تک تیرا باپ خود اس بات کی اجازت نہیں دے گا، میں تیری بھینٹ سویکار نہیں کر سکتی۔" وہ پھر سنناکر بولی۔ "کہاں ہے تیرا باپ!"

"وہ... بنارس گئے ہیں۔" میں نے گھبرا کر جواب دیا۔ اس کی ایک بات بھی میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

"بنارس گیا ہے!" وہ چونک کر بولی۔ "وہ مجھے لوٹ کسی اور کے حاصل کرنا چاہتا ہے!" دیکھتے ہی دیکھتے اس کا روپ بدل گیا۔ اب میرے سامنے ایک حسین صورت عورت کے بجائے مکروہ صورت کی ایک خوفناک بڑھیا کھڑی تھی جس کے بڑے بڑے دانت ہونٹوں سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ "میں اسے چھوڑوں گی نہیں!" اس نے خوفناک آواز میں کہا۔

میری گھگھی بندھ گئی۔ میں بری طرح کانپنے لگا، پھر مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔ بس اتنا یاد ہے کہ میں زور زور سے چیخ کر کچھ کہہ رہا تھا۔

مجھے ہوش آیا تو اماں اور بھائی بہن میرے ارد گرد بیٹھے تھے۔ دائیں طرف ایک مونڈھے پر مسجد کے مولوی صاحب بھی بیٹھے تھے۔ مجھے ہوش میں آتا دیکھ کر اماں بے اختیار بولیں۔ "یا اللہ تیرا شکر ہے۔"

"مجھے کیا ہو گیا تھا اماں؟" میں نے انہی ان سے سوال کر دیا۔

"تم سوتے میں ڈر گئے تھے شاید۔" اماں نے جواب دیا۔

میں نے مولوی صاحب کی طرف دیکھا۔ وہ منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ رہے تھے۔ پھر انہوں نے پانی کا کٹورا اٹھا کر اس پر دم کیا اور کٹورا میری طرف بڑھاتے ہوئے بولے "رفاقت میاں یہ پانی پی لو۔"

مجھے پیاس بھی محسوس ہو رہی تھی۔ میں نے ایک سانس میں پورا کٹورا خالی کر دیا۔

"میاں پانی ٹھہر ٹھہر کر اور تین سانس میں پینا چاہئے۔" مولوی صاحب نے نرم لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

ان کے جانے کے بعد ماموں جان آ گئے۔ وہ بھی کافی دیر سے باہر گئے ہوئے تھے اور ابھی ابھی پہنچے تھے۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے یار شرافت! یہ لڑکیوں کی طرح تم نیند میں ڈرنے کیسے لگے؟"

"میں نیند میں نہیں تھا ماموں جان!" میں نے جواب دیا۔ "میں نے اس عورت کو جاگتی آنکھوں سے دیکھا تھا۔"

"عورت کو؟" اماں چونک کر بولیں۔ "کیسی تھی وہ عورت؟" ان کی آواز میں لرزش تھی اور چہرہ دھلے ہوئے لٹھے کی طرح سفید ہو رہا تھا۔

"ہاں اماں! وہ کوئی عورت تھی۔ دبلی پتلی اور خوب صورت سی ہندو عورت!" میں نے اس کا حلیہ بیان کرتے ہوئے کہا۔ "اس کے جسم پر ایسا لباس تھا جیسے قدیم زمانے میں ہندو عورتیں پہنتی تھیں۔ ماتھے پر بندیا بھی تھی۔ وہ مجھ سے کہہ رہی تھی کہ بھوگ دے مایا لے۔"

میں نے بولتے بولتے اماں کی طرف دیکھا۔ ان کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی بھی لمحے بے ہوش ہو جائیں گی۔ انہوں نے بے بسی سے ماموں جان کی طرف دیکھا اور وحشت زدہ لہجے میں بولیں۔

"اب تو کچھ کیجئے بھائی جان! میں پچھلے تین برس سے آپ کی خوشامد کر رہی ہوں مگر آپ ہیں کہ کچھ کرتے ہی نہیں۔"

"میرا اس خیال ہے کہ تم خوامخواہ پریشان ہو رہی ہو۔ ویسے ابھی اس نے شرافت بھائی کو کچھ کہا تھا کہ نہیں اس سلسلے میں کچھ نہ بتاؤں۔ وہ دراصل لالچ میں آ گیا اور خزانہ..."

"بھاڑ میں گیا خزانہ!" اماں تڑپ کر بولیں۔ "آپ کو اللہ کا واسطہ کچھ کیجئے بھائی جان! ہمیں اس عذاب سے نجات دلائیے۔"

"تم ٹھیک کہتی ہو۔" ماموں جان نے کہا۔ "یہ خزانہ بچے کی جان سے بڑھ کر نہیں ہے۔ میں آج ہی پیر صاحب سے ملتا، مگر وہ چلے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ پرسوں سے پہلے حجرے سے باہر نہیں آئیں گے۔" پھر ماموں جان اماں کو تسلیاں دیتے ہوئے رخصت ہو گئے۔

میری سمجھ میں یہ نہیں آیا تھا کہ آخر یہ مسئلہ کیا ہے۔ اماں کے انداز سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ بھی اس سلسلے میں بہت کچھ جانتی ہیں۔ مگر مجھ سے چھپا رہی ہیں۔ میں نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ میں اماں سے ہر صورت میں پوچھوں گا کہ یہ سب ہے کیا؟

اماں بھی کمرے سے چلی گئیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ میرے لئے دودھ لے آئیں۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "اماں! تم نے تو مجھے واقعی مریض بنا دیا۔"

"خاموشی سے پی جا۔" اماں نے کہا۔

"مجھے ایک بات بتاؤ اماں!" میں نے دودھ کا کٹورا لیتے ہوئے کہا۔ "یہ سب کیا ہے؟ مجھ سے تم کیا چھپا رہی ہو؟ مجھے بتاؤ اماں! تمہیں میری قسم۔"

اماں نے بے بسی سے میری طرف دیکھا اور طویل سانس لے کر بولیں۔ "تو شاید میرا مذاق اڑائے گا، مجھ پر ہنسے گا، مگر اب تو نے قسم دے دی ہے تو میں تجھے ضرور بتاؤں گی۔" وہ سانس لینے کو رکیں، پھر بولیں۔

"اس گھر میں کہیں خزانہ دفن ہے۔ وہ عورت جو تم نے دیکھی، وہ کوئی جیتی جاگتی عورت نہیں ہے بلکہ اس خزانے کی رکھوالی ہے۔ ایک خاص مدت کے بعد وہ خزانے کی حفاظت سے بیزار ہو جاتی ہے تو اسے چھوڑنا چاہتی ہے مگر اس کیلئے اسے انسانی خون کی ضرورت پڑتی ہے۔ پہلوٹی کے بچے کے خون کی ضرورت!" اماں کی آواز لرزنے لگی۔ "وہ رات میں آ کر یہی آواز لگاتی ہے! بھوگ دے مایا لے۔ مگر ماں یا باپ کی اجازت کے بغیر وہ یہ بھینٹ قبول نہیں کرتی ہے۔"

مجھے بے اختیار ہنسی آ گئی اور میں نے کہا۔ "اماں تم بھی کیا بچپن والی کہانی سنا رہی ہو۔ مجھے! تم تہجد گزار

ہو۔ ان خرافات پر یقین رکھتی ہو تم؟"

"کیا تو نے رات اس عورت کو نہیں دیکھا؟" اماں نے کھوئے لہجے میں کہا۔ "کیا تو نے اس کی آواز نہیں سنی؟"

ان کی اس بات کا میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ میں خاموشی سے ان کی شکل دیکھتا رہا۔

"بس اب مجھ سے کچھ مت پوچھنا۔" اماں نے کہا۔ "پہلے مجھے بھی یقین نہیں تھا مگر جب میں نے اس عورت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تو ان باتوں پر یقین کرتے ہی بنی جو ہندو بابا کے بیٹے میں کرتے ہیں۔"

"تو اماں! ابا جی تو بنارس گئے ہیں اس سلسلے میں ہیں؟" روانی میں میرے منہ سے نکل گیا۔ حالانکہ ابا جی نے سختی سے منع کیا تھا کہ کسی کو اس سلسلے میں کچھ نہ بتانا۔

"تیرے ابا بنارس گئے ہیں!" اماں گھبرا کر کھڑی ہو گئیں۔ "الٰہی خیر!" وہ بری طرح گھبرا گئی تھیں۔

میں انہیں یہ بتا کے پچھتا رہا تھا۔

پھر کئی دن یونہی گزر گئے۔ وہ عورت اس دن کے بعد مجھے دکھائی نہیں دی۔

اماں البتہ اس دوران میں بہت بدحواس رہیں۔ روز شام کو ماموں جان بھی آ جاتے تھے۔ ان دنوں میرا باہر نکلنا بند ہو گیا تھا۔ اماں ہر وقت مجھے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا چاہتی تھیں۔ میں اس قید سے بہت پریشان تھا۔

ایک دن شام کو ماموں جان آئے تو مجھ سے بولے "رفاقت میاں! میں نے پیر صاحب سے تمہارے بارے میں بات کی تھی۔ آج میں تمہیں ان کے پاس لے جاؤں گا۔"

میں تیار ہو کر ان کے ساتھ پیر صاحب کے آستانے پر پہنچا۔ پیر صاحب پرانی طرز کی ایک حویلی میں رہتے تھے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو پیر صاحب کے بے شمار معتقدین اور سائل اپنی باری کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ ماموں جان شاید ان کے مرید خاص تھے اس لئے جلد ہی ہماری باری آ گئی۔

میں نے پیر سید آفتاب نقش بندی کو دیکھا تو دیکھتا رہ گیا۔ ان کے چہرے پر نور کا ایک ہالہ سا تھا۔ آنکھوں میں ایسی مقناطیسی کشش تھی کہ مخاطب مسحور ہو جاتا تھا۔ وہ سفید براق کپڑوں میں ملبوس تھے۔ سر پر عمامہ بھی سفید تھا۔ انہوں نے شفقت سے میرے سر پر ہاتھ پھیرا

میرا اور بغور دیکھتے رہے کچھ پڑھتے رہے۔ پھر انہوں نے مجھے گلے سے لگا کر ایک تعویذ دیا اور مسکراتے ہوئے لہجے میں بولے۔ "رفاقت میاں! ہم نے تمہارے گرد حصار کھینچ دیا ہے۔ اب کوئی شیطانی قوت تمہیں گزند نہیں پہنچا سکتی۔ اس تعویذ کی حفاظت کرنا اور اسے ہمیشہ پہنے رہنا۔ اگر خدانخواستہ کوئی مشکل ہو تو آنکھیں بند کر کے ہمارا تصور کر لینا۔"

میری زبان گنگ ہو کر رہ گئی تھی۔ میں نے انہیں سلام کیا اور ماموں جان کی تقلید میں ان کی طرف پیٹھ کرنے کی بجائے الٹے قدموں چلتا ہوا دروازے تک پہنچا اور باہر نکل گیا۔

ماموں جان نے باہر نکل کر کہا۔ "تمہاری تو عاقبت بھی سنور گئی اور دنیا بھی! پیر صاحب کسی کسی پر اتنے مہربان ہوتے ہیں۔"

میں گھر پہنچا تو معلوم ہوا ابا جی واپس آ گئے ہیں۔ سادھو مہاراج بھی ان کے ساتھ ہی بنارس سے آئے ہوئے تھے۔ ابا جی کچھ پوچھنے کی جرأت ہی نہیں تھی اس لئے میں خاموش رہا۔

ابا جی نے مجھ سے زیادہ بات نہیں کی۔

رات ہوئی تو ابا جان نے مجھ سے کہا۔ "رفاقت بیٹے! شاید اب وہ مخصوص جاپ کرنے جا رہا ہوں۔ تم رات کے اس حصے میں کسی کو آنے مت دینا۔" پھر وہ کچھ سوچ کر بولے۔ "میں حصار کھینچ کر بیٹھوں گا۔ جب تک دوسرے دن سادھو مہاراج جاپ کرتے رہیں تم کسی کو ادھر آنے مت دینا۔"

"اچھا ابا جی۔"

"اگر کچھ نہیں جیسا کہا جا رہا ہے ویسا کرو۔"

رات کے ٹھیک بارہ بجے ابا جی نے اور سادھو مہاراج نے حصار کھینچا اور بیٹھ کر جاپ کرنے لگے۔ گھر کے دوسرے افراد اس وقت گہری نیند سو رہے تھے۔ ابا جی نے تیزی سے جاپ شروع کر دیا۔ میرا دل اس بری طرح دھڑک رہا تھا گویا پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔

اچانک مجھے گھنگھروؤں کی چھن چھن سنائی دی۔ میں بدحواس ہو کر دالان کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر اندھیرے میں سے وہی عورت نمودار ہوئی مگر اس کے چہرے پر اذیت کے آثار تھے۔ اس نے چیخ کر کہا۔ "شرافت علی بار آ جا، بھوگ دے مایا لے۔"

ابا جی نے اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے تیزی سے جاپ پڑھنا شروع کیا۔ عورت نے اچانک دلدوز چیخ ماری اور پیچھے ہٹ گئی۔ اس کا روپ بدل گیا۔ اب میرے سامنے نازک خوبصورت عورت کی بجائے ایک حد درجہ مہیب والی عورت کھڑی تھی۔ اس کے بال جھاڑ جھنکاڑ کی طرح الجھے ہوئے تھے۔ لمبے لمبے دانت باہر نکلے ہوئے تھے اور آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔ دالان میں ایسی بو پھیلی ہوئی تھی کہ سانس لینا مشکل تھا۔

اچانک عورت نے چیخ کر کہا۔ "دھیر بابا، آج شرافت علی میں تمہارے پورے خاندان کو ختم کر دوں گی۔" ابا جی نے کوئی جواب نہیں دیا۔

اچانک عورت اچانک مڑی اور جھپٹتی ہوئی میری طرف دوڑی۔ اس لمحے میں بالکل بھول گیا کہ پیر صاحب نے میرے گرد حصار کھینچ رکھا ہے اور میرے گلے میں ان کا دیا ہوا تعویذ بھی ہے۔ میں دہشت زدہ ہو کر چیخا۔ "ابا جی!"

میری چیخ سن کر ابا جی تڑپ کر دائرے سے باہر نکل آئے۔ اچانک عورت نے سانپ کی طرح بل کھایا اور ایک زقند لگا کر ابا جی تک پہنچ گئی۔ پھر جو کچھ ہوا وہ آج تک میرے ذہن میں نقش ہے۔ اس نے ایک جھٹکے میں ابا جی کی جان لے لی، پھر چھناکے سے جیسے اندر زلزلہ آ گیا۔ شدید گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دالان سے کئی دیگیں برآمد ہو گئیں۔

سادھو مہاراج زور زور سے جاپ کرنے لگے۔ عورت نے زوردار چیخ ماری اور اندھیرے میں کہیں گم ہو گئی۔

پھر مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ مکان کے اندرونی حصے سے کوئی بھاگتا ہوا میری طرف آ رہا تھا۔ وہ اماں تھیں۔ ان کے پیچھے میرے دونوں بھائی اور بہنیں بھی تھیں۔ پھر میں اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔

اس کے بعد بے تحاشا دولت مجھے ملی۔ اتنی دولت کہ میری سات پشتیں بھی بیٹھ کر کھائیں تو ختم نہ ہو۔ مگر میں نے آپ کو کہانی کا آخری حصہ نہیں سنایا۔ وہ بھیانک عورت اماں، میرے دونوں بھائیوں اور بہن کو ہلاک کر گئی تھی۔ میں صرف اس لئے بچ گیا کہ میرے گرد پیر صاحب کا تیار کردہ حصار اور ان کا دیا ہوا تعویذ تھا۔ وہ تعویذ آج بھی میرے گلے میں پڑا ہوا ہے مگر اس دولت کو پا کر مجھے ذرہ برابر خوشی نہیں ہوئی۔ میں نے اسے اللہ کی راہ میں دونوں ہاتھوں سے لٹایا اور آج بھی لٹا رہا ہوں۔ مگر کسی کی دولت نہ ایسی کار ساز میں ایسی چیز کا گمان ختم ہو جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ اپنے پیر کی کہانی کو یقین کیا اس نے۔ ... حق مغفرت کرے

اوورکوٹ

ایس آر ڈی سمتھ ——— ترجمہ ایل ایم شاہد

مجھے پرانے کھنڈروں اور محلوں کو دیکھنے کا شوق رہا ہے۔ ایک دن اسی شوق کے تحت میں نے سائیکل پر ۹۰ میل کا سفر کرنے کا ارادہ کیا۔ چلتے چلتے میں ایک جنگل میں داخل ہوا۔ راستے میں طوفان اور بارش نے گھیر لیا۔ میں اوپر سے نیچے تک بھیگ گیا تھا۔ بھوک بھی بری طرح ستانے لگی تھی۔ اچانک سائیکل کا پچھلا ٹائر پھٹ گیا۔ اب میں گھنے جنگل میں پیدل اپنی سائیکل کھینچتا ہوا جا رہا تھا۔

ایک بل کھاتی ہوئی پگڈنڈی کے موڑ پر ایک عالیشان عمارت نظر آئی۔ چھوٹے چھوٹے درختوں سے گھری ہوئی یہ عمارت بڑی اداس لگ رہی تھی۔ نہ جانے کیوں مجھ جیسے پریشان حال کو اس عمارت کو دیکھ کر کوئی خوشی نہیں ہوئی۔

مجھے تو خوش ہونا چاہیے تھا کیونکہ اس ویران علاقے میں ایک عمارت نظر آئی تھی۔ کم از کم طوفان اور بارش سے بچ تو سکوں گا اور کچھ دیر آرام کرنے کا موقع مل جائے گا۔ ممکن ہے بھوک مٹانے کا بھی کوئی بندوبست ہو جائے۔ یہ سوچ کر میں تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عمارت کی طرف چل پڑا۔ تقریباً دو سو قدم چل کر میں عمارت کے پھاٹک تک آ پہنچا۔ پھاٹک کے پاس چوکیدار کی کوٹھری تھی مگر اس کوٹھری پر کوئی چھت نہیں تھی۔ دیوار گری ہوئی نظر آ رہی تھی۔ کوٹھری کے دروازے بھی گل سڑ گئے تھے اس سے پتہ چلتا تھا کہ عمارت خالی تھی۔

مجھے ناامیدی تو ہوئی پھر بھی دھیرے دھیرے سائیکل کو گھسیٹتا ہوا عمارت کے پورچ تک پہنچا۔ عمارت قدیم زمانے کی تھی۔ پورچ پر بیلیں چڑھ کر بے تحاشا پھیل گئی تھیں۔ شاید کسی زمانے میں کسی بڑے شوقین مزاج آدمی نے خوبصورتی بڑھانے کیلئے لگوائی تھیں۔ دیوار پر ہو بہو جیسے ایک شیر کا مجسمہ بنا ہوا تھا۔ ایک تلوار بھی بنی ہوئی تھی۔ پورچ کے ارد گرد دو توپیں رکھی ہوئی تھیں۔ پتہ چلتا تھا کہ عمارت کا مالک اونچی حیثیت کا مالک رہا ہوگا۔ پورچ کے اندر چار سیڑھیاں تھیں ——— اور سیڑھیوں کے بعد سامنے کا برآمدہ اور اس برآمدے کے بعد عمارت کا خاص بڑا دروازہ۔ اس دروازے کے بازو میں دو کھڑکیاں تھیں جنہیں لکڑی کے تختے سے جڑ دیا گیا تھا۔ یہ ثبوت تھا کہ عمارت عرصے سے خالی پڑی ہے۔

میں نے عمارت میں گھسنے کیلئے بڑے دروازے کو دھکا دیا۔ جب ہاتھ کے دھکے سے کام نہیں چلا تو کندھے سے دھکا دیا۔ دونوں پٹ اندر کی طرف کھل گئے

کمرے کے اندر داخل ہوتے ہی میری ناک میں اندر کی باسی ہوا اور اس ہوا کے ساتھ پرانے دسترخوانوں، پرانے قالین اور پرانے جوتوں کی بدبو سما گئی۔ کسی پرانی اور ویران عمارت میں داخل ہونے پر جیسا خوف طاری ہوتا ہے کچھ اسی طرح کا خوف مجھ پر طاری ہو گیا۔

میں تھوڑی دیر سہما ہوا کھڑا رہا۔ میں اس وقت عمارت کے بڑے ہال میں تھا۔ میرے سامنے پتھر کی زینہ نما سیڑھی تھی۔ اور سیڑھی جہاں ختم ہوتی تھی وہاں دیوار میں ایک کھڑکی تھی۔ جس کا شیشہ مکڑی کے جالوں اور دھول کی موٹی تہہ کی وجہ سے دھندلا ہو گیا تھا۔ میں سیڑھی چڑھ گیا اور اوپر پہنچ کر جو پہلا دروازہ نظر آیا اسے دھکے سے کھول کر اندر داخل ہوا۔ یہ ایک بڑا کمرہ تھا۔ جو بہت خوبصورتی سے سجا ہوا تھا۔ بہت عرصے دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے کمرے کی حالت ٹھیک نہ تھی۔ پھر بھی یہ سمجھنا مشکل نہ تھا کہ یہ اس عمارت کا خاص کمرہ تھا۔ کھڑکیوں پر لگے ہوئے قیمتی پردے پھٹ کر چیتھڑا ہو گئے تھے۔ ایک طرف کی دیوار کا پلستر سیلن کے باعث گل کر اکھڑ گیا تھا۔ کمرے میں میز اور کرسیوں پر دھول نہیں بلکہ ہری کائی جمی ہوئی تھی۔ اور فرش پر بچھے ہوئے خوبصورت اور بیش قیمت ایرانی قالین کے نصف سے زیادہ حصے پر اسی قسم کی چیز جمی ہوئی تھی۔

سامنے کی دیوار میں مینٹل پیس کے نیچے کمرہ گرم کرنے والی انگیٹھی دیکھ کر مجھے ایک بات سوجھی۔ اگر کہیں سے لکڑی کا انتظام ہو جائے تو اس انگیٹھی میں آگ جلا کر اپنے کپڑے بھی سکھا سکتا ہوں اور چائے جیسی کوئی گرم چیز پینے کیلئے تیار کر سکتا ہوں۔ میری سائیکل کی سفری ٹوکری میں چائے وغیرہ کا سامان رکھا تھا۔

ادھر ادھر کچھ لکڑیاں تلاش کرکے میں کمرے میں داخل ہو رہا تھا کہ نہ جانے کیوں میرے قدم دہلیز پر رک گئے۔ ایسا لگا گویا میرے پیر مجھے آگے لے جانے سے انکار کر رہے ہوں۔ جیسے کوئی چیز مجھے لوٹ جانے اور عمارت سے باہر چلے جانے کا اشارہ کر رہی ہو۔ میں خوفزدہ حالت میں کھڑا تھا۔ لکڑیاں وہیں ڈال دیں۔ نہ جانے کیوں مجھے اس عمارت کا ماحول ڈراؤنا لگ رہا تھا۔ کمرے میں ہر چیز ویسی ہی تھی جیسی کہ میں نے لکڑی اٹھا کر لانے سے پہلے دیکھی تھی۔ پھر بھی مجھے کچھ عجیب چیز کے ساتھ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ کمرے میں میرے جانے کے بعد اور لوٹ آنے کے درمیان ضرور ایسا وقت گزرا تھا اسی دوران یہاں کوئی آیا تھا۔

انسانی مزاج بروج کی روشنی میں

مرسلہ ——— غفار قادر جلوند

سرطان متعلقہ حروف ح، ہ، ڈ۔ ۲۲ جون تا ۲۲ جولائی پیدا ہونے والے لوگ برج سرطان سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت زیرک ہوتے ہیں۔ اور بات کی گہرائی تک پہنچنا ان کے لئے بہت آسان ہوتا ہے ——— خوف شناسی ان میں حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ گنگنانا اور شعر گوئی ان کا بے مثال ہوتے ہیں۔ یہ لوگ تقدیر پر ضرور یقین رکھتے ہیں بے حد حساس ہوتے ہیں۔ ان میں بردباری کی صفت تو بالکل مفقود ہوتی ہے۔ یہ لوگ کنجوسی سے بہت گھبراتے ہیں۔ اگر ان کی تعریف کی جائے تو بہت خوش ہوتے ہیں۔ بے جا حالات میں کسی کی مداخلت برداشت نہیں کرتے ہیں۔ برج سرطان کے لوگ بہترین استاد اور رہنما بن سکتے ہیں۔ یہ لوگ محبت کے معاملات میں بہت گھاٹا اٹھاتے ہیں۔ اور محبت کے جواب میں محبت چاہتے ہیں۔

خواتین برج سرطان سے تعلق رکھنے والی عورتیں اپنے بچے پلنے میں یا شادی کرنے کیلئے اپنا وقت بھی قربان کر دیتی ہیں۔ سرطان عورتوں میں قنوطیت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ان میں تنقید ہوتی ہے۔ یہ بچوں سے بہت محبت کرتی ہیں۔ یہ اصل کامل عورتیں ہوتی ہیں۔ اور کامل مردوں کی ضرورت محسوس کرتی ہیں۔

میں بھوت پریت پر اعتقاد رکھنے والا نہیں ہوں۔ مگر بھوت پریت سے ڈرنے والا بھی نہیں ہوں لیکن اس وقت میرے دل میں ایک انجانا سا خوف سرائیت کر گیا تھا۔ میں نے جھک کر لکڑیاں اٹھائیں اور اپنے قدموں پر شرماتا ہوا الٹے پاؤں سیڑھیوں کی طرف لوٹ چلا۔ اس کمرے میں داخل ہونے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی مجھے کچھ ایسا لگ رہا تھا کہ مجھ پر ایک عجیب سا خوف طاری ہو رہا ہے۔ ابھی کچھ اشارے پر شاید چلا جا رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ نچلی منزل کے کسی کمرے میں آگ جلاؤں تو وہاں زیادہ آرام ملے گا۔

جب میں سیڑھیوں کے نیچے اترنے کو تھا ہوا اترا میں نے جو کچھ دیکھا اس سے یکایک چونک کر پیچھے ہٹ گیا۔ سیڑھیوں پر اوپر سے نیچے تک دھول کی موٹی تہہ جمی ہوئی تھی۔ اس پر ایک لکیر سی کھنچی ہوئی تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے کوئی شخص ایک بورا گھسیٹتا ہوا سیڑھی میں اتر گیا ہو۔

یہ لکیر بڑے ہال میں ختم ہوتی تھی اور وہاں سے آگے چلتی ہوئی یہ لکیر بالکل سامنے کی دیوار پر ٹنگے ہوئے ایک پرانے کوٹ کے نیچے ختم ہوتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا یہ کوٹ صدیوں لٹکا رہا ہے۔ مگر چوہوں کیڑوں نے کاٹ کاٹ کر اس میں سوراخ کر دیئے تھے۔ بغور دیکھنے پر مجھے اسی طرح کی اور بھی لکیریں ہال میں نظر آئیں۔ کوئی لکیر ہال کے دروازے تک جا کر ختم ہو جاتی تھی تو کوئی لکیر مکان کے عقبی حصے کی طرف جاتی نظر آتی تھی۔ بہت سی لکیریں تھیں لیکن سب سے خاص بات جو میں نے دیکھی وہ یہ تھی کہ ہر لکیر دیوار پر ٹنگے کوٹ کے نیچے سے شروع یا ختم ہوتی تھی۔ اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات تو یہ تھی کہ دھول پر میرے علاوہ کسی دوسرے شخص کے پاؤں کے نشان نظر نہیں آتے۔

یہ تو ظاہر تھا کہ اس مکان میں کوئی نہیں رہتا تھا۔ مگر محسوس ہوتا تھا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے کوئی آدمی یا کوئی شے وہاں حرکت کر رہی تھی۔ کون تھا یا کیا چیز تھی جس نے دیوار پر ٹنگے ہوئے کوٹ کے پاس سے ہال اور سیڑھیوں پر عجیب نشان بنائے تھے؟ وہ کس چیز کی تلاش میں گھوم رہا تھا؟ کیا کوئی ضرورت تھی جس کی ساری کی آنکھ لگتے ہی گھسیٹنے سے ایسی عجیب لکیریں بن گئی تھیں اور میرے نشان مٹ گئے تھے!

میں سیڑھیوں سے نیچے اترا اور کوٹ کے پاس جا کر اسے بغور دیکھا۔ بہت پرانے فیشن کا اونی اوور کوٹ تھا۔ جس پر چاندی کے دو گول بٹن اب بھی لگے ہوئے تھے۔ کوٹ کی حالت بتا رہی تھی کہ کافی پہنا گیا ہے۔ الٹ پلٹ کر دیکھا تو کوٹ کے بائیں کندھے کے نیچے ایک سوراخ نظر آیا۔ اس سوراخ کے اردگرد کا کپڑا جھلسا ہوا معلوم ہوتا تھا اور اس کے آس پاس گہرے دھبے سا نشان تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس جگہ سے مس کر کے گولی دل تک اتر گئی ہو۔ اگر یہی بات تھی تو پھر طے تھا کہ کوئی آدمی اس کوٹ کو پہنے ہوئے ہی مرا تھا گولی سے۔ دوسرے لفظوں میں دیوار پر ٹنگا ہوا کوٹ کسی مرے ہوئے آدمی کا تھا۔

میں یہ سوچ کر سہم گیا اور میں نے کوٹ کو چھوڑ دیا۔ شاید یہ میرا وہم تھا۔ لیکن نہ جانے کیوں اس لمحے مجھے اس کوٹ سے سڑے ہوئے اون اور اس پر لگی ہوئی میل کی بو کے علاوہ ایک اور بو بھی آئی ـــ ایسا محسوس ہوا کہ اس کوٹ سے خون جیسی گوشت کی بو آ رہی ہو۔ میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ کوئی خوفناک چیز اس بڑے ہال میں اس عمارت کی ہوا میں بھی جاری ہے اور میں اس میں قید ہوتا جا رہا ہوں۔ میں نے بہت مشکل سے خود کو سنبھالا۔ آخر ڈرنے کی کیا بات تھی؟ کسی انسان سے مجھے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ میری جیب میں چھوٹا سا پستول پڑا تھا۔ جو کسی بھی بدمعاش کی جان لینے کو کافی تھا اور جہاں تک بھوت پریت کی بات تھی اگر اس جیسی کوئی چیز واقعی ہوتی بھی ہو تو دن کے وقت اس کے نکلنے کا کوئی سوال نہیں تھا۔ وہاں رات گذارنے کے خیال ہی سے میرا دل کانپ اٹھا۔ سوال تو یہ تھا کہ وہاں رات جاگ کے گذاروں لیکن باہر نکلنے سے پہلے کم سے کم ایک پیالہ گرم چائے ہی بنا کر پی لوں۔ اور پھر سائیکل کے ٹائر کی مرمت بھی تو کرنی تھی۔

یہی سب کچھ سوچ کر میں نے ہال میں بائیں طرف والے ایک دروازے کو کھولا اور ایک چھوٹے کمرے میں داخل ہوا۔ دروازے کے بالکل سامنے ایک انگیٹھی تھی جس میں کسی زمانے کی جلائی ہوئی آگ کی بجھی ہوئی ٹھنڈی راکھ کا ڈھیر تھا۔ میں نے کمرے کو بغور دیکھا۔ چند الماریاں تھیں جن میں اندر شاید کتابیں تھیں۔ غالباً یہ کمرہ پڑھنے کا کمرہ تھا۔ میں نے لکڑیوں کو انگیٹھی میں ڈالنے سے پہلے انگیٹھی کی راکھ باہر نکالی۔ اور پھر آگ سلگانے لگا۔ کمرہ دھوئیں سے بھر گیا۔ اتنے میں باہر ہال سے ایک آواز آئی جیسے کسی نے کوئی بھاری کپڑا زمین پر پھینک دیا ہو۔

میں چونک کر کھڑا ہو گیا۔ اور دھیان سے آواز کو سننے کی کوشش کرنے لگا۔ پھر کوئی آواز سنائی نہیں دی۔ میں نے ہاتھ میں پستول تھام لیا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ ہال میں کوئی نہ تھا۔ باہر بارش اب بھی ہو رہی تھی ہال جہاں کوٹ ٹنگا تھا اس کے نیچے فرش پر گرد کا ایک گولا جیسا اٹھا ہوا نظر آیا جیسے وہاں کچھ گرا ہو۔

"وہم ہوگا" یہ سوچ کر میں پھر واپس لوٹ گیا اور آگ جلانے لگا۔ ابھی آگ جلانے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ پھر ایک آواز سنائی پڑی۔ آواز بہت تیز تو نہیں تھی پھر بھی بالکل صاف تھی۔ اب شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

میں دوڑ کر ہال میں گیا اور اس بار پھر مجھے کوٹ کے نیچے فرش پر دھول کا ہلکا غبار جیسا اٹھتا نظر آیا۔ اس کے علاوہ نہ کوئی چیز نظر آئی اور نہ بارش کی آواز کے علاوہ کوئی آواز ہی سنائی پڑی۔ مگر اب میرے دل میں نہ جانے کیوں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ یہ جگہ خطرے سے خالی نہیں ہے۔ یہاں سے بھاگ چلوں۔ مجھے ایسا لگنے لگا کہ میں اس وقت بالکل اکیلا نہیں ہوں میرے علاوہ بھی کوئی ہے چاہے میں اسے نہ دیکھ سکوں۔

میں نے سوچا کہ اس وقت بہتری اسی میں ہے کہ اپنا سارا سامان سنبھال کر نکل بھاگ جاؤں۔ چنانچہ میں واپس کمرے میں لوٹا اور جلدی جلدی اپنا چائے

بنانے کا سارا سامان وغیرہ تھیلے میں رکھنے لگا۔ سارا سامان رکھ کر تھیلا میں کرسی اٹھانے ہی والا تھا کہ ہال کی طرف سے ایک عجیب سی پراسرار آواز آئی اور اس کے ساتھ ہی مجھے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ میں نے فوراً پستول تھام لیا اور دروازے کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو گیا۔ اس وقت میرے بدن کا خون جم کر برف ہو گیا تھا۔ لمحہ بھر بعد کھلے ہوئے دروازے کے سامنے دہلیز پر ایک سایہ نظر آیا ـــ دروازہ پورا کھلا ہوا تھا اور دوسرے ہی لمحے میں دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ وہ میرا اوور کوٹ اور وہ کوٹ بالکل سیدھا کھڑا تھا۔ جیسے سیدھا کھڑا رہنے کی کوشش کر رہا ہو۔ وہی پرانا کپڑا لگا ہوا کوٹ جو ہال میں دیوار پر ٹنگا ہوا دیکھا تھا۔ اس کے کالر اور کندھے یوں پھیلے ہوئے تھے جیسے کسی غیبی آدمی نے اس کوٹ کو پہن رکھا ہو۔

وہ اوور کوٹ ایک منٹ تک دہلیز پر کھڑا رہا اور میں ایک بت کی طرح اسے دیکھتا رہا۔ میرے بدن میں جیسے جان ہی نہ رہ گئی ہو۔ میری انگلیوں میں کوئی چیز چھونے کی طاقت نہیں رہ گئی تھی۔ پستول ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر پڑا تھا۔ لیکن تعجب تو یہ تھا کہ میرا دماغ بالکل خبردار تھا۔ ویسے مجھ پر دہشت طاری تھی۔ مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ میرے سامنے بھوت کھڑا ہے۔ دہلیز پر کھڑی ہوئی یہ خوفناک چیز دوزخ کا وہ کیڑا ہے جو اگر مجھے چھو لے گا تو میرے جسم اور میری روح دونوں کو برباد کر دے گا۔

اور وہ چیز دھیرے دھیرے عجیب بھکولے لیتی ہوئی دہلیز پار کر کے کمرے کے اندر بڑھنے لگی۔ اس کی جھولتی ہوئی بانہیں جھٹکے کے ساتھ اچھل اچھل کر بغل سے ٹکرا رہی تھیں اور نچلا حصہ زمین پر گھسٹتا جا رہا تھا۔ اب کوٹ دھیرے دھیرے میری طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ جیسے جیسے میرے قریب آ رہی تھی اور میں بے بسی کی حالت میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ جیسے جیسے کوٹ میرے قریب آ رہا تھا ویسے ویسے میں پیچھے کی طرف ہٹتا جا رہا تھا۔ اور وہ کوٹ میری طرف بڑھتا رہا اور میں پیچھے ہٹتا رہا۔ یہاں تک کہ میری پیٹھ دیوار سے لگ گئی اور میرے لئے مزید پیچھے ہٹنا ممکن نہ رہا۔ اس کے باوجود وہ خوفناک شئے میری طرف بڑھتی آ رہی

تھی۔ اچانک اس کوٹ کی بانہیں اٹھیں اور میری گردن کی طرف بڑھنے لگیں۔ نہ جانے کیسے میں نے سوچا کہ اگر یہ بانہیں مجھے چھو لیں گی تو میری سوچنے سمجھنے کی ساری طاقت کچے دھاگے کی طرح ٹوٹ جائے گی۔ ایک آخری کوشش کر کے میں جھکا۔ نیچے ایک لکڑی پڑی تھی۔ میں لکڑی اٹھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ لکڑی کے سہارے میرے ہوش و حواس واپس لوٹ آئے۔ میں نے پوری طاقت سے لکڑی گھمائی اور اس خوفناک شئے پر دے ماری۔ وہ شئے ایک بار لڑکھڑائی اور پھر قدموں کے پاس گر کر ڈھیر ہو گئی۔ ویسے ہی جیسے ٹنگا ہوا کوئی بھی کوٹ ہوا کے جھٹکے سے نیچے گر پڑتا ہے۔ میرے سامنے کوئی بھیانک چیز نہیں محض ایک پرانا کوٹ گرا پڑا تھا۔ محض ایک کوٹ لیکن میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوٹ کے اوپر سے چھلانگ لگا کر دروازے کی طرف بھاگتے وقت میں نے کنکھیوں سے صاف صاف دیکھا کہ وہ کوٹ اپنے آپ کو سمیٹتا ہوا کھڑا ہونے کی کوشش کر رہا ہے۔ جیسے میرا پیچھا کرنے کا ارادہ کر رہا ہو۔

عمارت سے نکل کر میں بے تحاشا بھاگا۔ بھاگتا رہا کب تک بھاگتا رہا مجھے یاد نہیں۔ لیکن اتنا ضرور یاد ہے کہ جب میں رکا اس وقت ایک سرائے کے دروازے پر تھا۔ پھر میری آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ ہوش آنے پر میں نے خود کو ایک چارپائی پر پایا۔ سرائے کا مالک، اس کے دو لڑکے اور ایک بڑھیا مجھے گھیر کر بیٹھے تھے۔ انہوں نے جب میری آپ بیتی سنی تو سرائے کے مالک نے جو قصہ سنایا وہ یہ تھا۔

" وہ ویران عمارت غدر کے زمانے میں کسی انگریز افسر نے اپنے لئے بنوائی تھی وہ افسر پاگل اور بہت ہی ظالم قسم کا آدمی تھا۔ اس نے اپنی بیوی کو قتل کر دیا تھا اور اپنے دو بیٹوں کو بھی ہمیشہ ستایا کرتا تھا۔ انہی بیٹوں میں سے ایک نے آخر اس کے ظلم سے تنگ آ کر اسے پستول سے ہلاک کر دیا تھا۔ اس کے بعد ہی سے وہ عمارت خالی پڑی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ آسیبی عمارت ہے۔ آس پاس کے علاقے میں سبھی لوگوں کو یہ بات معلوم ہے۔ کوئی آدمی لاکھ روپے دینے پر بھی اس عمارت کے اندر تو کیا اس کے نزدیک بھی جانے کو تیار نہیں ہوتا!" ▲▲

بقیہ:- حیدرآباد اور بمبئی کا سفر :- کرلا بمبئی میں ہمارے قیام کا بندوبست حاجی شرف الدین وغیرہ صاحب نے کرایا تھا۔ شرف الدین صاحب سے ہمارا تعلق طلسماتی دنیا ہی کے توسط سے ہوا تھا۔ لیکن ان سے تعلقات کے بعد ایسا محسوس ہوا جیسے ان سے برسوں کی شناسائی ہے۔ انہوں نے قیام کا بندوبست بھی کیا اور مسلسل طعام کا بھی اور ایک مخلص کو ہماری دیکھ بھال کے لئے بھی مامور کیا۔ ان کے صاحبزادے الطاف میاں بھی ہومیوپیتھی کا تجربہ رکھتے تھے اور محبت و عقیدت کی تمام ترجیحات کے ساتھ ہمارے ساتھ رہے تھے۔

روزنامہ انقلاب کے سب ایڈیٹر سے ملاقات ہوئی۔ اور روحانیت کے موضوع پر ان سے خاصی دیر تک گفتگو چلی۔ ان سے ملاقات کے بعد یہ اندازہ ہوا کہ خدا کی مخلوق روحانیت کی پیاسی ہے اور ضرورت اس بات کی ہے کہ روحانیت کا پرچار کر کے اس کے ذریعہ ان الجھنوں کو دور کیا جائے جو سیاسی لوگوں نے عام کر رکھی ہیں۔ انشاء اللہ ہم طلسماتی دنیا کے ذریعہ جلد ایک روحانی تحریک کی داغ بیل ڈالیں گے جو تمام عالم انسانیت کیلئے سکون و عافیت فراہم کرنے والی ہوگی۔ اور اللہ نے چاہا تو دین کی تبلیغ بھی اسی دور میں صرف اور صرف اسی راستے سے ہو سکتی ہے جسے علماء اور صلحاء نے ناجائز سمجھ کر ترک کر رکھا ہے۔

بمبئی کے دوران قیام میں اختر شیخ صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جو رحمت گروپ کے ڈائریکٹر ہیں۔ الشفاء انٹرنیشنل کی ملازمت کی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے دین داری کی ترغیب دے رہے ہیں۔

الحمد للہ ان کے اہل خانہ نے محبت و خلوص کا برتاؤ کر کے یہ ثابت کر دیا ہے۔ محبت کا تعلق خون کے رشتے سے بالا ہے۔ یہ رشتہ دنیاوی تعلقات کے رشتوں سے بالا ہے۔

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

نزلہ اور زکام

حکیم افضال احمد

نزلہ کے لغوی معنی اترنا بہنا ہیں۔ لیکن طبی اصطلاح میں دماغی رطوبتوں کے حلق اور سینہ کی طرف گرنے کو نزلہ کہتے ہیں۔

زکام میں ناک سے رطوبت کا اخراج ہوتا ہے اور نزلہ میں حلق کی طرف سے اس مرض میں ناک اور حلق کی لعابدار جھلی میں ورم ہو جاتا ہے اور جب رطوبت کا دباؤ بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے تو دماغ پر اس کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ دماغی رطوبتیں بھی بہت زیادہ جذب ہو کر خارج ہونے لگتی ہیں۔

عام طور سے لوگ نزلہ و زکام کو معمولی مرض خیال کر کے علاج کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ لیکن درحقیقت یہ ام الامراض ہے۔ اس کی وجہ سے طرح طرح کے پیچیدہ امراض پیدا ہوتے ہیں۔ جن میں سے بعض تو علاج کے قابل ہوتے ہیں اور بعض لاعلاج ہوتے ہیں۔

چنانچہ اگر نزلہ آنکھوں پر گرے تو ان کو کمزور اور بعض حالتوں میں بے نور بنا دیتا ہے۔ اگر کانوں کی طرف گرے تو سماعت سے محروم کر دیتا ہے۔ اگر دانتوں کی طرف آئے تو ان کی بنیادوں کو متزلزل کر دیتا ہے۔ اگر خدانخواستہ حلق، سینہ کی طرف رجوع ہو تو سل و دق، دمہ، کھانسی جیسی بیماریاں پیدا کر کے انسان کو زندہ درگور کر دیتا ہے۔

نزلہ اور زکام مندرجہ ذیل وجوہ سے پیدا ہوتے ہیں:

سردی کا لگنا خصوصاً سر، گردن اور پاؤں کے سرد پانی میں دیر تک نہاتے رہنا۔ سرد ہوا یا نم جگہ میں دیر تک بیٹھے رہنا۔ بھیگے کپڑے دیر تک پہنے رہنا۔ ورزش کرنے یا سفر سے آنے کے بعد فوراً سرد پانی سے نہانا، گرم کھانا کھا کر سرد پانی پینا۔ سرد و ترش اشیاء کا بکثرت استعمال کرنا، کسی قسم کی خراش پیدا کرنے والے ذرات یا بخارات کا ناک میں پہنچ کر خراش پیدا کرنا مثلاً ہوا کے ذرات اور آگ کا دھواں ناک میں پہنچ کر خراش پیدا کر دے۔

اس کے علاوہ ایسی چیزوں کے سونگھنے سے بھی نزلہ زکام ہو جاتا ہے۔ مثلاً مشک، زعفران، عطر، لہسن، پیاز وغیرہ۔ بعض لوگ موتیا، گلاب، چنبیلی کے پھولوں کی خوشبو کو بھی برداشت نہیں کر سکتے اور ان کے سونگھنے سے نزلہ کو تحریک ہو جاتی ہے۔

جدید تحقیقات کے مطابق اس مرض کا سبب خاص قسم کے جراثیم کہے جاتے ہیں۔ جو ناک کی غشاء مخاطی میں پوشیدہ رہتے ہیں اور بعض اشخاص کے حلق وغیرہ کی باریک شاخوں (ہوائی نالیوں) کی لیسدار رطوبت میں بحالت صحت موجود رہتے ہیں۔ لیکن شدید نزلہ زکام کی حالت میں ناک کی رطوبت میں اور لعاب دہن میں بھی پائے جاتے ہیں۔

نزلہ زکام کن لوگوں کو ہوتا ہے

نزلہ زکام کی استعداد ان لوگوں میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ جن کے اعصاب (پٹھے) کمزور ہوں جن میں یہ کمزوری کثرت جماع کے باعث لاحق ہوتی ہو۔ کیونکہ ان لوگوں میں ناک میں جھلی ہوتی ہے تا جن میں بھی کمزور ہو جاتی ہیں اور وہ ذرا سی معمولی تحریک کو برداشت نہ کر سکنے کے باعث متورم ہو کر نزلہ زکام کا باعث بنتی ہیں۔

اس کے علاوہ ان لوگوں میں بھی اس کی استعداد ہوتی ہے جن کا معدہ اور آنتیں کمزور ہوں، بھوک نہ لگتی ہو۔ غذا ہضم نہ ہوتی ہو اور اجابت بافراغت نہ ہوتی ہو۔

نزلہ زکام کس موسم میں زیادہ پیدا ہوتے ہیں

اگرچہ اس کیلئے کوئی خاص موسم مقرر نہیں لیکن بالعموم یہ شکایت موسم سرما میں موسموں کی تبدیلی کے زمانے میں پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ موسم کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ جسم انسانی میں بھی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اس کا اثر سب سے زیادہ معدہ اور آنتوں پر پڑتا ہے۔ بعض کو اسہال، ساقط اور قبض لاحق ہو جاتا ہے۔

جسم کے مختلف حصوں پر اس کے اثرات

نزلہ زکام ہونے سے پہلے حواس پراگندہ، طبیعت میں غیر معمولی سستی، سر میں خفیف درد، ناک بند گھٹی ہوئی معلوم ہوتی ہے، حلق میں خراش ہوتی ہے۔ لیکن یہ حالت دو ایک روز رہ کر متواتر چھینکیں آنے لگتی ہیں۔ اور مندرجہ ذیل علامات مختلف اعضاء میں پیدا ہو جاتے ہیں۔

سر میں درد اور بے چینی ہوتی ہے اور چھینکیں آنے کے بعد درد سر میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ لیکن بے چینی بدستور موجود رہتی ہے۔

ناک کی غشاء مخاطی متورم ہونے کے باعث آنسوؤں کی نالی بھی متورم ہو جاتی ہے۔ اور آنسو بہنے لگتے ہیں۔

ناک ابتداء میں بند گھٹی ہوئی معلوم ہوتی ہے لیکن اس کے بعد چھینکیں آتی ہیں اور رقیق خراش دار رطوبت خارج ہونے لگتی ہے اور بعض اوقات اس

شدت سے ہوتی ہے کہ مریض رو کے بغیر قادر نہیں ہوتا۔ قوت شامہ میں خلل واقع ہوجاتا ہے اور مریض خوشبو بدبو میں تمیز نہیں کرسکتا۔ نتھنے سرخ ہوجاتے ہیں اور ان میں سوزش ہونے لگتی ہے۔ اور اکثر دانے بھی نکل آتے ہیں۔

کان بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ چنانچہ بعض لوگوں کو اونچا سنائی دینے لگتا ہے۔

بعض اوقات قوت ذائقہ میں خلل واقع ہوجاتا ہے اور مریض کو کھانے کا ذائقہ کڑوا محسوس ہوتا اور اکثر لبوں پر دانے بھی نکل آتے ہیں۔

حلق کو اندر سے اگر دیکھا جائے تو سرخ ورم معلوم ہوتا ہے گلے میں درد اور لقمہ نگلنے میں تکلیف ہوتی ہے۔

جب حلق کا ورم حلق سے نرخرہ تک پہنچ جاتا ہے تو آواز بھاری پڑ جاتی ہے یا بالکل گرفتہ ہوجاتی ہے اور جب ورم ایک بار ایک نالیوں تک پہنچ جاتا ہے تو خشک کھانسی شدت سے آتی ہے۔

جسمانی حرارت

جب مرض شدید ہوجاتا ہے تو اکثر بخار بھی ہوجاتا ہے۔ جسم کی حرارت ۱۰۱ سے ۱۰۴ درجے تک پہنچ جاتی ہے۔

نزلہ زکام سے محفوظ رہنے کی تدابیر

موسموں کی تبدیلی کے وقت فروری مارچ اور اکتوبر نومبر میں صبح و شام کی سردی سے اپنے آپ کو بچائیں بغیر گرم کپڑے پہنے ہوئے سرد ہوا میں زیادہ دیر تک نہ رہیں۔ بارش میں بھیگنے یا دیر تک نہانے سے پرہیز کریں۔ سر کے اچار اور سرد و ترش اشیاء سے پرہیز کریں۔ وہ لوگ جو مباشرت میں بے اعتدالی کرتے ہیں وہ بہت جلد نزلہ زکام کے دائمی مریض ہوجاتے ہیں۔ اور اگر جلد تدارک نہ کریں تو سل و دق جیسی خطرناک بیماریوں کے شکار ہوجاتے ہیں۔

بہترین دعائیں

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص بیمار پرسی کے وقت مریض پر سات مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور شفا بخشیں گے بشرطیکہ اس کی موت نہ آگئی ہو۔ اَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ۔ (میں سوال کرتا ہوں اللہ سے جو بڑا ہے رب عرش عظیم کا یہ کہ شفا دیوے تجھکو)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ دعا پڑھتے تھے۔

لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ۔ لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ۔ اَللّٰھُمَّ اشْفِہٖ اَللّٰھُمَّ عَافِہٖ (کوئی ڈر نہیں پاکیزگی ہے ان شاء اللہ کوئی ڈر نہیں پاکیزگی ہے ان شاء اللہ۔ اے اللہ شفا دے اس کو اے اللہ عافیت دے اس کو)

کسی کو گرفتار بیماری یا مصیبت میں دیکھنے کے وقت کی دعا

جو شخص کسی کو دکھ تکلیف یا مصیبت میں دیکھے تو اسے یہ دعا پڑھنا چاہئے، فرمایا سرور کائنات حضور پرنور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی کو مبتلا دیکھ کر یہ دعا پڑھے گا تو وہ عمر بھر اس تکلیف سے محفوظ رہے گا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔ (سب تعریفیں اللہ کو ہیں جس نے عافیت دی مجھکو اس بلا سے کہ جس میں تجھ کو مبتلا کیا اور بہت سی مخلوق پر مجھے فضیلت بخشی)

قرض اور غم سے نجات کی دعا

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے سرور کائنات حضور پرنور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو بہت غم ہیں اور بہت سے قرض ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کیا میں تجھے ایسا کلام نہ بتاؤں کہ جب تو وہ پڑھے گا اللہ کریم تیرا غم دور کردے گا اور تیرا قرض اتار دے گا۔ اس شخص نے کہا، آپ ضرور ارشاد فرمائیں تو آپ نے یہ دعا ارشاد فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

(اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں غم سے اور فکر سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بے بختی سے اور سستی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں کنجوسی سے اور بزدلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قرض کے غالب آنے سے اور لوگوں کی زبردستی سے۔

اس شخص نے کہا یہ پڑھتا رہا اللہ تعالیٰ نے میرے سب غم دور کردیئے اور میرے تمام قرض اتار دیئے۔)

اہلیہ سے ہمبستری کے وقت کی دعا

فرمایا سرور کائنات حضور پرنور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تم اپنی اہلیہ سے صحبت کرنے کے وقت یہ دعا پڑھ لیا کروگے تو اس کے بعد اگر کوئی اولاد ہوگی تو شیطان اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔

بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا۔ (ساتھ نام اللہ کے (شروع کرتا ہوں میں)، اے اللہ بچا ہم کو شیطان سے اور دور رکھ شیطان کو اس اولاد سے جو تو دے ہم کو۔)

روشن ضمیری

لفظ روشن ضمیری کے معنیٰ دیکھنے کے ہیں مگر فلسفیوں کی اصطلاح میں اس کے معنی ہیں "روحانی مشاہدہ یا انکشاف" اس کے ذریعہ وہ چیزیں روح انسانی کو نظر آجاتی ہیں۔ جو آنکھ سے نظر نہیں آسکتیں۔

بشمول دیگر دماغی اور روحانی قوتوں کے روشن ضمیری بھی ایک روحانی قوت ہے۔ اور وہ ہر شخص کی ذات میں ودیعت کی گئی ہے۔ اگر کسی کو اس میں زیادہ حصہ ملا ہے تو کسی کو کم۔ لیکن اس امر واقعی سے کسی کو بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ کوئی بشر بھی اس سے خالی یا محروم ہے۔

روشن ضمیری کا اثر ایک طرح تموج کی شکل میں پیدا ہوتا ہے جب کسی روشن ضمیر کے دل سے اس طاقت کا اخراج ہوتا ہے تو وہ موجوں کی شکل میں اس کی موجیں بعینہ اسی قسم کی ہوتی ہیں جس قسم کی روشنی یا آواز کی موجیں۔

تموج کا مسئلہ نہایت اہم اور ساتھ ہی نہایت پیچیدہ ہے۔ اگر اصطلاحی الفاظ اور علمی زبان میں بیان کیا جائے تو ہر شخص کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ اس لئے ہم آپ کے نہایت سیدھے سادے الفاظ اور عام بول چال میں بیان کرکے ناظرین کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں۔

یہ بات قدیم یونانیوں کے عہد ہی میں معلوم ہوگئی تھی کہ آواز ہوا کے تموج سے پیدا ہوتی ہے۔ جب کسی باجے کے تار کو چھیڑا جاتا ہے تو تار کے ہلنے سے ہوا میں جنبش پیدا ہوتی ہے اور جنبش کمال حرکت آگے ہی کو بڑھتی ہے یہاں تک کہ ان کا اثر کوئی صوت کان کے اندر پردے سے جا ٹکراتی ہے جو قوت سامعہ کا مرکز یا مقام یا آلہ ہے اور اس میں ایک قسم کا احساس یا تاثیر پیدا کردیتی ہے جسے ہم آواز کہتے ہیں۔

اسی طرح روشنی ہے اسے ہیوگنس نے آواز کی مانند ایک تموج قرار دیا۔ روشنی دراصل آفتاب و دیگر روشن اجسام فلکی مثلاً سیاروں اور ستاروں سے جو بلحاظ بعید دوری میں آتی ہے۔ یہ روشنی کرۂ ہوائی میں داخل ہونے سے پہلے خلا میں ہوتی ہوئی آتی ہے۔ خلا میں ہوا مطلق نہیں ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ روشنی ہوا کا تموج نہیں ہے۔ اس لئے آفتاب اور زمین کے درمیان کوئی ایسی چیز ضرور ہونی چاہئے۔ جو روشنی میں تموج پیدا کرتی ہے۔ بس ہیوگنس نے یہ فرض کرلیا کہ خلا جو ستاروں اور زمین کے درمیان واقع ہے وہ ایک قسم کی لچکدار اور نظر نہ آنے والی شے سے۔ جسے ایتھر (ہوائے لطیف) کہتے ہیں۔ بھری ہوئی ہے اور وہ اس قدر باریک و لطیف ہے کہ ٹھوس اشیاء کے ذرات میں ہوکر پار نکل جاتی ہے۔ آفتاب اور دیگر روشن اجسام اس میں تموج پیدا کردیتے ہیں اور اس کی موجیں پانی یا آنکھ سے آ کر لگتی ہیں اور اس تصور یا احساس کے پیدا کرنے کا باعث ہوتی ہے۔ جسے ہم روشنی کہتے ہیں۔

جس طرح آواز اور روشنی دونوں تموج ہیں اور اسی طرح روشن ضمیری بھی ہے اور جب اس کا اخراج کسی شخص میں سے ہوتا ہے تو تموج ہی کی شکل میں۔

فلسفیوں کی رائے کے مطابق جس طرح انسان کے ایک مادی جسم ہے۔ اسی طرح اس کے دماغی یا روحی جسم بھی ہے۔ اور جس طرح مادی جسم اپنے افعال و خواص رکھتا ہے۔ اسی طرح دماغی اور روحی جسم بھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ کسی روشن ضمیر شخص کے جسم سے خارج ہونے والی تموج دوسرے لوگوں کے جسم سے پار نکل جاتی ہے۔ وہ نہ صرف ذی روح مخلوقات ہی پر اثر کرسکتی ہے۔ بلکہ غیر ذی روح اجسام پر بھی۔ اگر کسی لائق مشرقی یا تجربہ کار سوفی یا ماہر مسمریزم سے دریافت کیا جائے۔ تو وہ تمہیں نہ صرف اس کی حقیقت الفاظ ہی کے ذریعہ بتائے گا۔ بلکہ اس کا تجربہ اور مشاہدہ بھی کرادے گا۔

غیر مجوزہ کسی شے کا مشاہدہ اپنے جسم سے نہیں کرتا۔ بلکہ روح سے اور روح کی آنکھ سے نظر آتا ہے۔ اسے بھی وہ دیکھ سکتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص کسی شے کی تہ تک پہنچ جاتا ہے وہ اس سے جو کام لینا چاہے لے سکتا ہے۔

مشرقی ممالک نے جہاں اور علوم میں ترقی کی تھی۔ وہاں روشن ضمیری میں بھی۔ اور اس کے ذریعہ انہوں نے عجیب و غریب کام کر دکھائے تھے۔ لیکن اہل مغرب صدیوں تک لغو اور جھوٹا قرار دیتے رہے۔ کیوں کہ وہ مادی باتوں کے قائل تھے۔ اور جن باتوں کا تعلق روح سے ہے۔ اس سے بالکل بے پرواہ ہے مگر اب تو بہت سے لوگ اس امر کے قائل ہوگئے کہ اہل مشرق کے کرشمے سچے تھے۔ اور جو بعید الفہم یا فوق الفطرت باتیں ان سے ظہور میں آئیں۔ وہ بالکل درست تھیں۔

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

اور یہ کہ روشن ضمیری کوئی حقیقی شے ہے۔

روشن ضمیر لوگ مراقبہ کے ذریعہ عجیب و غریب کام دکھاتے ہیں۔ جرمنی کے ایک مصنف کی سند لیکر مسٹر کرو لائے نے اپنی کتاب "دی نائٹ سائڈ آف نیچر" صفحہ ۱۲۰ میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ "لوائح فیلڈ لفشیا میں ایک نہایت بزرگ رہتے تھے۔ وہ گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ کم سخن تھے متقی اور پرہیزگار تھے اور ان کو کوئی پراسرار بات معلوم تھی۔

ان سے ایک مرتبہ ایک جہازی کپتان کی بیوی نے جس کا خاوند یورپ سے افریقہ گیا تھا۔ اور جس کی مدت سے کوئی خبر نہیں ملی تھی۔ دریافت کیا کہ مہربانی سے یہ بتائیے کہ اس کا خاوند کس حالت میں ہے؟

اس بزرگ نے اس عورت سے کہا کہ اگر تھوڑی دیر کی مہلت دو تو بتادوں۔ عورت اس پر راضی ہوگئی۔ اور وہ بزرگ ایک حجرہ میں چلے گئے اور بستر پر لیٹ گئے۔ عورت نے جب یہ دیکھا کہ وہ ابھی تک واپس نہیں آئے تو حجرہ کے کواڑ سے جھانک کر دیکھنے لگی۔ دیکھتی ہے کہ بزرگ صاحب مردہ پڑے ہیں۔

یہ دیکھ کر وہ پیچھے ہٹ آئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ بزرگ صاحب باہر آئے اور کہنے لگے کہ بعض وجوہات کے باعث تمہارا خاوند تم کو خیریت کا خط نہیں لکھ سکا۔ مگر وہ لندن آگیا ہے اور وہاں سے امریکہ آنے کیلئے جہاز کی طرف جارہا ہے۔

عورت گھر چلی آئی۔ اور جب خاوند آیا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ فلاں دن لندن میں وہ تھا اور فلاں وجوہات سے خط نہیں لکھ سکا۔

یہ واقعہ صاف بتا رہا ہے کہ روشن ضمیری ایک بڑی زبردست طاقت ہے۔ اسی کے ذریعہ وہ وہ کام کئے جاسکتے ہیں جو کشف و کرامات کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔

مسٹر ایڈ یونگ اپنی کتاب "خواب اور ارواح" میں ایک واقعہ یوں لکھتے ہیں کہ روچیسٹر میں ایک شخص جان گورفی نامی رہتا تھا۔ اس کی بیوی کا نام [illegible] تھا اتفاق سے بیمار ہو کر اپنے باپ کے گھر چلی گئی جو دس میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ مگر اپنے دونوں بچوں کو خاوند ہی کے پاس چھوڑ گئی تھی جس روز اس کا دم نکلنے لگا تو اسے اپنے بچے بہت یاد آئے۔ اور رات کو ایک اور دو بجے کے درمیان وہ بیہوشی میں ہوگئی۔ اس کی آنکھیں پھٹ گئیں اور اس کا سانس رک گیا۔ ایک [illegible] عورت مسٹر [illegible] نے دیکھا تو وہ بے حس و حرکت تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ اس کا مرغ قفس تن سے پرواز کر گیا ہے۔ جب صبح کو [illegible] اس نے اپنی ماں سے کہا کہ میں ابھی اپنے بچوں کو دیکھ آئی ہوں۔ [illegible] اپنے بچوں کو [illegible] اس کا نام [illegible] تھا۔ اس نے دوسرے دن بیان کیا کہ مرنے سے پہلے جو رات گزری اس میں کوئی ایک بجے اور دو بجے کے درمیان میں جاگ رہی تھی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ ایک عورت [illegible] کی شکل کی آئی اور بچوں کے سرہانے کھڑی ہوگئی۔ اس کے ہونٹ ہل رہے تھے اور اس کی آنکھیں چلتی پھرتی تھیں میں نے اس سے پوچھا کہ تم کیا ہو اور کیسی ہو؟ تو اس نے جواب نہ دیا۔ میں نے اٹھ کر اسے پکڑنا چاہا۔ مگر وہ ہاتھ نہ آئی۔ بلکہ غائب ہوگئی۔"

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ روشن ضمیری کوئی شے ہے اور اس کا جاننے والا مراقبہ کے ذریعہ اپنی روح کو ایک جگہ سے دوسری جگہ ایک قالب میں سے دوسرے قالب میں لیجاسکتا ہے۔ گویا انسان کی روح سیالی ہے۔ وہ فی الواقعہ زیادہ قدرت رکھتی ہے۔

روشن ضمیر لوگ ایک جگہ کی خبر دوسری جگہ لیجا سکتے ہیں اور پیشین گوئی بھی کرسکتے ہیں۔ وہ تمہارے پاس ہی بیٹھے رہتے ہیں۔ مگر ان کی روح کہیں اور ہی پھر رہی ہوتی ہے۔ جو شخص سوفسطائی ہے وہ مسمریزم میں اعلیٰ درجہ کی ترقی کرسکتا ہے۔ کیونکہ سوفسطائی فرقہ والوں کا دستور العمل زندگی صرف روشن ضمیری ہی پر منحصر ہے۔ اور ان لوگوں کو اپنی روحانی راحت کیلئے روشن ضمیری کی مشق کرنی پڑتی ہے۔ پس جب ایسے لوگ مسمریزم کی طرف توجہ دیتے ہیں تو اس میں ان کو آسانی کے ساتھ ید طولیٰ حاصل ہوجاتا ہے۔

مسز اینی بسنٹ صاحبہ جو ایک اعلیٰ درجہ کی سوفسطائی گزری ہیں۔ انہوں نے روشن ضمیری کے حاصل کرنے کا ایک نہایت آسان طریقہ بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو لوگ روشن ضمیری کرنی چاہیں۔ ان کو چاہئے کہ حیوانی غذا مثلاً گوشت مچھلی انڈے اور دودھ کو مطلق ترک کردیں۔ صرف نباتاتی غذا پر زندگی بسر کریں اور حبس دم کی مشق کرنی چاہئے۔ اس سے ان کی روح میں جلد قلب کی صفائی ہوجائیگی۔

مسز اینی بسنٹ صاحبہ کے اس خیال کی تائید قدیم زمانہ کے جوگیوں، رشیوں، منیوں اور مسلمانوں کے غوث و قطب ابدال کے خیالات سے ہوتی ہے۔ جن کا وطیرہ تھا کہ حیوانی غذا سے پرہیز کرتے تھے۔ اور غذا صرف اس لئے کھاتے تھے کہ رشتۂ حیات قائم رہے۔ اور وہ بھی بہت ہی قلیل مقدار میں۔

اس عمل سے اکثر لوگ زمین سے اوپر اٹھے رہتے تھے گویا ہوا میں معلق بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور لوگ سمجھتے تھے کہ مقرب خدا ہیں اور اسی کی برکت کے باعث ان کی یہ حالت ہوگئی ہے۔ مگر درحقیقت وہ لوگ صرف روشن ضمیری حاصل کرکے اس حالت کو پہنچ جاتے ہیں۔

بعض لوگوں نے فراموشی کا نام بھی روشن ضمیری رکھا ہے۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ فراموشی کی حالت میں صرف حواس باطل ہوجاتے ہیں مگر روح میں کوئی صفائی نہیں آتی۔

روشن ضمیری کے کئی درجے ہیں۔ ان میں سب سے اعلیٰ درجہ ہندوؤں میں رائج ہے۔ اسے مایاوی روپا کہتے ہیں۔ اس کے ذریعہ ایک شخص جو زندہ ہے ان لوگوں کو جو اس دنیا سے دوسری دنیا میں چلے جاتے ہیں۔ مردہ نہیں بلکہ زندہ سمجھتا ہے۔ اور ان سے وہی کام لے سکتا ہے یا کرا سکتا ہے جو ایک

زندہ شخص دوسرے زندہ شخص سے کرائیگا وہ تمام چیزوں کو حقیقی نہیں مانتا۔ بلکہ علم و ادراک جسے اہل ہند کی اصطلاح میں گیان کہتے ہیں۔ ایسا روشن ضمیر موت اور زندگی کے اسرار اور بھیدوں کا ماہر اور ان پر قادر ہوتا ہے۔

مایاوی روپا کے ذریعہ ایک شخص اپنے من یا آتما کو اپنے جسم کے باہر بھیج سکتا ہے۔ اور نہ صرف اس مادی دنیا ہی کی سیر کرسکتا ہے بلکہ عالم ارواح میں بھی جاسکتا ہے۔ اور غیر فانیوں سے ایک غیر فانی ہوسکتا ہے۔ اور بے حد آنند سکھ حاصل کرسکتا ہے۔

جو لوگ روشن ضمیری میں ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس کی ابتدا اور مشق مختلف طریقوں میں کرتے ہیں حبس دم بھی ایک طریقہ کی روحانی مشق ہے اس میں بھی اس کے کرنے والے یا عامل کو آنند ملتا ہے۔ اور جب وہ اس پر قادر ہوجاتا ہے تو اس کے ذریعہ کشف اسرار بن جاتا ہے۔ ●●

مصیبت اور فتنوں کا زمانہ

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو برس قبل یہ پیشین گوئی فرمائی تھی کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا جب دنیا فتنوں سے بھر جائے گی اور جابجا فساد برپا ہوں گے چنانچہ صحیح حدیث ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آئندہ زمانہ میں ایسے فتنے اٹھیں گے کہ ان فتنوں کے زمانے میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہوا چلنے والے سے بہتر ہوگا۔ اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا اور جو ان فتنوں کی طرف جھانکے گا وہ اس کی طرف جا گریں گے (یعنی اسے اپنی لپیٹ میں لے لیں گے) اس زمانے میں جس کو کوئی پناہ کی جگہ مل جائے وہاں پناہ حاصل کرلے۔ (بخاری و مسلم)

اس پیشین گوئی کی روشنی میں جب ہم دنیا پر ایک گہری نظر ڈالتے ہیں تو ہم کو محسوس ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ و فساد کے جس زمانے کے بارے میں پیشین گوئی فرمائی ہے وہ زمانہ آگیا ہے چنانچہ گذشتہ جنگ عظیم میں جب جنگ زدہ ممالک [illegible] تھی تو اس وقت سب سے بہتر آدمی وہی تھا جو کسی پناہ کی جگہ چھپ جاتا تھا۔ ورنہ دوسرے تمام اشخاص بری طرح سے بمباری کا نشانہ بن جاتے تھے۔ اور اب جبکہ ایٹم کی ایجاد اور دوسری خطرناک ایجادیں سامنے آگئی ہیں تو حالات اور بھی تشویشناک ہوگئے ہیں۔ اسکے علاوہ دنیا کے گوشے گوشے میں طرح طرح کے فتنے اور فسادات برپا ہیں اور کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ واقعی یہ بڑا ہی نازک زمانہ ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ حالات و واقعات پر غور کرنے کے بعد عبرت حاصل کریں۔

[illegible] اور دعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انسانیت پر احسان

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۱) ارواحنا فداہ نے محروم و مجبور انسانیت کو دوبارہ دعا کی دولت عطا فرمائی اور بندوں کو خدا سے ہمکلام کیا اور دعا کی کیا دولت عطا فرمائی "بندگی کی بلکہ زندگی کی لذت اور عزت عطا فرمائی" اس مطرود انسانیت کو پھر اذن باریابی ملا اور آدم کا بھاگا ہوا فرزند پھر اپنے خالق و مالک کے آستانے کی طرف یہ کہتا ہوا واپس ہوا:

بندۂ آمد بدرِ دوست بگریختہ

آبروئے خود بعصیاں ریختہ

دعا سے محرومی کا ایک سبب

دعا سے محرومی کا ایک بڑا سبب جاہلیت کا یہ غلط خیال تھا کہ خدا ہم سے بہت دور ہے ہماری آواز وہاں کہاں پہنچ سکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان فرمایا اور یہ مژدہ سنایا کہ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرۃ ۲۳)

ترجمہ: "اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں تو نزدیک ہوں دعا کرنے والوں کی دعا قبول کرتا ہوں۔"

حقیقی نافع و ضار

دوسرا غلط عقیدہ یہ تھا کہ خدا کے سوا کوئی اور بھی نفع و ضرر کا مالک اور انسانوں کی امداد و اعانت پر قادر ہے۔ اس عقیدہ نے دعا و استعانت کو حقیقی نافع و ضار سے ہٹا کر خیالی معاونوں اور مددگاروں کی طرف منتقل کردیا تھا اور عالم کا عالم شرک و بت پرستی کا شکار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری قوت اور وضاحت کے ساتھ اس فرمان کا اعلان کیا جس میں آپ ہی کو خطاب تھا۔

ترجمہ: "کہہ دو اے لوگو! اگر تم میرے دین میں شک میں ہو تو اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا بلکہ میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہیں وفات دیتا ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ ایمان والوں میں رہوں اور یہ بھی کہ یکسو ہو کر دین کی طرف رخ کئے رہوں اور مشرکین میں نہ ہوں اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار۔ جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ برا پھر اگر تو نے ایسا کیا تو بے شک ظالموں میں سے ہوجائے گا۔ اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کو کوئی ہٹانے والا نہیں۔ اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے۔ تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے۔ اپنا فضل پہنچاتا ہے۔ اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ ●●

پتھر اور انسانی زندگی

خواجہ شمس الدین عظیمی

قسط ۔ ۲

زمرد زمرد یا زبرجد کے رنگ کا نگینہ انگوٹھی میں پہننے سے مرگی کا دورہ نہیں پڑتا۔ دل کی طاقت بڑھ جاتی ہے دوران حمل میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا۔ آنکھوں کی روشنی بڑھ جاتی ہے۔ خوفناک خواب نظر نہیں آتے۔ پیدائش کے وقت زمرد یا ہرے رنگ کا نگینہ زچہ کے پاس ہو تو بچہ کی ولادت آسان ہو جاتی ہے۔ اس کے رنگ مندرجہ ذیل ہوتے ہیں۔

چقندر کا رنگ، لوبیے کے رنگ کا رنگ، طوطے کے پر کا رنگ، قلمی کا رنگ، اور درخت کے پتے کا رنگ۔

ہیرا ہیرے کے کئی رنگ ہوتے ہیں۔ ان میں گلابی رنگ بھی شامل ہے۔ اور سفید کے علاوہ سبزی مائل اور زردی مائل۔ ان رنگوں کے معمولی نگینے میں بھی وہی اثرات ملیں گے جو ہیرے میں موجود ہیں۔ اصل دھیرو ہی رنگ ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ہیرے کے رنگوں سے امراض کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ طریقہ یہی ہے کہ ہیرے کے رنگ کا کوئی نگینہ انگوٹھی میں پہنا جائے اور اس نگینہ کو کبھی کبھی پانی میں دھو کر پانی پی لیا جائے۔ ہیرا اور ہیرے کے رنگ کے نگینے برص (سفید داغ)، جذام، شادی کی بیزاری، درد ناکی، مالیخولیا اور نظر بد سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اس کی موجودگی میں آسمانی بجلی انسان کے اوپر نہیں گرتی۔ ہیرے کے رنگ کا نگینہ ہیرے کی طرح انسان کے اندر ہمت اور شجاعت پیدا کرتا ہے۔ جس سے وہ اپنے دشمنوں پر غالب رہتا ہے۔

ہیرے کے چھوٹے اور باریک ٹکڑوں کو ہیرے کی کنی کہا جاتا ہے۔ ہیرے کی کنی اگر کوئی شخص نگل لے تو اس کا جگر پاش پاش ہو جاتا ہے۔

نوٹ: احتیاط کا تقاضا ہے کہ ہیرے کو پانی میں دھو کر پانی نہ پیا جائے البتہ ہیرے کے رنگ کے کسی نگینہ کو پانی میں دھو کر پانی پینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

پکھراج پکھراج یا پتا، ہلکا نیلا، ہلکا سبز، گلابی، نارنجی اور زرد رنگوں میں ملتا ہے۔ ان ہی رنگوں میں سے کسی رنگ کا نگینہ آدمی کے اندر ہر قسم کی قوت بڑھاتا ہے۔ عقل میں اضافہ کرتا ہے۔ اور نسیان سے محفوظ رکھتا ہے۔

یاقوت یاقوت کا تعین جوان رنگوں کے اوپر مشتمل ہوتا ہے۔ سرخی مائل چیسا ہی، شفتی رنگ، ابیز رنگ، نیلا رنگ، سرمئی رنگ، الٹی رنگ، کاہی رنگ، شمسی رنگ، ترنجی رنگ۔

آدمی ان رنگوں میں سے کسی رنگ کا نگینہ پہنے ہوئے ہو۔ یا یاقوت پہنے ہوئے ہو، ایک ہی بات ہے۔ مقصد یکساں حاصل ہو گا۔ یاقوت یا یاقوت کے رنگوں پر مشتمل کوئی نگینہ، طاعون سے محفوظ رکھتا ہے۔ خون صاف کرتا ہے۔ اس کو منہ میں رکھنے سے دل کو فرحت اور طاقت حاصل ہوتی ہے۔ پیاس کی شدت ختم ہو جاتی ہے۔ لوگ اس شخص کی عزت کرتے ہیں، جو انگوٹھی میں یاقوت یا ان رنگوں میں سے کسی رنگ کا نگینہ پہنتا ہے۔

عقیق عقیق عام طور سے سستے داموں میں مل جاتا ہے۔ اس وجہ سے عوام کیلئے قابل حصول ہے۔ عقیق کے رنگ یہ ہوتے ہیں۔ کتھے کا رنگ، زرد رنگ، سفید رنگ، زرد اور سرخ رنگ، زردی مائل رنگ، سفیدی مائل رنگ۔ ان رنگوں میں سرخ رنگ سب سے زیادہ بہتر ہے۔ اس کے فوائد درج کئے جاتے ہیں۔

عقیق دانتوں کو جلا دیتا ہے اور مضبوط کرتا ہے۔ گندہ ذہنی کو رفع کرتا ہے۔ دل و دماغ کو فرحت دیتا ہے۔ خون کو صاف کرتا ہے۔ جلدی امراض مثلاً پھوڑے پھنسی سے حفاظت کرتا ہے۔ اکثر لوگ اسے برکت اور قبولیت دعا کیلئے پہنتے ہیں۔

لہسنیا انگریزی میں اسے CATEYES کہتے ہیں۔ یہ بلی کی آنکھ کی طرح ہوتا ہے۔ اس پتھر کا رنگ خواہ کچھ ہو لیکن اس کے اندر ایک سفید چمکدار دھاری ضرور ہوتی ہے۔ اس کے چار رنگ ہوتے ہیں۔ زرد، بھورا، سبز اور سیاہ۔ سبز اور زیتونی رنگ کا پتھر اچھا مانا جاتا ہے۔ یہ پتھر ولادت میں آسانی پیدا کرتا ہے۔ آسیب، اوپری اثرات اور جادو ٹونے سے محفوظ رکھتا ہے۔ جیسے باطنی کی بڑی آنکھیں ہیں اس کو پہننے سے ڈراؤنے خواب نظر نہیں آتے۔

سنگ سلیمانی سنگ سلیمانی عقیق کی ایک قسم ہے۔ یہ پتھر انسان کے ناخن سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ اس کا رنگ سیاہی مائل بھورا ہوتا ہے۔ اس پر سفید، سبز، بھورے اور سیاہ رنگ کے طبقات ہوتے ہیں۔ یہ پتھر نقش و نگار بنانے اور کتبے لکھنے کے کام بھی آتا ہے۔ اس کے پہننے والا "مرگی" سے محفوظ رہتا ہے۔

UPLOAD BY SALIMSALKHAN

ہاتھ بولتا ہے

نہایت ہی دلچسپ مضمون جس میں ایک ماہر دست شناس نے دست شناسی حضرات کی معلومات کیلئے سیف الدین حسام الحق نے ہاتھ کی لکیروں کا جائزہ لیا ہے اور مستقبل کے امکانات کا جائزہ لیتے ہیں۔

آج سے پچیس تیس سال پہلے پروفیسر اکرم ملک کی ایک کتاب شائع ہوئی تھی "ہاتھ کی لکیریں" اس میں اس وقت کے اور مشاہیر کے علاوہ محمد علی جناح بانی پاکستان کے ہاتھ کا نقشہ بھی تھا۔ اس ہاتھ کی دیگر لکیروں کا تو ہمارے موضوع سے تعلق نہیں لیکن ایک نہایت ممتاز علامت ان کے ہاتھ پر تھی، جسے قوس سلیمانی کہتے ہیں۔

یہ قوس انگشت شہادت کے عین نیچے مشتری کے ابھار پر ہوتی ہے۔ (ملاحظہ فرمائیں خاکہ نمبر ۱ میں ق س) لیکن یہ بہت ہی کم دیکھنے میں آتی ہے۔ پروفیسر صاحب کی مندرجہ بالا کتاب پڑھ کر میرا تاثر یہ تھا کہ یہ قوس کسی سربراہ مملکت کے ہاتھ پر ہوتی ہے۔ یہ تاثر اس وقت مزید پختہ ہو گیا جب پانچ چھ سال پہلے ایک صاحب نے مجھے امام خمینی سربراہ ایران کے ہاتھ کے پرنٹ دیتے ہوئے ان کا مطالعہ کر کہا۔ قوس سلیمانی (یا سلیمانی انگوٹھی) میں نے آیت اللہ خمینی کے ہاتھ پر بھی نہایت واضح دیکھی۔ چنانچہ اس وقت تک میں یہی سمجھتا رہا کہ یہ محض کسی بادشاہ یا سربراہ مملکت کے ہاتھ پر ہوتی ہے۔

لیکن عملی پامسٹری میں جب میں نے اسے مختلف صورتوں میں کئی ہاتھوں پر دیکھا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ قوس ان لوگوں کے ہاتھوں پر ہوتی ہے، جن کی شخصیت میں دوسروں کیلئے نہ صرف کشش ہو بلکہ لوگ ان سے بآسانی مرعوب بھی ہو جاتے ہوں۔ یہ لوگ فیصلہ کن پوزیشن میں ہوتے ہیں۔ لوگوں کے نہایت اہم مسائل پر فیصلہ صادر کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے ملنے والوں پر اس طرح نظر ڈالتے ہیں کہ ان کی نظر میں انگلے آر پار ہو جاتی ہیں اور وہ ان کا بھر پور تجزیہ کر لیتے ہیں۔ ان کے پاس نفسیات کی ڈگری نہیں ہوتی "لیکن وہ انسانی نفسیات کے مطالعے کو مطالعہ کی ڈگری" سے سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ اس قوس کی مزید تفصیلات کیلئے اب دو مزید ہاتھوں کا تجزیہ کرتے ہیں:

خاکہ ۲ ملاحظہ فرمائیں۔ یہ صاحب مجھے ہاتھ دکھانے کیلئے باہر تشریف لائے۔ ملاقات کے وقت کا تعین پہلے سے تھا۔ تو آدمی کتنی دور سے آئے۔ میں اپنے معمول کے پروگرام تلپٹ کر کے ہاتھ نہیں دیکھ سکتا۔ ان صاحب نے ہمارا ملاقات کا وقت پہلے سے طے شدہ تھا۔ یہ تشریف لائے تو میں ان کی شخصیت سے متاثر ہوا اور انکار نہ کر سکا۔ اور جب ہاتھ دیکھا تو میں قوس سلیمانی دیکھ کر ٹھٹکا اور جب انہوں نے بتایا کہ وہ پچاس ہزار روپے ماہوار تنخواہ لے رہے ہیں تو میں ہکا بکا رہ گیا۔

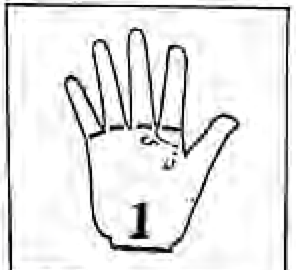

ان صاحب نے باقاعدہ میٹرک پاس نہیں کی تھی۔ اگرچہ بعد میں اپنی علمی صلاحیت کو کافی بڑھایا لیکن بچپن میں جوانی میں بھی جب بھی وہ دوسروں سے منفرد اور الگ نظر آنے کی کوشش کرتے۔ مثلاً جب یہ فوج میں سپاہی تھے تو افسران بالا کی توجہ حاصل کرنے اور اپنے ساتھیوں سے آگے بڑھ جانے کیلئے غیر معمولی کام کرتے۔ اچھے خاصے جیب مر رہے لیکن فوجی زندگی میں اگر کسی ڈراے میں حصہ لیتے تو ہر تماشائی کے لئے کرتب اور ادائیں دکھاتے۔ انہوں نے کئی پیشے تبدیل کئے۔ بالآخر اب ایک بڑی پرائیویٹ کمپنی کے جوائنٹ کے عہدے پر ہیں۔ یعنی یہ لوگ جو ہر دو جگہ نہیں رہ سکتے اس کیلئے دو وقت ہی نہیں ہیں۔ وہ جہاں ہوں گے اپنے میدان میں آپ ہیرو ہوں گے۔

ان لوگوں میں بلا کی قدرتی صلاحیت ہوتی ہے اور انسانی فطرت کا مطالعہ کرنے کے علاوہ انہیں پر اسرار علوم میں نہ صرف دلچسپی ہوتی ہے بلکہ مہارت بھی۔ ہمارے زیر بحث جو صاحب ہیں ان کی پامسٹری میں دلچسپی کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ وہ اتنی پامسٹری جانتے تھے کہ میرے ہر جواب پر وہ فوراً تبصرہ کر دیتے۔

لیکن ان کی تمام صفات صرف قوس سلیمانی کی بنا پر نہیں ہیں۔ یعنی قوس سلیمانی کے ساتھ دماغی لکیر اور لمبے انگوٹھے کا ہونا ضروری ہے۔ خاکہ ۲ میں اعلیٰ صفات کی علامات یہ ہیں: عمدہ اور طویل دماغی لکیر "الف" اور لمبا نوکیلا انگوٹھا جو کہ قوت ارادی اور عمدہ قوت فیصلہ کا مظہر ہوتا ہے۔ سب سے بڑھ کر ان کی انگشت شہادت کی لمبائی، درمیانی انگلی سے بھی کسی قدر لمبی ہے۔ یہ تمام چیزیں گویا انفاد کا کام دیتی ہیں۔ قوس سلیمانی کے بار آور ہونے کیلئے۔ لیکن اب اس کے مقابلے میں ملاحظہ فرمائیں۔ یہ صاحب بھی کاروباری آدمی ہیں۔ ان کے ہاتھ پر قوس سلیمانی دو ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں کی صورت میں ہے۔ (خاکہ ۳ اور ب)

اس ہاتھ میں دماغی لکیر تو قریباً اتنی ہی طویل ہے جتنی خاکہ ۲ میں۔ لیکن ان کا انگوٹھا چھوٹا اور بھدا ہے۔ جو اس بات کی نشانی ہے کہ ان صاحب کے کردار میں دلیل اور قوت فیصلہ یا قوت ارادی متوازن نہیں ہے نیز ان کی انگشت شہادت بمقابلہ خاکہ ۲ کے چھوٹی ہے اور اس میں رعب و دبدبہ کی کمی ہے۔ اس قوس سلیمانی

کو میں ان ستاروں سے تشبیہ دیتا ہوں جو مشتری کی آغوش میں جنم لیتے ہیں۔ میں تحقیق کرتے ہیں لیکن ہر شخص کی ہر خواہش پر چھناؤ ادھورا چھوڑا جاتا ہے۔ یہ لوگ دوسروں کے تقاضے خواہ کتنے ہی کامیاب نظر آئیں لیکن خود اپنے معیار کے مطابق انہیں آئندہ بھی کامیابی نصیب نہیں ہوتی اور اس بے اطمینانی کا اظہار وہ صاف طور پر کرتے ہیں۔ خاکہ دو میں ہیں ان صاحب کی ناکامی کی وجوہات سامنے نظر آتی ہیں۔

علاوہ چھوٹی انگوٹھے اور چھوٹی انگلیوں کے ان کے دل کی لکیر کا آغاز مشتری کی شکل کی ہے یعنی جزیرہ والا کا ایک مجموعہ جزیرہ دلی معاملات کی ناہمواری کی علامت ہے۔ دل کی جسمانی کارکردگی میں خامی ہونے کے علاوہ یہ ان کی جذباتی ناآسودگی کی نشانی بھی ہے۔ یعنی ان کی جذباتیت ان کے فیصلوں کی صحت پر اثر انداز ہوتی ہے اور دماغی لکیر کی خرابی دل کی لکیر کی خامیوں کے مقابلے میں کمزور پڑ گئی ہے۔ ان کی عقل اور دل کی جنگ میں عقل کو ہمیشہ شکست کھانی پڑی اور دل ہمیشہ عقل کو … پر غالب آتا رہا۔

دوسری قابل ذکر خامی جس نے قوس سلیمانی کی صفات کو ابھرنے دیا اور جس کے ابھار کا عمومی طور پر وسیع اور ابھرا ہونا ہے۔ یہ شخص اپنا وقت، روپیہ، جذبات دوسروں کیلئے ضرورت سے زیادہ قربان کرتا ہے۔ دوسروں کے کام آنا بری بات نہیں۔ نیکی ہے لیکن یہ قربانی اپنی بہبودی کی قیمت پر نہیں ہونی چاہئے۔

یہی بات ہو بہو پامسٹ دوسرے رنگ میں کہتے ہیں۔ ان کے خیال میں قوس سلیمانی کے حامل نے زندگی بھر جو تجربات حاصل کئے ہوتے ہیں جو سبق سیکھے ہوتے ہیں اس سے اس میں جو عقل پیدا ہوتی ہے وہ اس کا بھرپور اور صحیح استعمال کرتا ہے۔ دوسرے عقلمند ہونے کے باوجود اس کو صحیح طور پر استعمال نہیں کرتے۔ یا ان کی پلیٹ کو عقل کی ان میں کمی نہیں ہوتی لیکن اس کا باموقع استعمال وہ نہیں کر پاتے۔

قوس سلیمانی کا حامل بہت حساس ہوتا ہے اور وہ دوسروں کی دلی کیفیات کو سمجھ لیتا ہے۔ جتنا اگر ہم کو علم نجوم اور احادیث النجوم سے کوئی واقفیت ہو تو پھر بات کی تائید ہوتی ہے۔ ایک تو لوگوں کی پیشہ

یہاں ان کو پورے ٹوکرے کے پچھواڑے میں ڈال دیا جاتا ہے اور انہیں سرکاری طور پر دوسروں سے الگ رکھا جاتا ہے۔ انہوں نے ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہوتے ہیں کہ لوگ انہیں متاع عزیز سمجھ کر سنبھال سنبھال کر رکھتے ہیں۔ لیکن اگر وہ سربراہ مملکت بھی ہوں تو بھی وہ دوسروں سے الگ رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ وہ دوسروں سے نفرت کرتے ہیں بلکہ ان کی سوچ کا انداز ہی ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ میں مست

رہتے ہیں۔ ان کی خلوت ہی ان کے لئے جلوت ہوتی ہے لیکن اگر وہ جلوت میں آ جائیں تو عوام انہیں اور وہ عوام کو پیار کرتے ہیں۔ ان کی مسکراہٹ اور محبت کم دیکھنے میں آتی ہے اور جب بھی پیار بھری اور مشفقانہ ہوتی ہے۔

قوس سلیمانی کا حامل نہ صرف پیشہ ور استاد تو نہیں ہوتا لیکن وہ اپنی گفتگو اپنے عمل اور اپنی سوچ کے اثرات دنیا کو کچھ نہ کچھ سکھاتا رہتا ہے۔ اس کے نزدیکی حلقے کے لوگ اس سے رابطے کے بعد اپنے اندر ایک بے انتہا اور غیر محسوس تبدیلی مراجعت کرتے ہوئے محسوس کرتے ہیں۔ اس کی باتیں ایسے تیکھے ہوتی ہیں جو اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ ان کی ہر بات مدلل اور وزنی ہوتی ہے۔ مجھ سے سوال کیا گیا تھا کہ کیا پیشانی پر مملکت کے سربراہ کے ہاتھ پر ہونا چاہئے؟ اس کا جواب میں نے "نہیں" میں دیا تھا کیونکہ جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں اکیلا قوس سلیمانی کا نشان سربراہ بنانے والا نہیں۔ یہ کسی بھی ہاتھ میں اول تو صبر کی حیثیت کا حامل ہے۔ بادشاہ ہر حال میں اور صورت میں اول درجے کا حامل نہیں ہوتا جو دنیوی بادشاہ یا سربراہ ہونے کے ساتھ ساتھ وہ دلی بادشاہ اور

کی کشش شخصیت کے اعتبار سے اعلیٰ شخصیت رکھتا ہو۔ یا اپنی حکمت یا حکومت میں ذہانت و فطانت کے لحاظ سے بھی ستے اور رہو۔ قوس سلیمانی کے حامل کے متعلق کہا جاتا ہے۔ (اگر اس کے ہاتھ پر دماغی لکیر کا جھکاؤ بھی قمر کے ابھار کی طرف ہو اور لمبائی بھی اتنی کہ یہ قمر کے ابھار تک پہنچ گئی ہو) تو یہ شخص پر اسرار علوم میں نہ صرف دلچسپی رکھتا ہے بلکہ ان علوم میں ماہر بھی ہے۔ میں نے عملی طور پر اس بات کو خاص حد تک درست پایا ہے۔ میں نے دیکھا کہ قوس سلیمانی جتنا مکمل ہے یعنی بغیر جوڑ توڑ کے ہے اتنا ہی (اس خاص ——— COMBINATION) میں آ کر پر اسرار علوم کی صلاحیت کھل کر سامنے آتی ہے۔ مجھے پر اسرار علوم پر نظریاتی بحث مقصود نہیں ہے۔ بات عملی نتائج کی ہو رہی ہے چنانچہ خاکہ ۲ میں جس شخص کا ہاتھ دکھایا گیا ہے یہ شخص میرے پاس بیٹھ کر بعض اوقات جب یہ کہتا "میرے بیٹے کو اس وقت یہاں آنا چاہئے" تو چند منٹ بعد اس کا بیٹا آ جاتا اور وہ اس سے کوئی ضروری کام کہہ دیتا۔

یہ شخص ایک دن میرے پاس بیٹھا تھا اچانک پریشان ہو گیا۔ کہنے لگا: "میرے پیٹ میں کچھ ہو رہا ہے" میں نے کہا چلئے ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔ کہنے لگا: "نہیں یہ محض REFEREDPAIN ہے۔ درد کسی اور کے ہو رہا ہے۔" وہ اس دن بہت پریشان رہا۔ اگرچہ وہ درد چند منٹ میں کم ہو گیا تھا۔ تیسرے چوتھے دن اسے وطن سے ایک عزیز دوست کا خط آیا کہ وہ تین چار دن پہلے (عین اس وقت جب ان صاحب کے پیٹ میں درد ہوا تھا) وہ ڈنر میں بیٹھا ایک پن (سوئی) اسے دانتوں میں خلال کر رہا تھا کہ پن نگل گیا۔ فوراً تکلیف شروع ہو گئی۔ دوست کو ہسپتال لے جایا گیا۔ آپریشن وغیرہ کی نوبت نہ آئی۔ سوئی پاخانے کے ساتھ نکل گئی۔ لیکن ان صاحب کو یہاں میرے پاس بیٹھے جو تکلیف ہوئی وہ ان کے شدید تخیل کی غلامی تھی ——— قوس سلیمانی محمد علی جناح مرحوم، خمینی اور ذوالفقار علی بھٹو … تینوں کے ہاتھوں پر موجود ہے اور ان میں ایک قدر مشترک نہایت واضح ہے کہ ان سب کی شخصیت اپنے عوام میں بہت مقبول ہے اور یہ سب اپنے عوام کے دلوں پر راج کرتے تھے۔ لیکن ایک اور بات

کی طرف دھیان دینا بہت ضروری ہے اور وہ ہے ان کی دماغی لکیر۔ تینوں مشاہیر کے ہاتھوں پر دماغی لکیر خاصی طویل ہے اور اگر کہیں ہے تو جھکاؤ محض ہے تو بالکل معمولی سا۔ یعنی قمر کے ابھار کی طرف نہیں ہے جو تخیلات کی فراوانی کا ابھار ہے بلکہ یہ تینوں حقیقت پسند ہونے کے بجائے عمل آرہی تھے۔

لیکن ایک ہاتھ مجھے ایسا دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے جس پر سلیمانی انگوٹھی میں ایک مختصر سا واضح جزیرہ ہے اور خط دماغ اپنے انجام کی طرف بالکل قمر کے ابھار کی طرف جھکا ہوا ہے۔ (خاکہ شماره س اور ع)

یہ ہاتھ ایک خاتون کا ہے جو تقسیم ہند سے قبل دیکھا گیا تھا۔ جو اب انتقال فرما چکی ہیں۔ یہ مرحومہ "بی بی جی" کہلاتی تھیں۔ یکے بعد دیگرے چار خاوند مر گئے تو بیوگی کو قبول کیا اور اس کے بعد تمام عمر نماز، روزہ اور تسبیح کا سہارا لیا۔ بیٹے تھے جو شروع میں معمولی کام کرتے تھے ان (بی بی) کی تسبیح ایک ہزار دانوں کی تھی اور ان کو ہمیشہ اپنی جگہ پر بیٹھے یا تسبیح کرتے دیکھا گیا یا نماز پڑھتے۔ لیکن یہ تعویذ گنڈہ کا باقاعدہ کام کرتی تھیں۔ صبح کے وقت جب یہ قرآن کا ورد کر کے چلے جاتے تو ضرورت مند مرد اور عورتیں ان کے پاس آنا شروع ہو جاتے۔ یہ پہلے ان کی طرف دھیان نہ دیتیں اپنی یاد الٰہی میں معروف رہتیں اور پھر ان کے سلام کے جواب میں ماتھے پر تیوری ڈال کر انہیں تبرک دیتیں اور ایک بار پھر تسبیح میں معروف ہو جاتیں۔

لوگ انتظار کرتے رہتے۔ آخر کار یہ تسبیح ختم کر کے نہایت تحکمانہ لہجے میں کہتیں: "کیا ہے؟" لوگ اپنا دکھڑا بیان کرتے تو پہلے تو یہ انہیں دو چار جھڑکیاں دیتیں، پھر پوچھتیں "کیا لائے ہو؟" روپیہ پیسہ یا جنس کی صورت میں لوگ جو کچھ لاتے اگر وہ توقع سے کم ہوتا تو وہ جتنا کم ہوتا اسی کے دن بعد انہیں دوبارہ آنے کو کہتیں۔

نقد رقم یہ اپنے مصلے کے نیچے رکھتیں اور جنس نوکروں کے پاس اندر بھجوا دیتیں اور پھر لوگ کے دعا کے لئے پھونک کر کوئی تعویذ نکال دیتیں جو ضرورت مند مرد یا عورت کے گلے میں باندھ دیا جاتا کبھی کسی دعا کے … کو گڑ پر پڑھ کر دیتیں کہ فلاں دشمن کے گھر میں پھینک دینا کبھی زعفران کی روشنائی سے کاغذ پر لکھ دیتیں اور ہدایت کرتیں کہ جو شخص تکلیف

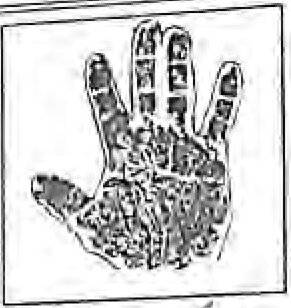

دے رہا ہے کسی طریقے سے اسے پانی میں گھول کر پلا دینا۔

جو لوگ بیماروں کو لے کر آتے یہ ان پر پھونک بھی مارتیں، کچھ پڑھ کر پانی کے چھینٹے بھی مارتیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب دودھ دو آنے کا سیر … خالص گھی ایک روپیہ سیر تھا، اس میں ہر روز ان کا ایک روپیہ ماہوار ہوتا تھا اور اس کی قیمت پانچ سو روپیہ اس زمانے میں یہ فیس پانچ سو روپیہ سے زیادہ ہوا کرتی تھی اور ان کے بیٹوں نے دیکھتے ہی دیکھتے امیروں کے معیار کے مطابق خوبصورت کوٹھیاں بنا لیں اور دوسروں کے مقابلے میں بڑی عمدہ دکانیں کھول لیں۔ بحث مقصود نہیں ہے کہ میں اس کام کا قائل ہوں یا نہیں اب اتنا زمانہ گزر جانے کے بعد کسی تبصرے کی ضرورت ہے لیکن اس قسم کے درجنوں کیسز بتا سکتا ہوں جو پامسٹری کی رو سے کہہ سکتے ہیں۔

قوس سلیمانی اس ہاتھ پر بہت اور ظاہر ہے کہ یہ مجسمہ بنا خاص و عام ہر جیسے نے سب سے زیادہ حمد و ثنا کی جو بحیثیت مجموعی تھیں ان کے والد پر حکومت کرتی تھیں لیکن قوس سلیمانی پر جزیرہ ہے "وہ شخص اس ہاتھ پر دیکھا گیا"

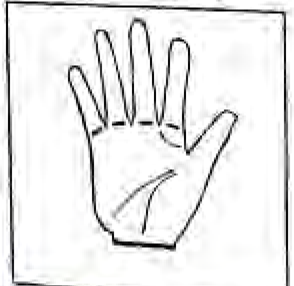

وہ معمولی سا ہے تو خالص … میں جب اور قریب ہوا تو سبق نہ آیا ہے لیکن جزیرہ اور قوس سلیمانی یعنی اس کی ایک ہاتھ پر دیکھا گیا۔

جزیرہ ویسے تو کسی ہاتھ پر ہو کسی کی کسی نہ کسی خامی اور شدت کو ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً اگر جزیرہ دل کی لکیر پر ہو تو یہ اعصابی کمزوری یا دل کی بیماری میں مبتلا ہونے کی علامت ہے۔ الغرض اس پر تو جتنے جزیرے ہر جگہ جزیرہ جس جگہ ہو وہ تمام اوصاف والی انگلی کے برج کی خامی بتائے گا۔ اگر خط دماغ پر جزیرہ ہو تو اس شخص کی سوچ میں خامی ہوگی۔ اسی صورت میں یہ جزیرہ بعض دوسری لکیروں کے ساتھ کسی ایسے حادثے کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے جس میں حامل کے سر پر چوٹ آئے۔

خط سلیمانی (یا قوس سلیمانی) پر جزیرہ کو کسی کتاب میں کہیں پڑھا، دیکھا (انگریزی یا اردو) میں خلافت یا تکلیف دہ اور تجربے سے کام لیا جا سکتا ہے۔ یہ جزیرہ خط سلیمانی کی صفات کے منفی پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے یعنی لوگوں کے دلوں میں ان خاتون کا ادب و دبدبہ اور عزت سب چیز موجود تھی۔ لیکن یہ لوگوں کی طرف سے خوف بھی تھا لیکن ان بی بی جی کی طرف سے یہ معاملہ محض تجارتی تھا۔ وہ محض ایسے نکتے جانتی تھیں جو زیادہ تر تجارت کی شکل اختیار کر لیتے تھے۔ اہل مذہب کو نام نہاد دکان کا مقصود نہیں۔ محض حقائق کا اظہار ہے کہ بزرگ والا گھر کی مالک ہونے کے باوجود جب انہوں نے انتقال کیا تو گھر سے گرد لپٹے ہوئے ایک تکیے میں آٹھ سو کی رقم بندھی ہوئی تھی۔ اس پر لوگوں میں خاصی چہ میگوئیاں ہوئی تھیں۔ وہ رقم گھر والوں سے بھی چھپائی گئی تھی۔ وہ لوگوں کی باتیں سننے کے بجائے گھر والے پہلے ہی وہ رقم نکال لیتے۔ وہ تو جب غسل دینے والی میت کو غسل دینے آئی تو اس نے یہ رقم نکالی۔

اس ہاتھ کا مختصر سا جائزہ لینے میں کوئی قوس سلیمانی کی اس پہلو کا بہت سبق مل جائے۔ اگر گستاخی پر محمول نہ کیا جائے تو یہ اسے ایک ایسی جنس کی نشانی سمجھتا ہوں جس کے کردار کا منفی پہلو پوری طرح موثر ہونے کے باوجود چھپا رہا ہو اگر یہ ہوتا تو کھل کر سامنے آ سکتا۔ وہ سرد گرم زمانے والی سلطنت کرتی تھی اس کی شخصیت میں لوگوں کیلئے

کوشش تھی۔ لیکن یہ سب بے کار ثابت ہو رہی تھی۔ لوگ اس کے پاس اپنے مسائل لے کر آتے تھے لیکن وہ ان کے دکھوں، تکلیفوں سے زیادہ عداوت کی فکر کرتی تھی۔ ایسی ہی ایک عورت تھی جو دوسروں کو اور اپنا بچا دینا چاہتی تھی لیکن جو نہ کرتا تھا اسے وہ جلا کرتی تھی اور کچھ دنوں بعد پھر لاتی۔ دیکھتے ہی دیکھتے چند برسوں میں اس کے بیٹوں کے کاروبار ٹھپ ہو گئے اور اس کے اپنے گھر کو ملیہ میٹ بنا گیا۔

خط سلیمانی کو بلکہ ذر کشش و محبت کی نشانی ہے۔ اگر کوئی عورت جس کے ہاتھ پر یہ ہو، اسے لوگ چاہتے ہیں۔ اس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ اگر وہ دل سے چاہتے ہیں لیکن خود یہ لوگوں سے محبت نہیں کرتے لوگوں کیلئے ان کے دل میں کوئی کشش نہیں ہوتی اور یہ دل کے بجائے دماغ سے سوچتے ہیں۔

بھوانی کھرے کے ہاتھ پر زہرہ کا ابھار اچھا خاصا بڑا تھا۔ اگرچہ انہوں نے چار شادیاں کی تھیں۔ لیکن زہرہ کا وسیع ابھار اس بات سے زیادہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا تھا کہ وہ دنیا اور اس کی رنگینیوں اور رنگینیوں میں پوری طرح غرق تھیں۔ کوشش کے باوجود ان کے ہاتھ پر نظر آنے والے کسی نشان یا علامت سے ان کی روحانیت کے متعلق کچھ اندازہ نہیں لگا سکا۔

ان کا انگوٹھا دیہاتی پور سے بیلا تھا یعنی نرمی اور مصالحت پسندی کا نشان تھی۔ ایسے شخص کو یہ پتہ ہوتا ہے کہ اسے کس موقع پر کیا بات کہنی ہے اور کیسے کہنی ہے اور کیا کام لینا ہے۔ ایسا شخص بیچ میں دوستی طور پر اختیار کرتا ہے۔

سب سے زیادہ دلچسپ ان کی روحانی لکیر تھی۔ یہ شہادت کی ایک بڑی شاخ (یعنی لکیر زندگی) سے ہو کر ابھار قمر کی طرف جاتی تھی۔ لیکن نصف فاصلہ طے کر کے یہ شاخ عطارد کے ابھار پر جا کر ختم ہوتی تھی اور جہاں یہ لکیر ختم ہوتی تھی وہاں عطارد کے ابھار پر ایک جال کا نشان تھا (انلارنگ) یہ صورت حال بڑی عجیب تھی۔

قمر کے ابھار کی طرف جاتی ہوئی روحانی لکیر اشتعال تخیل پسند ہونے کی علامت تھی یعنی یہ شخص سوچ کی گہرائی [illegible] کا [illegible] سکتا ہے اور [illegible]

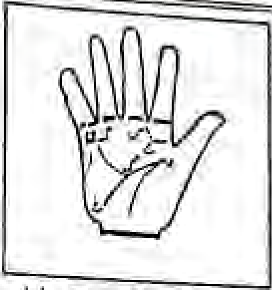

کیفیت طاری ہو گی تو اس کی عملی خاصیتیں بالکل ختم ہو جائیں گی۔ وہ اگر خود بیمار پڑ جائے تو ڈاکٹر کے پاس جانے کے بجائے تعویذ گنڈوں سے کام نکالنے کی کوشش کرے گا۔ یہ کچھ وہ اپنے مریضوں سے بھی کرے گا۔ اس لڑکی کے پاس اپینڈے سائٹ کا درد ایک مریض لایا گیا۔ انہوں نے اسے ہسپتال نہ بھیجا اور دم درود پر اکتفا کیا اور وہ بے چارہ مر گیا۔ اس وقت ایک انگریز نے اسے (LEGALISED MURDER) یعنی قانونی قتل کہا تھا۔

روحانی لکیر کی جو دوسری شاخ (کنگ) اور عطارد کے ابھار کی طرف جاتی ہے۔ وہ اصل میں اس بات کی تصدیق کرتی ہے۔ حساب کے اعتبار سے یہ اس لڑکی کے ہاتھ پر چالیس سال کی عمر میں شروع ہوتی ہے اور اس کی عمر میں وہ اپنے چاہنے والوں سے الگ ہو کر یاد الٰہی کی طرف راغب ہو گئی تھی۔ پامسٹری کا یہ کرشمہ ہے کہ وہ نفسانی دنیا میں دلچسپی رکھتی تھی۔ دلوں کے حال اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن یہیں اس نے جو علوم و فنون عطا کئے ہیں ان کی رو سے مذکورہ بالا بی بی کا دو طرح دنیا میں مکمل طور پر ملوث تھیں۔ اس بات کا ثبوت وہ آٹھ سو روپے تھے جو مرت

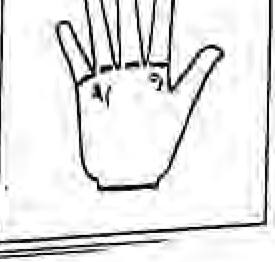

کے بعد ان کے جسم کے ساتھ بچے مر گئے تھے۔ واللہ اعلم ایسا کیوں تھا؟ لیکن جب یہ تمام بات الیو کو غسل دینے والی عورت نے خود دیکھا تھا جس نے اب بی بی کے جنازہ کے حوالے کی تھی۔

اس کے علاوہ عطارد کے ابھار پر جال (انکارنگ) بڑی نامبارک چیز ہے۔ یہ لیکن دیکھیں ہیرا پھیری کی نشانی ہے۔ قوس سلیمانی کے ساتھ اس جال کا ہونا بڑی عجیب اور انوکھی بات ہے۔ لیکن یہ قوس سلیمانی میں ہے تو دادا ۹۵ اس میں جذبہ ہے جو اس کی صفات کو غیر صحت مند قرار دیتا ہے۔ عام ہاتھوں پر یہ ہیرا پھیری اور کو جواب اور بدیانتی کی علامت ہے۔ لیکن اس ہاتھ پر یہ ذرا وہ اپنا یہ الزام لگاتا ہوں کہ یہ اپنے بے شمار چاہنے والوں اور عقیدت مندوں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے والی بات ہے۔ یعنی ان سے جتنا لیا جائے اس کے بدلے میں کم دیا جائے یا بالکل نہ دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

میڈیکل نشان

خاکہ میں تیسری انگلی اور عطارد کے ابھار کے درمیان تین عمودی سے نشان نظر آ رہے ہیں (م) اور ایک افقی لکیر انہیں کاٹ رہی ہے۔ اسے پامسٹری میں میڈیکل سٹگمیٹا (MEDICAL STIGMATA) کہتے ہیں۔ ہمارے یہاں عام طور پر اس کے غلط معنی سمجھے ہیں کہ یہ نشان ڈاکٹر کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔ ایسا لازمی طور پر نہیں ہوتا۔ اسے دراصل میڈیکل سٹگمیٹا کے بجائے .... (HEALING STIGMATA) کہنا زیادہ مناسب ہے۔ یہ نشان جس شخص کے ہاتھ پر ہو ایک تو اس میں بلا کی زبردست قوت تجزیہ ہوتی ہے۔ وہ محض سطح پر ایک نظر ڈال کر بتا سکتا ہے کہ اندر کیا کچھ ہو رہا ہے۔ لیکن اس کے ہر عمل ہر بات ہر کام میں دوسروں کیلئے صحت کا پیغام ہوتا ہے۔ صرف جسمانی صحت ہی نہیں بلکہ اس شخص کا عمل دوسروں کیلئے ہر طرح کا سکون، اطمینان مسرت اور خوشی لئے ہوتا ہے۔

ہر ڈاکٹر کے ہاتھ پر اس نشان کا ہونا ضروری نہیں ہوتا لیکن اگر کسی ڈاکٹر کے ہاتھ پر یہ نشان خوش قسمتی سے موجود ہو تو وہ صحیح معنوں میں ڈاکٹر ہوتا ہے۔ اس

BY SALIMSALKHAN

کی مرض کی تشخیص کی صلاحیت بھی پرفیکٹ ہوگی اور نسخہ بھی مکمل ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ میں بدرجہ اتم شفاء بھی رکھی ہوتی ہے۔ اس کی باتوں سے بھی شفا ہوتی ہے۔ اس کے جاتے ہوئے تو لگے بھی بہت بہتر ہوں گے وہ مٹی کی پڑیا باندھ کر دے دے گا تو وہ دوا سے بھی بہتر ثابت ہوگی۔ اس کا یہ مطلب بھی نہ لیا جائے کہ جس ڈاکٹر کے ہاتھ پر یہ نشان نہ ہو وہ ڈاکٹر ہی نہیں ہوتا وہ کبھی ڈاکٹر ہوتا ہے۔ اس نے ڈاکٹری کی سند حاصل کرنے کیلئے سالہا سال محنت کی ہوتی ہے اور تجربہ اور تعلیم دونوں اس کے رہبر ہوتے ہیں۔ وہ خوب محنت سے علاج کرتے ہیں تو شفا اللہ تعالیٰ دیتے ہیں۔ لیکن اس نشان والا پیدائشی ڈاکٹر ہوتا ہے۔ اگر اس کے پاس سند نہیں بھی ہے تو اس کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے شفاء دے رکھی ہوتی ہے۔

اگر یہ نشان کسی نرس کے ہاتھ پر ہو تو وہ اپنی باتوں اور حسن سلوک سے مریض کی بیماری آدھی تو دور کر دے گی۔ اس کے علاوہ بھی معاشرے میں کچھ ایسے چھوٹے موٹے لوگ موجود ہوتے ہیں جن کے اردگرد بیٹھنے والے یا ان کی باتیں سننے والے لوگ اپنے اندر ایک خوشگوار تبدیلی سا انقلاب محسوس کرتے ہیں اور وہ زندگی کے مسائل حل کرنے کے بہت قریب اور آسان سمجھنے لگتے ہیں۔ ان لوگوں کے ہاتھ پر بھی یہ صحت بخش نشان موجود ہوتا ہے

استاد کا نشان

بعض اوقات مشتری کے ابھار پر ایک تکون نہایت واضح اور آزاد و خود مختار مربع ہوتا ہے جو کسی اور لکیر کا حصہ نہیں ہوتا (خاکہ نمبر ۱۲) ابھی تک یہ نشان کسی ہاتھ پر نہیں دیکھا۔ لیکن یورپ دست شناسوں کا دعویٰ ہے کہ یہ مربع "استاد" کی علامت ہے۔

یعنی اس نشان کا حامل اچھا استاد ہو سکتا ہے ضروری نہیں اسکول میں ہی پڑھاتا ہو۔ اس کی قوت بیان و اظہار بہت عمدہ ہوتی ہے اور اپنے فن کا علم بھی اسے بہت ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ یہ تعلیم اسکول ہی میں دے۔ ورکشاپ میں کوئی ٹیکنیکل عالم بھی ہو سکتا ہے۔ کسی فیکٹری کا کوئی ایسا فورمین بھی ہو سکتا ہے جو اپنے ماتحتوں کو زیادہ سے زیادہ علم دینا چاہتا ہو۔ یہ نشان عام طور پر ایسے ہی لوگوں کے ہاتھوں پر موجود ہوتا ہے۔ ●●

سلسلہ طنز و مزاح

کعبے سے بتخانے تک

دیوبند کی کالی بلا

انشائیہ ملا ابو العرفان مکی

خدا خدا کر کے آج وہ مبارک دن آ ہی گیا جب مجھے اپنے دل و جان سے زیادہ عزیز دوستوں کو کھانے پر مدعو کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آج بیگم بھی صبح سے بہت خوش تھیں۔ ان کے چہرے پر نور برس رہا تھا۔ وہ دل کی گہرائیوں سے کھانے کی ڈشیں پکانے میں مصروف نظر آ رہی تھیں۔ ایسے موقعوں پر وہ اپنی بھانجی خالدہ کو بلا لیتی ہیں جو گھریلو کھانے میں ایکسپرٹ ہے۔ چنانچہ آج خالدہ صبح ہی سے باورچی خانہ میں گھسی ہوئی تھی اور بیگم کی خصوصی ہدایات پر پوری توجہ کے ساتھ اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ آج بیگم نے سفید جوڑی دار پائجامے پر سفید ہی فراک پہن رکھی تھی۔ وہ مغل اعظم کی انارکلی لگ رہی تھیں۔ تنہائی ہوتی تو میں ان کا ہاتھ پکڑ کر عہد قدیم کی آواز میں کوئی دلربا گیت ضرور شروع کر دیتا لیکن اس طرح کی خواہشات پر کیا تجاوز کبھی بار دم نکلتے نکلتے رہ گیا۔ اور ارمان پورے نہ ہو سکیں۔ ایک حیرتناک بات یہ تھی کہ آج ہماری بیگم صاحبہ صبح سات بجے ہی سے مسلسل گنگنا رہی تھیں۔ میں حیران تھا کہ انہیں ہو کیا گیا ہے۔ میرے ایک شناسا یار تھے جو اگرچہ صوفیوں ہی کے خاندان میں پیدا ہوئے تھے لیکن دنیائے حسن و عشق کے بڑے ہی کامیاب شہسوار تھے۔ انہوں نے پندرہ سال کی عمر میں پورے پندرہ عورتوں سے کامیاب عشق کیا تھا۔ انہوں نے عشق و محبت پر سو صفحوں کا ایک رومانی کتابچہ لکھ کر رابطہ حسن و عشق سے "مجنوں ایوارڈ" حاصل کر کے تمام اہل دل کو محبت کرنے کا حوصلہ عطا کیا تھا۔ وہ بڑی تفصیل سے بتایا کرتے تھے کہ عورت کیوں ہنستی ہے اور کیوں روتی ہے۔ انہوں نے ہی ایک بار مجھے یہ بات بتائی تھی کہ جب عورت کو اچانک کسی سے عشق ہو جاتا ہے تو وہ یقیناً گنگنانے لگتی ہے۔ یا رب اب کیا ہوگا۔ آج صبح سے بیگم صاحبہ تواتر کے ساتھ گنگنا رہی تھیں اور ظاہر ہے یہ اس بات کی علامت تھی کہ محبت ہو گئی ہے مگر میرے نامہربان کو کسی مہربان سے۔ شاید یہ انشا

کر گیا۔ لیکن میرے گھریلو معاملات میں بات یوں ہی درست بھی ہے۔ بیگم کہتے ہیں کہ میرے حق میں تو نامہربان ہی تھیں۔ کیونکہ انہوں نے کبھی مجھ پر اس وقت رحم نہیں کھایا جب مجھے رحم و کرم کی شدید ضرورت ہوئی۔ اب کیا ہوگا؟ فکر مجھے اس بات کی نہیں تھی کہ بیگم کسی اور کو دل دے بیٹھیں تو میرا کیا ہوگا۔ دل کا کیا یہ تو آنی جانی چیز ہے۔ اور مجھے اپنی بھی فکر نہیں تھی کیونکہ میں تو بیگم کے مائیکے چلے جانے پر بھی ساون بھادوں کا مزا لے لیتا ہوں۔ اور ہو جاتا ہوں مطمئن۔

مجھے یہ غم ستائے جا رہا تھا کہ بیگم جس پر مہربان ہو رہی ہیں اس بے چارے کا کیا ہوگا؟ میں تو شروع ہی سے تیس مار خاں تھا اور بیگم کی عطا کردہ عنایات کو خوشی خوشی جھیل گیا لیکن وہ بے چارہ۔ جو ناگہانی عشق کا شکار ہو گیا ہے وہ تو بیگم کی ادنیٰ سی عنایت بھی برداشت نہیں کر سکے گا۔ اور مرنے سے پہلے ہی قبرستان پہونچ جائے گا۔ میں ان ہی پاکیزہ خیالات میں گم تھا کہ دروازے پر گھنٹی بجی۔ میں استقبال کرتا ہوا دروازے پر پہونچا۔

ماشاء اللہ۔ صوفی ڈلڈل اپنے تین صاحبزادوں سمیت جلوہ افروز ہو چکے تھے۔ وہ مجھے دیکھتے ہی مہکدار آواز میں بولے۔

امایار۔ تمہیں تو معلوم ہی ہے کہ ہم اپنے بچوں کے بغیر کسی دعوت میں نہیں جاتے۔ اس لئے میں انہیں ساتھ ہی لے آیا ہوں۔

کوئی حرج نہیں۔ لیکن صوفی جی آپ نے تو غلطی کی ہے آپ ان کی امی کو بھی ساتھ لیتے آتے۔ انہوں نے ہی کیا قصور کیا تھا جو انھیں چھوڑ آئے۔

بہت ہی اچھا خیال ہے۔ آپ اگر ارشاد فرمائیں تو میں انھیں بھی بلوائے لیتا ہوں۔ وہ آنے کے لئے بالکل تیار بیٹھی ہیں۔

ان کا جواب سنکر میں سٹ پٹا گیا۔ میں نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔

فی الحال مشورہ کرتے ہیں۔ آپ ایسا کریں بیٹھک میں تشریف رکھیں۔ اور بچوں سے گپ شپ کریں۔ میں ابھی حاضر ہوا۔

انھیں بیٹھک میں بٹھا کر میں اپنی بیگم کی طرف لپکا۔ اور انہیں صورتحال سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا کہ صوفی ڈلڈل صاحب مع لوازمات کے تشریف لائے ہیں۔ اور ارادہ کر رہے ہیں کہ دیگر لوازمات کو بھی بلا لیں۔

کیا آپ نے بچوں کو بھی مدعو کیا تھا؟ بیگم کے لہجے میں استفسار تھا۔

مدعو تو نہیں کیا تھا۔ لیکن بچے تو غیر قانونی طور پر دعوت کے حقدار بن ہی جاتے ہیں۔ اور یہ تو دیوبند ہے یہاں کسی طرح کا ضابطہ تو چلتا نہیں۔

لیکن اگر آپ کے سب ہی یار دوست مع اولاد تشریف لاتے ہیں تو مجھ کھانا کم پڑ جائے گا۔ میرا خیال ہے دو تھو چاول اور جھونک دوں؟

کیا ضرورت ہے۔ میں نے جواباً کہا۔ اس سے تو بہتر ہے کہ تم لوٹا حسن الہاشمی کے گھر چلی جاؤ۔ اور ان سے تعویذ لے آؤ۔ سنا ہے کہ وہ ایسا تعویذ دیتے ہیں کہ دو آدمیوں کا کھانا سو آدمیوں کو کافی ہو جاتا ہے۔ ان کے تعویذوں کی آزمائش بھی ہو جائے گی۔

یہ مذاق کا وقت نہیں ہے۔ مجھے جلد از جلد یہ بتائیے کہ اندازاً کتنے افراد بڑھ سکتے ہیں۔ ورنہ ناک کٹ جائے گی۔

بیگم نے ابھی اپنی بات پوری نہیں کی تھی کہ مجھے پھر کسی کے آنے کی آواز سنائی دی۔ میں بیٹھک میں پہونچا تو دیکھا کہ صوفی ترنم اور خشی مروارید تشریف لا چکے تھے اور اللہ کا فضل تھا کہ دونوں اکیلے ہی آئے تھے۔ کوئی دوسری مخلوق ان کے ساتھ نہیں تھی۔

میں نے بیگم کو آ کر یہ خوشخبری سنا دی کہ صوفی ترنم اور خشی مروارید کسی انڈے بچے کو لیکر نہیں آئے ہیں۔ لہٰذا گھبرانے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ دو چار افراد بڑھ بھی گئے تو کیا ہے اللہ برکت دیگا۔ اللہ سے ہمارا ابھی کچھ نہ کچھ رشتہ ہے اگرچہ آج کل ملنا جلنا کچھ کم ہو رہا ہے۔

اچھا اب آپ جائیے۔ ان لوگوں کو باتوں میں لگائیے۔ ابھی کھانے میں ایک گھنٹہ ہے۔ مجھے سکون سے کھانا پکانے دیجئے۔

میں واپس بیٹھک میں پہونچا تو دیکھا کہ کچھ احباب اور بھی آ چکے تھے اور مشائخ طریقت الحاج حضرت مولانا قالوبلی صاحب بھی اپنے ایک خادم کے ساتھ جلوہ افروز ہو چکے تھے۔ قالوبلی شہر کے ایک معزز شخص ہیں۔ ہر کس و ناکس کی دعوت یہ قبول نہیں کرتے لیکن فدوی نے تو انھیں جب بھی بلایا ہے سر کے بل چل کر آئے ہیں۔ اکثر فرماتے ہیں۔

صاحبزادے۔ تمہارے گھر کے کھانوں سے مجھے جنت کے کھانوں کی بو آتی ہے۔ لہٰذا دل چاہتا ہے کہ تم بار بار دعوت کا اہتمام کرو۔ تم بلاتے رہو۔ اور ہم آتے رہیں۔ تم کھلاتے رہو اور ہم کھاتے رہیں۔

تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ خاموشی کا طلسم توڑتے ہوئے میں نے اُن سے پوچھا۔ حضرت اب مزاج کیسے ہیں۔؟

برخوردار مزاج تو ٹھیک ہیں۔ لیکن اب ہندوستان میں طبیعت نہیں لگتی۔ اجمیر کی گلیاں یاد آتی ہیں۔ وہ بہاریں۔ وہ صبح و شام کا سہرا منظر۔ وہ نور برستے ہوئے لمحات۔ یہاں کیا دھرا ہے۔ جینے کو تو جی رہے ہیں۔ لیکن۔

حضرت۔ میں نے ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ صبر کیجئے کچھ ہی دنوں کے بعد وہ بہاریں اور وہ صبح و شام کے سنہرے مناظر یہاں بھی دکھائی دیں گے۔ اب ہمارا دیوبند بھی کافی ترقی کرتا جا رہا ہے۔ اب یہاں بھی مزارات کی اہمیت ہو گئی ہے۔ اب مزارات یہاں بھی معروف ہیں۔ اکا دکا عرس بھی ہو رہے ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد آپ کے دل کی گھٹن ختم ہو جائے گی۔ اور فورتھ یہاں بھی سب کا پیچ ملنے کا سنت و بدعت شیر و شکر ہونے کے لئے بے قرار ہیں۔ جنگ صرف لفظوں کی ہے عمل سب کا یکساں ہے۔ یقین نہ آئے تو میری آنکھوں سے دیوبند شریف دیکھئے۔ اسی وقت چند احباب اور بیٹھک میں داخل ہوئے۔

صوفی انا جار بھی پورے اہتمام کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ انہوں نے پیازی رنگ کی اچکن پہن رکھی تھی۔ لیکن نہیں۔ وہ تو سفید ہی رنگ کی اچکن پہنے ہوئے تھے۔ لیکن یہ سفید اچکن تین چار سال سے نہ دھلنے کی وجہ سے پیازی رنگ کی محسوس ہو رہی تھی۔ کرتا ان کا لمبا تھا جو شیروانی سے باہر جھانک کر شیروانی کی مسلسل توہین کر رہا تھا۔ صوفی انا جار حضرت قالوبلی کے برابر میں بیٹھ گئے۔ اور بیٹھتے ہی بولے۔

حضرت۔ بڑے دنوں کے بعد دیدار ہوئے۔ کچھ کمزور نظر آ رہے ہیں۔

عنایت ہے ان ابن مُلا کی۔ کہ ہم سب اہل اللہ ایک جگہ اکٹھے ہو گئے ہیں ورنہ اب دوستوں میں اٹھنے بیٹھنے کا رواج ہی ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ ہر شخص مصروف ہے اور دنیا کے پیچھے دوڑنے میں مگن ہے۔ یا پھر بیوی کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔

سچ فرمایا حضرت " میں بولا "۔ بس آپ کی یہی باتیں تو رہ رہ کر یاد آتی ہیں۔ اگر آپ جیسے لوگ نہ رہیں تو یہ دنیا تو غارت ہو کر رہ جائے۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ اور دنیا کو غارت ہونے سے بچائے۔

مختلف قسم کے موضوعات پر طبع آزمائی کی ہوتی رہی اور گھنٹہ یوں ہی گزر گیا۔ تقریباً سبھی احباب آ چکے تھے اور کھانا بھی تیار ہو گیا تھا۔ چند منٹوں کے بعد ہم سب کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔

کھانا کھانے کے دوران گفتگو بھی چلتی رہی اور چھیڑ چھاڑ بھی۔ صوفی تبارک علی جو مولوی شاہ ذوالجلال کے منجھلے داماد ہیں اور اپنے

حلقۂ احباب میں صاحب کشف و کرامت کے نام سے مشہور ہیں شامی کباب کا مزا لیتے ہوئے کہنے لگے۔

یار مُلّا۔ تمہاری اہلیہ کھانا پکانے میں ید طولیٰ ہے — جی چاہتا ہے کہ بس کھاتے چلے جاؤ — میں سمجھتا ہوں کہ ایسا بہترین کھانا پکانے والی پورے دیوبند میں نہیں ہوگی۔

حضرت دیوبند کیا — صوفی بُدبُد بولے "ایسا پکانے والی تو پورے اترپردیش میں نہیں ہے — میں کئی بار یوپی کا دورہ کرکے دیکھ چکا ہوں۔ میرے دل میں تو مدت سے ایک تمنا انگڑائی لیتی ہے — یہ جملہ مولوی قرآم کی زبان سے نکلا تھا۔

کونسی تمنا؟

دل چاہتا ہے کہ ایسا عمدہ کھانا پکانے والی کا کم سے کم ایک بار دیدار بھی ہو۔

بھائی واہ — کیا بات ہے "صوفی تندور چہکے"، تم نے تو ہمارے منہ کی بات چھین لی — میں بھی عرصۂ دراز سے یہ آرزو رکھتا ہوں کہ مُلّا کی بیگم کو کسی طرح ایک جھلک دیکھا جائے — کہ اللہ میاں نے انہیں کیسے بنایا ہے۔

ہم تو چشم تصور سے کئی بار دیکھ چکے ہیں "حضرت قالو بلی نے فرمایا: ماشاءاللہ بہت خوبصورت ہیں — ہندوستانی فلموں کی ہیروئن لگتی ہیں۔ انہیں دیکھ کر گانا گانے کو دل چاہتا ہے — لیکن کیا کریں گانا ہماری شریعت میں حرام ہے۔

میں خاموش تھا۔ اور تمام اکابرین کے فرمودات سے مستفیض ہورہا تھا۔ منشی مرواریہ مجھے مخاطب کرتے ہوئے بولے۔

عزیز دوست! آج تو بس یہ نیک کام ہو ہی جائے۔

کونسا نیک کام — مجھے خاموشی توڑنی پڑی۔

یہی — اپنے احباب صد احترام کی مقدس تمناؤں کی تکمیل — اپنی قابل قدر زوجہ کے چہرۂ پُرنور سے نقاب کشائی کی رسم بسم اللہ ....

بات یہ ہے "میں منشی مرواریہ کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔ میں تو خود اسی آرزو میں اپنی صحت تباہ کرچکا ہوں کہ کسی طرح اپنی بیگم کو لاکر آپ سب کے روبرو کھڑا کردوں۔ تاکہ آپ خدائی قدرت کے قائل ہوجائیں۔ اور غور و فکر کریں کہ لبنان کا حسن و جمال ہمارے ہندوستان میں کیسے پیدا ہوا — لیکن کیا کروں وہ تو پکی وہابن ہے — اور اس کے اندر مودودیت کے بھی جراثیم ہیں — وہ شرعی پردے کی قائل ہے۔ کہتی ہے کہ آواز کا بھی پردہ ہے — رشک آتا ہے مجھے ان شریف عورتوں کو دیکھکر جو دیوبند کے مینا بازار میں اپنے چہرے کا پورا حدود اربعہ سب کے سامنے کردیتی ہیں — ایک یہ ہماری دقیانوسی بیوی ہے شادی کو ایک مدت گذرگئی آج تک بعض معاملات میں مجھ سے بھی پردہ رکھتی ہے۔ لعنت ہے ان مودودیوں پر انہوں نے "پردہ" نامی کتاب چھاپ کر تمناؤں کا قتل عام کررہا ہے کتنی ہی اسمارٹ قسم کی اچھی خاصی عورتوں یہ زہریلی کتاب پڑھ کر قریبی رشتے داروں سے بھی پردہ کرنے لگی ہیں۔

ٹھیک کہہ رہے ہو "صوفی اذا جاء بولے" میرے مرحوم ماموں کے سالے کی سوتیلی خلیا ساس نئے ذہن کی عورت تھی۔ باغوں میں — بازاروں میں — بہاروں میں تتلی کی طرح اُڑی اُڑی پھرتی تھی — نہ جانے کس کمبخت نے مودودی کی کتاب پردہ اسے پکڑادی — اس کتاب کو پڑھنے کے بعد وہ ایسی گمراہ ہوئی کہ اللہ کی پناہ — اب حال یہ ہے کہ مجھ ذرا بھی ادھر سے اُدھر نہیں ہوتا — جب دیکھو امہات المومنین کا ذکر کرتی رہتی ہے — پہلے ہر وقت نرگس اور مدھو بالا کی باتیں کیا کرتی تھی۔

خیر کچھ بھی ہو "منشی آریار بولے" مُلّا اگر تم چاہو تو کسی بھی بہانے سے کم سے کم ایک بار تو زیارت کرا ہی سکتے ہو — ہم نے تمہاری بیوی کے حُسن کے چرچے سنے ہیں — کوئی انھیں کوہ قاف کی پری بتاتا ہے۔ کوئی چین کی گڑیا — کوئی مصر کی دوشیزہ — ایسی باتیں سنکر اور بھی دماغ خراب ہوتا ہے — اور یہ گھر تم نے اس طرح کا بنا رکھا ہے کہ کہیں سے جھانک کر کچھ نظر ہی نہیں آتا۔

میں ان سب دوستوں کی حالت پر رحم کھاتے ہوئے بولا۔ بھائیوں میں کوشش کروں گا کہ وہ کسی طرح رام ہوجائے۔ اور آپ سب کو اپنی جھلک دکھادے۔ بظاہر مجھے اُمید نہیں ہے کیونکہ وہ پُرانے دور کی چھپٹی چھپائی عورت ہے دینی کتابیں پڑھنے کا اسے ہیضہ ہے۔ ان کتابوں نے اس کے ذہن کو اور زیادہ خراب کردیا ہے۔ پھر بھی مولا علی کا نام لیکر میں اسے سمجھانے کی کوشش کروں گا......

تنہائی میں ایک بار مجھ سے ملاقات کرادیجئے۔ "قالو بلی کے چھوٹے بھائی صوفی کربلانے فرمایا"

حضور، تنہائی کا موقعہ تو وہ مجھے بھی نہیں دیتی۔ بہت ہی محتاط رہتی ہے۔ اور آج کل تو اس پر فکر آخرت سوار ہے۔ ہر وقت تسبیح و مصلی کی باتیں کرتی رہتی ہے۔

آپ انھیں مولانا عامر عثمانی کا یہ شعر سنادیجئے۔ قالو بلی نے مشورہ دیا۔

آج تسبیح و مصلی سے بھلا کیا ہوگا

کوچۂ یار تو ٹھرا نگ رہا ہے یارو

یہ شعر سُننے کے بعد شاید ان کی اصلاح ہو۔

ابھی حضرت — میں نے اس کی ذہن سازی کے لئے نہ پوچھئے کیا کیا جتن کئے — وہ ناول لاکر دیئے جو ہمارے ملک میں صرف اسی لئے بالغوں

کے لئے چھاپے جاتے ہیں تاکہ نابالغ لوگ چھپ چھپ کر انہیں خریدیں۔ وہ فلمیں دکھائیں کہ جس کے سین اور شین کو دیکھکر قبرستان کے مُردے بھی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور عشق فرمانے کیلئے عورتوں کی قبروں میں چھلانگ لگا دیتے ہیں۔ لیکن ایسے ناول پڑھکر بھی اس کے ذہن کی گرہ نہیں کھل سکی۔ اور خصوصی فلمیں دیکھکر بھی یہ ٹس سے مس نہیں ہوئی۔ اور اب تو حال یہ ہے کہ اس نے ناول پڑھنے چھوڑ دیئے فلم نہ دیکھنے کی قسم کھالی۔ کمبخت تاریخی فلمیں تک دیکھنے کے لئے تیار نہیں ہوتی۔ حالانکہ ان فلموں کو دیکھکر ایمان تازہ ہوجاتا ہے۔ اور بے اختیار نذر و نیاز کو دل چاہتا ہے۔

تو پھر یہ صورت حال انتہائی تشویشناک ہے۔ "خواجہ فرباد نے مرغ کی ٹانگ پر طبع آزمائی کرتے ہوئے کہا" تمہیں ان کی اصلاح کے لئے سیریس ہونا چاہئے۔

پھر قطب الدین نے اپنی رائے پیش کی — سعادت حسن منٹو کے ناول پڑھواؤ اور بھیانک جرائم کے خصوصی مضامین گھول گھول کر پلاؤ نیکی کا بھوت ۱۲ دن میں اُتر جائے گا — اور پھر آپ کی جلد جھید کے بغیر بھی تھیلی سے باہر آجائے گی۔

میر صاحب — اس نے مجھے اپنی قسم دیکر ایک دن کہا تھا کہ اگر آئندہ بھیانک جرائم جیسے رسالے گھر میں لائے تو میں اپنے گھر چلی جاؤں گی۔

اگر یہ بات ہے۔ تو پھر تم اپنی بیوی کو پہلی فرصت میں آگرے جاؤ اور اس کے دماغ کو جھٹکے دلواؤ۔ ورنہ پیارے زندگی اجیرن بن جائیگی۔ عورتوں پر اگر بھری جوانی میں نیکی کا دورہ پڑجائے تو پھر اس دنیا میں رہ کیا جائے گا۔ ہم لوگ کہاں جائیں گے اور کہاں اپنا دل بہلائیں گے۔

کتنے اچھے اچھے مشورے موصول ہورہے تھے — روح کو بڑا سکون مل رہا تھا — اور دل چاہ رہا ہے کہ داڑھی سمیت سب کے بل کھڑا ہو کر رقص کروں — میرے تمام دوست کتنے مخلص ہیں۔ کتنی فکر ہے انہیں میری۔ یہ کمبخت بیوی تیس سال کی عمر میں رابعہ بصری بننے کی کوشش کررہی ہے آج رات کو اس سے نمٹوں گا۔

مُلّا بھائی — ذرا کباب منگائیے۔ صوفی اذا جاء نے نواں کباب اپنے منہ کی طرف لیجاتے ہوئے کہا۔

جی — ابھی لاتا ہوں — اور میں پلیٹ لیکر زنان خانے میں داخل ہوا۔ بیگم۔ ذرا دس بیس کباب دیجئے۔ واللہ کیا کھانا پکایا ہے۔ کتنے دوستوں نے ایک ساتھ کہا۔

بیگم صاحبہ نے پلیٹ میں آٹھ کباب دیتے ہوئے کہا۔ کل کائنات یہی ہے۔ میں نے اپنے اور خالدہ کے لئے بھی کوئی کباب نہیں بچایا ہے۔ کیا بات کم پڑگئے۔

کم کیا پڑگئے — سب کباب تو پہلے ہی بھجوا چکی ہوں۔ تمہارے دوستوں کی تو خوراکیں بھی دنیا سے نرالی ہیں۔

لاؤ لاؤ یہی دو — میں کباب اور گرم گرم بریانی لیکر بیٹھک میں پہونچا۔ صوفی تکین عمر ستر سال کھانے سے فارغ ہوگئے تھے لیکن گرم گرم بریانی دیکھکر بولے۔ رزق کی کیا ناقدری جب گرم گرم سے آئے تو لاؤ چند نوالے اور لے لیں۔ یہ کہکر انہوں نے چاولوں کی ڈش اپنے ہاتھوں میں لے لی۔

بعض احباب اب زردے اور فرنی پر ٹنگے ہوئے تھے۔

ہم نے اپنے رب کا شکر ادا کیا۔ کیونکہ کھانے کی تمام ڈشیں۔ راجستھان کے جنگل کا سا منظر پیش کررہی تھیں۔ بالکل چٹیل میدان۔ اندیشہ تھا کہ اگر کھانا کم پڑگیا تو کیا ہوگا — لیکن اس کے بعد جلد ہی لوگ کھانے سے احباب فارغ ہوگئے۔ میں نے برتن اندر پہونچا دیئے۔ اب چائے کی تیاری تھی۔

چائے میں کچھ دیر تھی۔ کیونکہ بیگم اور خالدہ بچوں کے ساتھ کھانا کھارہی تھیں۔ میں نے سوچا چلو تھوڑی دیر دوستوں کی گفتگو کے مزے لوٹیں۔ کھانا کھا کر سب بہت خوش تھے۔ صوفی ترنم کی داڑھی کے بال کھلے ہوئے تھے۔ صوفی اذا جاء کی آنکھوں میں بلا کی چمک تھی۔ قالو بلی کھانا کھاتے ہی مسہری پر دراز ہوگئے تھے۔ دوستوں میں سب سے بڑی وہی ہیں۔ اس لئے ہم سب بھی ان کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ ان کی عمر اسی سال کے قریب ہوگی لیکن دل ابھی تک جوان ہے۔ آج بھی حسن و عشق کی باتوں میں دلچسپی لیتے ہیں۔ اور دیکھئے میری بیوی کو دیکھنے کے لئے بے تاب ہیں۔

بات چل رہی تھی۔ رسم نقاب کشائی کی — صوفی بلاکت بولے۔ تو اب کب ارادہ ہے دیدار کرانے کا۔ اپنی زوجہ محترمہ کے۔

انشاءاللہ کوشش کروں گا۔ میں نے جواب دیا۔ دعا کیجئے کہ اللہ اسے شوہر کا حکم ماننے کی توفیق عطا کرے۔ میری بیوی اس معاملے میں بڑی ظالم ہے — میں اس سے اس بارے میں ناخوش ہوں۔ ہزار بار سمجھا چکا ہوں کہ بھاگوان پردہ تو آنکھ کا ہوتا ہے۔ بڑے بڑے ذمہ دار گھرانوں کی عورتیں دہلی جاتی ہیں تو غازی آباد تک برقعہ اوڑھتی ہیں اس کے بعد برقعہ اچانک غائب ہوجاتا ہے — ہر چیز کی ایک حد ہے۔ یہ برقعہ ہی بے حد کیوں ہو!

لیکن اس کے دماغ میں خرابی تو پہلے ہی سے تھی۔ پھر قاری طیب صاحب کی تقریروں اور مولانا مودودی کی کتابوں نے اور زیادہ ستم ڈھائے اب تو اس کا حال یہ ہے کہ ذرا سی بھی آنکھ ادھر اُدھر نہیں کرتی۔ ڈرتا ہوں کہ مجھ سے کسی دن پردہ نہ کرے بہرحال ہوں تو میں بھی مرد ہی — اور مرد بھی بڑا چاق و چوبند۔

BY SALIMSALKHAN

اسی دوران چائے بھی آگئی ۔ اور چائے سے لطف اندوز ہوتے ہوئے بھی اسی طرح کی باتیں چلتی رہیں ۔ موضوع گفتگو میری بیوی کا ہی بنی رہی ۔ مجھے بھی مزا آرہا تھا ۔ میں خود چاہتا ہوں کہ ہر محفل میں بس میری بیوی ہی کا تذکرہ ہوتا ہے ۔ اس لئے جب وہی ہے تو کیوں نہ اسی کی باتیں کریں ۔ وہ اپنی ہے پرائی تھوڑی ہے ۔ چائے سے فراغت کے بعد رفتہ رفتہ محفل پھیکی پڑتی رہی اور احباب کی روانگی رفتہ رفتہ عمل میں آتی رہی ۔ جب سب لوگ چلے گئے تو میں نے بیٹھک کا دروازہ بند کرلیا ۔ اب کمرے میں میں اور میرے لنگوٹیا یار منشی مروارید تھے ۔ منشی مروارید ایک خاندانی حکیم کے صاحبزادے ہیں اور یونانی جڑی بوٹیوں اور قیمتی خمیروں کا لحاظ کرتے ہوئے خاندان کے عقلمندوں نے ان کا نام "مروارید" تجویز کیا ۔ ان کے ایک عدد بھائی بھی تھے ان کا نام "گل قند" تھا ۔ وہ بہت میٹھی گفتگو کرتے تھے ۔ وہ جب بھی زبان کھولتے تھے مٹھاس کی وجہ سے مکھیاں بھنکنے لگتی تھیں ۔ وہ اچھے خاصے صحت مند تھے لیکن اچانک ایک دن بغیر کسی پروگرام کے مرگئے ۔ ان کے مرنے پر پورے شہر کو ماتم کرنا پڑا تھا ۔ کیونکہ وہ اپنی حماقتوں کی وجہ سے پورے شہر میں ہر دلعزیز تھے ۔ آج بھی جب کسی مجلس میں ان کا تذکرہ ہوتا ہے بے شمار ارمان دل میں اچھلنے لگتے ہیں ــــــ منشی مروارید ایک عظیم شخصیت ہیں ۔ خاندانی حکیم کے گھران کا جنم ہوا ۔ اور اللہ نے انھیں اپنے خاندان کی مناسبت سے شکل و صورت عام انسانوں سے نرالی عطا کی ہے ۔ وہ دیکھنے میں انسان کم اور خاندانی مطب "مزیادہ" دکھائی دیتے ہیں ۔ چھوٹے موٹے نزلے کے مریض تو انہیں دیکھکر ہی ٹھیک ہوجاتے ہیں ۔ میرے بچپن کے دوستوں میں ہیں ۔ انہوں نے مجھے تحقیق کرنی تھی اس کالی بلا کی جو دیوبند کی مقدس سرزمین پر مختلف محلوں میں کبھی مردانہ صورت میں اور کبھی زنانہ صورت میں نظر آتی رہی تھی ۔ مجھے صوفی او دابا نے بتایا تھا کہ اس کالی بلا پر منشی مروارید نے باقاعدہ ریسرچ کی تھی ۔ اور اسکی گہرائی تک شاید وہ پہونچ گئے تھے ۔

میں نے ان سے عرض کیا ۔ عالی جناب ۔ ہمارے سالے صاحب کو تو آپ جانتے ہی ہیں ۔ ایڈیٹر طلسماتی دنیا کو ان کی اوپر کی منزل بالکل خالی ہے انہیں نہ معلوم کیا سوجھی مجھ سے اگر فرمانے لگے کہ دیوبند کی کالی بلا پر کچھ لکھو ۔

یہ شخص پاگل سا ہوگیا ہے ۔ "منشی مروارید بولے ۔"

پاگل سا نہیں مکمل اور باضابطہ پاگل ۔ جو انسان تعویذ گنڈوں کا رسالہ نکال کر مالدار بننے کے سپنے دیکھ رہا ہے اس کے پاگل ہونے میں کسی پاگل کو بھی کوئی شبہ نہیں ہوسکتا ۔ لیکن اس نے تو آجکل مجھے پاگل بنا رکھا ہے ۔ اب بتائیے میں اس موضوع پر کیا لکھوں ــ ؟ وہ لکھتے فرماتے کہ میں عمران خان کی پسلیاں گن کر بتادیتی ہیں تو واللہ مجھے کوئی پریشانی نہ ہوتی آدھے سکینڈ کی چوتھائی میں عمران کی رگیں اور نسیں سب گن کر بتا دیتا ۔ وہ اگر مجھ سے فرماتے کہ میں جیہ پردہ کی ناک میں کتنے بال ہیں ۔ گن کر بتاؤں ۔ تو میں ایک منٹ ٹال کئے بغیر اپنا حساب وکتاب پیش کردیتا وہ اگر فرماتے کہ مولوی گل بجاؤں کی آنتوں پر ریسرچ کرکے بتاؤں کہ کتنی ٹھیک ہیں اور کتنی ٹی بی سے متاثر ہو کر بے دم ہونے کے لئے آخری منصوبے بنا رہی ہیں تو میں ان کے پوچھنے سے پانچ منٹ پہلے ہی انھیں جواب تھما دیتا لیکن وہ تو ایسی بات پوچھ رہے ہیں جس کا جواب دیوبند کے سارے پاگل مل کر بھی نہیں دے سکتے ۔

میں ذرا خاموش ہوا تو منشی مروارید نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا ۔ ڈارلنگ ملا ! اندازہ یہ ہوا ہے کہ اس کالی بلا کی کوئی حقیقت ہی نہیں تھی ۔ یہ چند پولیس کے مخبروں کا کارنامہ تھا جو شاید پولیس ہی کے اشاروں پر ہوا ہو ۔ ایک چہ بولنے شروع ہو کر مختلف جگہوں سے گزر کر ایک چوتھے بعد ختم ہو گیا ۔

ہرگز نہیں ۔ دیوبند کی پولیس اتنی چھچھوری حرکت نہیں کرسکتی ۔ دیوبند کی پولیس پر ایک بزرگ کا سایہ ہے اور ان کا مزار تھانے کے صحن میں بنا ہوا ہے ۔ اس مزار کی برکت سے دیوبند کی پولیس اگر کوئی نازیبا حرکت کرنا بھی چاہے تو نہیں کرسکتی ....

پولیس دیوبند کی ہو یا شکار پور کی ــ ان سب کی عادت و اطوار ایک جیسے ہوتے ہیں ۔ کبھی کبھی اہم باتوں سے جنتا کا دھیان ہٹانے کے لئے جنتا ہی کے ساتھ آنکھ مچولی بھی کھیلنے لگتے ہیں ــ یہ بھی ایک طرح کی آنکھ مچولی تھی ۔ جو دیوبند کے خصوصی حالات میں کھیل گئی ۔

لیکن اس طرح کی سوچ سے تو ہماری فرشتوں جیسا مزاج رکھنے والی پولیس بدنام ہوجائے گی ۔" میرے لب ولہجہ میں اندیشے کروٹ لے رہے تھے ۔

تو پھر یہ مان لیں کہ یہ کارنامہ پولیس کے مخبروں کا تھا ۔" منشی مروارید نے اپنی رائے پیش کی ۔

یہ مان لینے میں بھی بھلائی نہیں ہے ــ یہ فرض کرلینے سے شریفوں کی وہ جماعت بدنام ہوتی ہے جن کے ذریعہ پولیس سے کچھ معاملات تو طے کرائے جاتے ہیں ۔ اگر یہ لوگ ناراض ہوگئے تو تھانے میں رہنے والی مخلوق کا کام کس طرح سیدھا ہوگا ــ اور میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ اگر پولیس کے مخبر نہ رہیں تو چبوتروں کی رونق ختم ہوجائے گی اور مسلمانوں کے پاس اب لے دیکے چبوترے ہی تو رہ گئے ہیں اور کیا اس قوم کے پاس دھرا ہے ؟

ایک صاحبہ تو یہ بھی کہہ رہی تھیں ۔" منشی مروارید نے بتایا ۔" کہ کالی بلا کی آڑ میں کسی نے مکان خالی کرالیا ۔ کسی نے اپنی دکان سے قبضہ ہٹوالیا ۔ اور تعویذ گنڈے والوں نے لوگوں کی جیبیں خالی کرالیں ۔

صاحبہ کی بات چھوڑئیے ــ آپ جانتے ہیں کہ یہ مخلوق باغی پسلی سے پیدا کی گئی ہے ۔ اس لئے ان کے سوچ کا انداز ہی الٹا ہے ۔ بات یہ ہے کہ جتنے منہ اتنی باتیں ۔ میں نے تو یہ دیکھا ہے کہ جن لوگوں کے پاس ۳ رماشے عقل نہیں ہے وہ بھی اس بارے میں اپنے فرمودات کا اظہار کررہے تھے ۔

تو پھر میری ایک رائے ہے ۔ منشی مروارید نے سینہ ٹھوک کر کہا ۔
اظہار کیجئے اپنی رائے کا ۔

پیارے ملا ۔ میری رائے یہ ہے کہ اس کالی بلا کی حقیقت جو بیان ہو لیکن پولیس والوں کی آبرو اور مخبروں کی عزت بچانے کے لئے ہم یہ فرض کرلیتے ہیں ۔ کہ وہ کوئی دیوی تھی ۔ جو لوگوں کے جرائم کا حساب وکتاب کرنے کے لئے کوہ قراقرم سے براہ راست آئی تھی اور پھر کسی عامل کا روحانی گھونسا کھاکر دفع ہوگئی ۔ اور اب طوطا مینا پر اپنی تیر کھونے میں مصروف ہے ۔

ہاں مروارید صاحب ! میں اس سے ملتی جلتی رائے رکھتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ اس ناگہانی بلا کو بالکل حقیقت سمجھا جائے ۔ ایسا سمجھ لینے سے پولیس کے چاند ستارے بھی بدنامی سے بچ جائیں گے اور مخبروں کی پراسرار شخصیتیں بھی طعنہ کشی سے محفوظ رہیں گی ۔ ورنہ عوام کا کیا بھروسہ اگر ان کمبختوں کو حقیقت کا سراغ مل گیا تو بجلی کے کھمبے اکھاڑ کر چڑھ بیٹھیں گے شریفوں کے چبوتروں پر ــ اور بے تحاشہ الزام تراشی کریں گے ان انسانوں پر جن کی سات پشتوں نے بھی کبھی گناہ کا ارادہ تک نہیں کیا

چلو مسئلے کا حل ہوا ــ سمجھا دینا اپنے اس سالے کو جس کے دماغ میں آتے ہیں نت نئے فتور ۔ اور پڑا ہوا پیچھے شریف لوگوں کے ہاتھ دھوکر اور ڈرتا نہیں خدا سے بالکل بھی ۔ حالانکہ ہے وہ فاضل دیوبند کا اور مستند

تو میں سمجھا دوں گا ۔ فی الحال تو آج رات کو میں ان کی ہمشیرہ صاحبہ سے نمٹ لوں ۔ جو ہوگئی بالکل دقیانوسی اور سمجھتی ہے خود کو عقلمند ۔

اچھا تو میں چلتا ہوں ــ منشی مروارید نے جاتے جاتے کہا ۔

ان کے جانے کے بعد میں گھر میں آیا تو بیگم صاحبہ پھر گن گنا رہی تھیں ۔ میرے بھیجے میں آگ لگ گئی ۔ بھڑک اٹھا میرا غصہ

میں نے اپنے شوہر ہونے کا حق پوری طرح استعمال کرتے ہوئے انتہائی غصے کی حالت میں کہا ۔ کان کھول کر سن لو بیگم ۔

پھر کیا کہا ــ ؟

یہ جاننے کے لئے آپ لوگ جنوری کے شمارے کا انتظار کرلیں ۔ اور میں ذرا کھانا ہضم کرلوں ورنہ آجائی شروع ہو جائیں گی میرے ساتھ آپ کو بھی ڈکاریں ۔

خدا حافظ

آپ کا بھتیجا

ابن ملا

اپیل

جنت میں اگر گھر بنوانا چاہتے ہو تو مدرسہ عائشہ صدیقیہ الوحیدیہ
علاقہ تونکا بلڈ ۱۱ مہاراشٹر وا میں اس کی تعمیر کریکے اپنا گھر آخرت
کے لئے رشتہ کرا لو یہ اللہ پاک کا وعدہ ہے جو دین اسلام کے
کر گئے انشاء اللہ اس کی مدد کیجئے جو ہماری راہ میں خرچ کریگا ہم اس
زیادہ دیکھئے جس طرح کسان کھیت میں دھان لگاتا ہے تو ایک
ایک چاول کا پودا اگتا ہے اس ایک پودے میں ۱۰ بالیں ہو
بالی میں ستر دانے ہوتے ہیں یہ مثال سمجھا رہے
وعدہ کے خلاف نہیں ہے اس مدرسہ عائشہ صدیقیہ کی زمین
جو کہ ایشیا ڈون ٹینل بائی وے نمبر ۴ یعنی آگرہ روڈ پر بنا ہو
کاروں میں مسافروں کو سوار کرتے اور جہاں سے معاوضہ
زمین خرید کر مدرسہ عائشہ صدیقیہ کے لئے وقف کی ہے اور
۴۰ بچے قرآنی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور مدرسہ بالکل کچی
انہوں نے پانی اور بجلی کا بھی انتظام کردیا ہے لیکن وہ اس
بنانے کے لئے اب روپیوں سے زیادہ دل بھی نہیں
بھی ڈرائیور ہوں اپنی گاڑی میں مسافروں کو مالیگاؤں چھو
محمد گلاب بھائی سے ملاقات ہوئی انہوں نے اس مدرسہ کے
بتلایا اور مدرسہ کی تصویریں اور مدرسہ عائشہ صدیقیہ کے
کے زیروکس دیئے ہیں جو صاحب اگر دیکھنا چاہتے ہوں وہ
پتہ پر آکر دیکھ سکتے ہیں یا اگر وہ خط کے ذریعے معلومات
مدرسہ اور رجسٹریشن کے کاغذات کے زیروکس ہیں وہ
مدرسہ کی تعمیر کرانا چاہتے ہوں وہ جاکر خود یہ کام
مدرسہ کی تعمیر ہوجائے جس کا تخمینہ ساٹھ ہزار روپے ہیں ۔

فقط

شیخ ضیاء الرحمن
کوکن منزل گراؤنڈ فلور
روم نمبر ... سرشتہ ... باڑی ... روڈ
ایسا اسٹریٹ
بمبئی ۴۰۰۰۱۰